سوانح

حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ازہرِ کوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن مہاراشٹر کے مہتمم "مولانا امان اللہ عبدالرحیم بروڈ رح قاسمی نقشبندی" کی حیات وخدمات پر مشتمل مضامین اورتعزیتی پیغامات کا مجموعہ

زیرِسرپرستی

حضرت مولانا عبدالسلام صاحب ججو دامت برکاتہم العالیہ

(حال مقیم: یوکے)

مرتب

مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی

(استاذِ فقہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور)

معاونین

مفتی داؤد حسین ہرنیکر (حال مقیم: یوکے)

مولانا توصیف عبدالحمید کونڈیکر (حال مقیم: دبئی)

تزئین

مولانا ابراہیم عبداللہ ڈونگرکر جامعی، رتناگری

مولانا جبران بشیر پرکار، چپلون، رتناگری

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

سوانح

حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ازہر کوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن، مہاراشٹر کے مہتمم

حضرت مولانا امان اللہ عبدالرحیم بروڈ قاسمی نقشبندیؒ

کی حیات وخدمات پر مشتمل مضامین اور تعزیتی پیغامات کا مجموعہ

زیرسرپرستی

حضرت مولانا عبدالسلام صاحب حجو دامت برکاتہم العالیہ

(حال مقیم: یوکے)

مرتب

مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی (استاذ فقہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور)

معاونین

مفتی داؤد حسین ہرنیکر (حال مقیم: یوکے)

مولانا توصیف عبدالحمید کونڈیکر (حال مقیم: دبئ)

تزئین

مولانا ابراہیم عبداللہ ڈونگرکر جامعی، رتناگری

مولانا جبران بشیر پرکار، چپلون، رتناگری

ناشر

مکتبۃ النظیر یوکے

فہرست مضامین

عناوین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
عرض ناشر	مولانا داؤد حسین ہرنیکر	06
عرض مرتب	مفتی فیاض احمد محمود برمارے	08
اظہار تعزیت	مولانا منیر احمد صاحب کالینا، ممبئی	10
آغاز سخن سے پہلے	مولانا عبدالسلام نجے القاسمی، ممبئی	12
قلبی احساسات	مولانا صادق مقادم، روہا	14
کوکن کا مرد مجاہد	مولانا داؤد عمر مروڈکر	16
ایک کریم نے اسیرِ کرم کردیا	مولانا نثار احمد دروگے، مقیم کویت	18
جامع و ہمہ گیر شخصیت	مولانا عبدالسلام حجو، یوکے	20
جس کی ادا ادا پہ ہو انسانیت کو ناز	قاری اشرف حسن دانڈیکر، دبئی	24
امان اللہ فی امان اللہ	مولانا نصر اللہ حسین انڈرے، دوحہ قطر	25
حضرت مولانا امان اللہؒ اللہ کی امان تھے	مفتی محمد شاکر خان قاسمی (پونہ)	27
ہر راہِ شوق میں میرا نقشِ قدم تو ہے	مفتی محمد انور خان سرگروہ، ممبئی	30
مہتمم صاحب... سادگی و عاجزی کے پیکر	مولانا ریاض اسماعیل واڑکر	34
حضرت مہتمم صاحب امن کے پیامبر	مولانا رجب عبدالقادر برمارے	36
امانت داری میں بے مثال... حضرت مہتمم صاحب	مفتی ابو محمد بن عبدالرشید حسینی فلاحی	38
کچھ یادیں کچھ باتیں	مولانا اسحاق گھارے	40
ایک باوقار عالم فی ذمۃ اللہ	مفتی سفیان عبدالعزیز قاضی (مدینہ منورہ)	41
حکمت اور دور اندیشی میں نمایاں شخصیت	مولانا عبدالغنی حسین بندرکر	45
فکر رحیمیؒ کے امین و پاسبان کی اچانک رحلت	مولانا داؤد حسین ہرنیکر، یوکے	47

سلام اے طریقت کے سالک سلام	مفتی عادل علی حسینی	51
شفقت و ہمدردی میں مثالی شخصیت	مفتی نوید ابوالحسن پورکر	55
حضرت مہتمم صاحب کا پدرانہ رشتہ ناقابل فراموش	مفتی سعود مہاڈکر	57
یادوں کے جھروکے	مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی	60
حضرت مہتمم صاحب... امتیازات وخصوصیات	مفتی فرید ہرنیکر	68
یہ کیسا کوہِ غم ہے ٹوٹا زمیں بھی آنسو بہارہی ہے	مولانا انوار بن یوسف قاسمی مبارک پوری	71
فکر رحیمیؒ کی فکر آخرت	مولانا داؤد حسین ہرنیکر یوکے	72
آہ حضرت مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی، نقشبندی مجددیؒ	مفتی فرقان عبدالسمیع مقری	75
ایک عظیم شخصیت کا وصال	مفتی احمد عبدالسلام نجے	77
خطۂ کوکن کے بےلوث رہنما کی وفات	مولانا سمیع اللہ خان	78
آہ حضرت مولانا اُمان اللہ صاحب قاسمی مرحوم!!	مفتی محمد صابر حسین ندوی	81
خطۂ کوکن کا مہرِ درخشاں، خدمتِ خلق کا بحرِ بیکراں	مفتی عبدالکریم ندوی گنگولی	84
مولانا امان اللہ صاحب، ایک یادگار شخصیت	قاری نور محمد محمود صالح، رأس الخیمہ	89
نیک صورت حسین سیرت صاحب علم وحکمت کی ناگہانی رحلت	مولانا فیصل حسن میاں سونڈے، کویت	91
''فاذا فرغت فانصب'' کا ایک اور نمونہ	مولانا نعمان بن قاري داؤد مقادم	93
یادگار مہتمم حضرت مولانا امان اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ	مفتی سلیم معین الدین جھٹام، کویت	94
مولانا محترم امان اللہ بروڈؒ کی رحلت کی خبر ناقابل یقین	جناب ڈاکٹر مبشر، مہسلہ، رائے گڑھ	95
تھیں جس کے دم سے بہاریں وہ باغباں نہ رہا	جناب انجینئر ارشد بن عبدالستار ابارے (پرار)	97
ہر نصیحت جان ودل افروز تھی	جناب نذیر احمد ہرزک، دبئ	99
کچھ یادیں اور مولانا مرحوم کی ماضی سے وابستہ باتیں	مولوی ابرار بن عبدالرزاق الحسینی	101
ہزاروں نظمیں وفاء کی ان کے	مولوی سہیل عبدالعزیز پٹیل رام راج، علی باغ	103
رہے سلامت ہماری نسبت	مولوی عدنان بن نذیر بڑے، چانڈ گاؤں روہا	105

مجھے فخر ہیں کہ میں آپ کا شاگرد ہوں	مولوی سلمان بن عبدالحمید غوری، کوکنی	107
ستارہ جو ڈوب گیا	مولوی ابرار بن اخلاق فیضی (ارن)	109
جامعہ کی مرکزی شخصیت	حافظ محمد رضا بن مولانا زبیر فقیہ آرائی	111
موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس	مولوی سلمان بن عبدالحمید غوری، کوکنی	113
رخصت اے بزم جہاں سوئے وطن جاتا ہوں میں	حافظ اسامہ بن رجب برمارے، ابنِ راہی	115
حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کی زامبیا افریقہ میں آمد	مولانا محمد علی بن یونس صالح، زامبیا افریقہ	118
ستارہ جو ٹوٹ گیا	علماء کوکن امارات	120
قائدٌ و فقیدٌ رَحِلَ عَنَّا وَ لَمْ یَزْ حَلْ مِنَّا	الشیخ محمود دفرفرے، ریاض	122
امان اللہ فی ذمۃ اللہ	مولانا نثار احمد دروگے صاحب	125
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا	مولانا عبدالسلام حجو صاحب	126
رسالة عزاء	الشیخ محمود دفرفرے، ریاض	127
وفاة علم من أعلام الكوكن	الشيخ أبو عبدالله محمد أشفاق القاضي، بومباي	128
تعزیتی کلمات	مسلم بزم اتحاد و ترقی شریوردھن	130
تعزیتی کلمات	مولوی سہیل اقبال مقادم	132
عاجزی اور انکساری والی شخصیت	مولانا سرور ایوب کرجیکر	133
لاکھوں میں ایک فرد عجیب و غریب تھا	جناب نذیر احمد ابھارے، قطر	134
وہ آسمان تھا مگر جھک کے سب سے ملتا تھا	جناب ولید بن اقبال لانبے	135
پھول تونے وہ چنا جو گلشن کو ویران کر گیا	مولوی ارشاد دلاور حسین چکٹے	136
تعزیت مسنونہ	مولانا آصف ڈھونگڑے	137
تعزیتی کلمات	حلقہ احباب کوکن قطر	138
باغبان حسینیہ کی مثالی باغبانی	ابنائے جامعہ کویت	139
ملت ایک معتبر عالم و مصلح سے محروم ہوگئی	مولانا محمد الیاس فلاحی	140

تعزیتی کلمات	ابناء جامعہ یو کے	141
تعزیتی پیغام	مدرسہ فیض العلوم علی باغ	142
تعزیت نامہ	جامعہ حلیمہ للبنات موربہ	143
تعزیتی پیغام	بزم فلاح المسلمین جدید مانجرونہ	145
تعزیت نامہ	مولانا وسیم جوھر علی بروڈ	146
اولیات مہتمم صاحب	صاحب اولیات مولانا عبد السلام حجو یو کے	147
تعزیت نامہ	مجمع الامام الشافعی العالمی	148
تعزیت نامہ	جمعیۃ علماء ہند	149
تعزیت نامہ	ادارہ فکر وخبر بھٹکل	150
تعزیت نامہ	جامعہ فیض القرآن، کالستہ	152
تعزیت نامہ	مدرسہ اشرفیہ عربیہ، توڑیل	153
تعزیت نامہ	مدرسہ دار الفلاح، وڈولی	154
تعزیت نامہ	ابناء جامعہ، ریاض	155
تعزیت نامہ	انجمن دردمندان تعلیم وترقی ٹرسٹ، مہاڈ	156
تعزیت نامہ	دار الافتاء والارشاد جامع مسجد ممبئی ٹرسٹ	159
تعزیت نامہ	جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک	161
تعزیت نامہ	مدرسہ تجوید القرآن، پمپلی	162
تعزیت نامہ	مفتی محمد اسماعیل قاسمی، مالیگاؤں	164
تعزیت نامہ	دار العلوم اسلامیہ عربیہ، تلوجہ	165
تعزیت نامہ	شفاء چاریٹیبل ٹرسٹ، دابھول	166
تعزیت نامہ	جامعہ دار ارقم، دھترولی	167
ہندوستان کے مختلف ومشہور اخبارات میں چھپنے والے تعزیتی پیغامات کے تراشے		168

عرض ناشر

مولانا داؤد حسین ہرنیکر

مکتبہ النظیر یو کے

بفضلہٖ تعالیٰ مکتبہ النظیر یو کے کی طرف سے اہل علم واہل ذوق کی تحریروں وتحقیقات کو منظر عام پر لانے کی پچھلے چند سالوں سے سعادت وتوفیق نصیب ہورہی ہے، اسی طرح ہمارے اکابر علماء ومشائخ کی سوانح اور ان کی زندگی کے حالات کو بھی یکجا کرنا اور مرتب کرنا یہ بھی مکتبہ النظیر یو کے کے مقاصد میں داخل ہے، اب تک جو تصانیف وتحقیقی کتابچہ منظر عام پر آئے ہیں ان کا اہل ذوق حضرات نے بنظر غائر مطالعہ کرکے ان کی نافعیت اور اثر انگیزی کو مختلف انداز میں قلم بند فرمایا ہے۔ جو ہم سب کے لیے موجب فرحت وسرور ہے۔ **فللہ الحمد**

زیر نظر کتاب از ہرکوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کی حیات وخدمات پر کچھ مضامین پر مشتمل ہے، یوں تو حضرتؒ کی زندگی ایک کھلی کتاب تھی اور کوکن کے طول وعرض میں کسی سے پوشیدہ نہ تھی اور جہاں کہیں جامعہ کے خوشہ چیں ہوں وہ حضرتؒ کی دینی وفلاحی، ملی وسماجی، تعلیمی وتربیتی، زندگی کی عکاسی کرتے ہیں، بقول شاعر

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

مگر چند ساتھیوں کی طرف اس بات کا اصرار تھا کہ حضرت مولانا سید عبدالمنعم صاحبؒ کے سوانح کی طرح حضرت مہتمم صاحب پر مواد کو یکجا کیا جائے تو سودمند ہوگا، مستقبل میں آنے والی نسل کے لئے مولانا مرحوم سے واقفیت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہوگا، تو بڑوں سے مشورہ کیا گیا اور حضرت مولانا عبدالسلام صاحب جو دامت برکاتہم کی سرپرستی میں کام شروع کیا گیا اور جدید فارغین وطلبہ جامعہ کو مہتمم صاحب کے تعلق سے اپنے قلبی احساسات وجذبات کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے ترغیبا اس کا اعلان کیا گیا، کافی احباب نے اس پر لبیک کہا اور اپنی زرین تحریریں وتعزیتی پیغامات روانہ کیے، مدارس کی چھٹیوں اور ملک کی افراتفری کے حالات کی وجہ سے کچھ بزرگوں تک نہ ہم پہنچ سکے اور نہ ہماری بات پہنچا سکے، اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

خیر! جو مضامین اب تک موصول ہوئے ہیں ان کو کتابی شکل دے رہے ہیں، مضامین کے جمع کرنے میں ہماری پوری کوشش رہی ہے کہ مضامین افراط وتفریط اور غلو سے خالی ہو کیوں کہ یہی مزاج شریعت ہے، اور حضرت بھی افراط و تفریط کو ناپسند کرتے تھے۔

اس موقع پر ہم سبھی مضمون نگاروں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنے قیمتی مضامین سے اس کتاب کو آراستہ کیا، اسی طرح حضرت اقدس مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم کے ہم ممنون ومشکور ہیں کہ انھوں نے ہماری درخواست پر اس کام کو صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور ہمت افزائی کے کلمات بھی عنایت فرمائے، نیز ہم ممنون ومشکور ہیں ہمارے سرپرست حضرت مولانا عبدالسلام حجو صاحب دامت برکاتھم کے وہ اس کتاب کی تیاری میں برابر ہماری نگرانی فرماتے رہے۔

اس موقع پر ہم رفیق محترم مفتی فیاض احمد برمارے صاحب اور مولانا توصیف کونڈ یکر صاحب، مولانا ابراھیم صاحب جامعی، مولانا جبران پرکار صاحب کے مشکور ہیں کہ انھوں نے دلجمعی ودلچسپی کے ساتھ ان سوانح کو تیار کرنے میں اپنا بھرپور تعاون پیش کیا، ان حضرات کے تعاون کے بغیر اس کام کا پایۂ تکمیل تک پہنچنا مشکل تھا۔

کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے اعتبار سے ممکنہ سعی کی گئی ہے، البتہ ہم قارئین کی جانب سے کسی غلطی کی نشاندہی پر اُن کے شکر گزار ہوں گے اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کرلی جائے گی۔ (ان شاءاللہ)

حق تعالی سے دعا ہے کہ اس کتاب سے عوام وخواص سب کو نفع حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس کو قبول عام وتام عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ

عرض مرتب

مفتی فیاض احمد محمود برمارے
جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک

کسی شخصیت کے متعلق اس کی زندگی کے بارے میں تمام روداد کو یکجا کر کے مرتب کرنا اس کی سوانح حیات کہلاتی ہے، سوانح حیات عام طور پر پسندیدہ شخصیات کی مرتب ہوتی ہیں، لیکن ان میں مذہبی اور روحانی شخصیات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے، دنیا میں سوانح لکھنے کا رواج قدیم زمانہ سے جاری ہے، سوانح حیات میں دراصل ایک شخص کی ذاتی زندگی کا پورا عکس ہوا کرتا ہے، جس میں اس شخصیت کے آس پاس کے کردار، سماج، معاشرہ اور ذاتی حالات وواقعات بیان ہوتے ہیں، اس کی خدمات اور کارناموں کے تذکرے ہوتے ہیں، اور کسی بھی شخصیت کی سوانح حیات سے قارئین کو فائدہ ہونے اور اس کی مقبولیت کا دارومدار اس بات پر کہ سوانح حقیقت پر مبنی ہوں اور غلو سے پاک ہوں، نیز جس شخصیت کے سوانح مرتب کئے جارہے ہوں وہ اپنی حیات میں بھی مقبول ومحبوب ہو، اس کے بغیر کسی کے سوانح نہ کسی کو متاثر کر سکتے ہیں اور نہ وہ کسی کے لئے مشعل راہ ہو سکتے ہیں۔

مادر علمی جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے باوقار منصب اہتمام کے لئے لائق وفائق، خاندان رحیمی کے چشم وچراغ، ممتاز عالم دین، مدبر ومفکر، مصلح قوم وملت حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ نوراللہ مرقدہ کی شخصیت اس بات کی مستحق تھی کہ ان کے انتقال کر جانے کے بعد ان کی سوانح کو مرتب کیا جاسکے، گرچہ وہ اس بات مستحق تھے کہ ان کی حیات میں ہی ان کی زندگی کے احوال وکوائف کو مرتب کیا جاتا، یا وہ ہم سب کے لئے خودنوشت سوانح چھوڑ جاتے جس کو پڑھ کر آپ کے علمی واصلاحی سلسلہ کے لوگ صحیح منزل کی تلاش کرتے، لیکن یہ مقدر نہیں تھا، مولانا مرحوم کے انتقال کی خبر جیسے ہی بجلی کی طرح پورے علاقہ میں پھیل گئی، چمن رحیمی کا ہر پھول مرجھا گیا اور جامعہ کے فرزندان سب کے سب مغموم ہو گئے، اس وقت ہر ایک کے ذہن کے دریچہ پر مولانا مرحوم کی زندگی کے نقوش رقص کرنے لگے، مولانا کے بعض محبین نے تو تدفین سے قبل ہی ان نقوش ویادوں کو لکھ کر اپنی محبت کا اظہار کر دیا، اور پھر محبت اور تعزیت ناموں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جن کو پڑھ کر مولانا کی عقیدت واحترام ان کی زندگی سے زیادہ دل میں پیدا ہونے لگا اور یوں محسوس ہوا کہ ایک بہت بڑی دولت سے ہم محروم ہو گئے۔

اسی دوران محب محترم مولانا داؤد ہرنیکر صاحب نے یہ حکم دیا کہ مولانا مرحوم پر لکھے جانے والے مضامین کو جمع کرنا شروع کیجئے تو یہی حکم عزیز القدر مولوی توصیف کونڈیکر صاحب نے جاری فرمایا، اسی دوران عزیزم مولوی جبران پرکار صاحب نے پیغام

ارسال فرمایا کہ میں مہتمم صاحب کے مضامین کو جمع کررہا ہوں، آپ اپنا مضمون ارسال کیجئے، میں نے انھیں مولانا داؤد صاحب کے عزائم وخواہش کے بارے میں آگاہ کیا، اس کے بعد آپسی مشورہ سے یہ طے پایا کہ اس مبارک کام کو سب مل کر کریں گے، الحمدللہ مشترک فکروں اور محنتوں کے نتیجہ میں ''سوانح مہتمم صاحبؒ '' کے نام سے ایک ایسی دستاویز آپ کے سامنے آرہی ہے جس میں اہل علم کے لئے عمل کی ترغیب، اہل اللہ سے تعلق ونسبت کی افادیت، مقبولیت ومحبوبیت کا راز، اہتمام وانصرام کی ذمہ داری کا احساس، عاجزی وانکساری کا پیغام، جودوسخا کا درس، مہمانان رسول کی تربیت کا انداز جیسے مختلف سبق آموز پہلو پنہاں ہیں۔

سوانح مہتمم صاحبؒ میں جو مواد شامل ہے، یہ مہتمم صاحب کی سوانح کا ادنی حصہ بھی نہیں ہوسکتا، لیکن جن حضرات نے بھی جو کچھ لکھا ہے وہ دل کی گہرائی سے لکھا ہے، مولانا مرحوم سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے، اس اعتبار سے یہ حضرات یقینا قابل مبارکباد ہیں، اور آپ کی زندگی کا بہت بڑا حصہ اصحاب فکر ونظر اور اکابرامت کے قلم سے جامعہ حسینیہ عربیہ کے ترجمان ''الھادی'' میں مرقوم ہونے کا منتظر ہے، امید ہے وہ بھی بہت جلد ہمارے ہاتھوں میں ہوگا، البتہ اس ادنی کوشش سے مکتبۃ النظیر یو کے کے ذمہ داران اور استاذ محترم مولانا عبدالسلام نجو دامت برکاتہم اور قابل قدر مفتی داؤد ہرنیکر ودیگر معاونین کا مقصد مہتمم صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنا ہے، نیز مولانا کی زندگی کو لوگوں کے سامنے ایک نمونہ کے طور پر پیش کرنا ہے، جس کے لئے انھوں نے ہر طرح سے اپنا تعاون پیش کیا ہے اور اس کام کی تیاری اور منزل تک رسائی کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے، دراصل اس پورے کام کے روح رواں اور محرک مفتی داؤد صاحب ہی ہیں، اور ان کے عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت الاستاذ مولانا عبدالسلام صاحب بڑی خاموشی سے انجن کا کردار ادا کرتے ہیں ان کا یہ تواضع ہے کہ وہ میری ہمت افزائی کے طور پر ہمیشہ مجھے آگے رکھتے ہیں، اور پس پشت رہبری وسرپرستی بھی فرماتے ہیں، اللہ تعالی ان دونوں کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں سوانح مہتمم صاحبؒ کی تیاری کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے بھی ان کی زندگی سے سبق لینے کی توفیق عطا فرمائے، نیز اس وقت اپنے جمیع اساتذہ، والدین، اہل خانہ کا مشکور ہوں جن کی توجہات، دعاؤں، اور قربانیوں کی برکت سے اس طرح کے اچھے کاموں کی منجانب اللہ توفیق ملتے رہتی ہے، نیز مولانا عبدالسلام نجے صاحب، مولانا صادق مقادم صاحب، مولانا داؤد مروڈکر صاحب قابلِ شکر ہیں جنھوں نے اپنے تأثرات اور کلمات بابرکت سے کتاب کی اہمیت میں اضافہ کیا تو دوسری طرف ہماری ہمت افزائی، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، اسی طرح اپنے معاونین (مولوی توصیف کونڈیکر، مولوی جبران پرکار) کا مشکور ہوں خصوصا رفیق محترم مولانا ابراہیم صاحب جامعی کا کہ اس سوانح کی ترتیب وتزئین میں سب سے زیادہ حصہ انھیں کا ہے، اللہ تعالی ان تمام کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہم سب کے لئے نافع اور سودمند بنائے۔ آمین۔

تعزیتی پیغام وکلماتِ دعائیہ

پیر طریقت، داعی سنت، عارف باللہ حضرت اقدس مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم کالینا، ممبئی

دوستوں کے ذریعے جامعہ حسینیہ شری وردھن کے باتوفیق مہتمم، خطۂ کوکن کے دینی معمار اور دینی جماعتوں، جمعیتوں کے سرپرست وقافلہ سالار حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی بیماری اور پھر ہمیشہ کے لیے صحت مند وراحت یاب ہو جانے کی اطلاع ان کے وفات پا جانے کی خبر کی صورت میں ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون

تدفین کے کچھ وقفے کے بعد وہاں موجود اہل علم دوستوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ و پسماندگان سے فون کے ذریعے تعزیتی گفتگو کی ترتیب بنائی۔

اللہ پاک حضرت مولانا کے گھرانے اور متعلقین ومتوسلین کو ہمیشہ نیک بختی وسعادتمندی کی دولت سے نوازتا رہے، دونوں جہان میں خیرات وبرکات اور عافیت کا حقدار بنا کر ہم سبھی کے دین، دنیا اور آخرت کو شاد وآباد فرمائے! آمین ثم آمین

پہلی بار جامعہ حسینیہ شری وردھن میں ہمارے حضرت، مرشد امت حضرت الشاہ مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری نور اللہ مرقدہ کے ہمراہ 1983 میں جامعہ کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے حاضری ہوئی اور اس کے بعد اللہ واسطے قائم ہوئے اس تعلق میں اضافہ ہوتا گیا، اس کی بڑی وجہ جہاں جامع مسجد ممبئی کے سابق امام حضرت مولانا محمد شوکت نظیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگانہ شفقت تھی، وہیں حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی مخلصانہ محبت کا بھی اس میں بڑا دخل تھا، سال میں تقریباً ایک بار جامعہ میں حاضری ہو جایا کرتی ہے، اگر تاریخوں کے مصروف ہونے کی وجہ سے کبھی پہنچنے کا موقع نہ مل پاتا تو حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی جانب سے یاد دہانی شروع ہو جاتی، اصرار کیا جانے لگتا اور حاضری کی سعادت ملنے پر واپسی تک مولانا تواضع وانکساری اور محبت وبردباری کے ساتھ بچھے جاتے، طلباء کرام واساتذہ حضرات کے درمیان اصلاحی نشست وتربیتی مجلس کا اہتمام فرماتے، اللہ پاک کی توفیق سے اس موقع پر کہی جانے والی دینی باتوں کو عملی شکل دینے کے لیے فکرمند رہا کرتے تھے۔

ان کی سادگی وبے نفسی، نیک مزاجی وخوش اخلاقی اور ہمہ جہت بے لوث دینی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے اس عاجز کی

جانب سے مولانا مرحوم کوبھی چاروں سلسلے میں بیعت وارشاد کی اجازت وخلافت تھی۔

اللہ پاک بے پناہ جزاء خیر دے مولانا عبدالسلام حجو، مفتی فیاض احمد محمود برمارے، مولانا داؤد ہرنیکر، مولانا توصیف کونڈیکر صاحبان اورتمام جدید وقدیم ابناء جامعہ حسینیہ کوبشمول ان سبھی حضرات کے جنہوں نے ''حیات سید عبدالمنعمؒ'' کے برقی رسالے کی اشاعت کے بعد اُذْکُرُوا محاسِنَ موتاکُم کے سلسلے کوجاری رکھتے ہوئے ''سوانح حضرت مہتمم صاحب'' کی ترتیب واشاعت میں تعاون فرمایا۔

اللہ پاک ان کی خدمات کوقبول فرمائے، درجات کو بلند فرمائے اورادارے کو ہرنوع کی ترقیات سے مالامال فرمائے اور''مکتبۃ النظیر یوکے'' کے کارکنان ومنتظمین کوخیروعافیت، اخلاص وقبولیت کے ساتھ مزید توفیقات وترقیات سے سرفراز فرمائے! آمین

بقلم: مفتی عبدالرشید شیداصدیقی

فیضِ منیرایجوکیشن ٹرسٹ کالینا ممبئی

آغاز سخن سے پہلے

حضرت مولانا عبدالسلام نجے القاسمی دامت برکاتہم
امام وخطیب جالی محلہ شافعی مسجد ممبئی و مہتمم فیض العلوم نیرل

عقل انسانی کے وساوس وشکوک سے بھی وراء الوری اس حقیقت کی صداقت میں کیا کلام ہوسکتا ہے کہ جو کوئی بھی اس دارفانی میں آتا ہے پہلی سانس کے ساتھ ہی اس کی زندگی کا اپنے انجام کی طرف سفر کا آغاز ہوجاتا اور وقت موعود آجانے پر انجام کار اس کو دار بقاء کی جانب رخت سفر باندھ کر رخصت ہونا ہوتا ہے، کوئی بھی انسان ظاہری ومعنوی مراتب کی رفعتوں اور بلندیوں کو کیوں نہ عبور کرلے لیکن وقت موعود آجانے پر نہ کسی کے لئے کوئی راہِ فرار ہے، نہ کوئی استثناء، اور نہ ہی کسی کے لئے کوئی رعایت، اگر مشیت رب میں استثناء کو امکان کا درجہ حاصل ہوتا تو روئے زمین پر حق تعالی کے سب سے مقدس و محبوب ترین طبقہ انبیاء کرام کا اور اس میں بھی بالخصوص حضرت نبی اکرم ﷺ اس مرتبۂ استثناء کے احق قرار پاتے، لیکن اس حوالے سے از روئے کلام اللہ قانون ازلی بیان فرمادیا گیا ہے **کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام** (سورہ رحمن: ۲۶/۲۷)

حضرت اقدس مولانا امان اللہ صاحب بروڈ القاسمیؒ کی وفات کا جو حادثہ پیش آیا ہے اس پر اپنی جانب سے نیز مدرسہ فیض العلوم نیرل کے تمام اراکین واساتذۂ کرام کی جانب سے تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس موقع پر ہم سبھی تعزیت کے مستحق ہیں اس لئے کہ یہ حادثہ کسی فرد یا مخصوص جماعت وادارہ کا نہیں بلکہ ہم سب اور پورے علاقہ کوکن کے لئے مشترک حادثہ ہے۔ بلاشبہ حضرت مولانا مرحوم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کی مسند اہتمام کی آبرو اور علاقہ کوکن کے دینی مدارس ودینی خدمات کے پیشوا تھے۔ انہوں نے تقریباً ۴۰ سال مسند اہتمام پر فائز رہ کر علمی، دینی اور اصلاحی خدمات انجام دیں۔ جہاں آپ ایک کامیاب مہتمم تھے وہیں آپ ایک باکمال مدرس بھی تھے، اور تدریس بھی آپ کے محبوب ترین مشاغل میں سے ایک مشغلہ تھا، جامعہ کے ابتدائی دور تقریباً ۱۹۸۰ء میں جب کہ مدرسہ جنگر محلہ شریوردھن میں تھا بندہ کو بھی حضرت سے تلمذ کا شرف حاصل رہا ہے۔

بندہ غم کی اس گھڑی میں آپ تمام حضرات سے تعزیت کرتے ہوئے دعاء گو ہے کہ اللہ رب العزت حضرت کی بخشش

ومغفرت فرمائے، آخرت کی تمام منزلوں کو آسان فرمائے، جملہ خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے، اور جامعہ وعلاقہ کو کن کو آپ کا نعم البدل عطاء فرمائے آمین!

ناچیز اس موقع پر مبارکبادی پیش کرتا ہے مکتبۃ النظیر یو کے اور اس کے تمام اراکین بالخصوص میرے محترم ومکرم مخلص دوست حضرت مولانا عبدالسلام صاحب حجو مدظلہ العالی اور ان کی زیر سرپرستی چلنے والے ان کے لائق فائق شاگرد اور تمام رفقاء کار بالخصوص حضرت مفتی داؤد ہرنیکر صاحب، حضرت مفتی فیاض برمارے صاحب، حضرت مولانا توصیف عبدالحمید کونڈیکر صاحب، حضرت مولانا ابراہیم عبداللہ ڈونگرکر صاحب اور حضرت مولانا جبران پرکار صاحب حفظہم اللہ کو کہ ان حضرات نے حضرت مہتمم صاحبؒ کی سوانح حیات پر مقالات لکھوائے، ان کو یکجا کر کے ان کی تصحیح وتبویب اور تزیین کا کام انجام دیا اور ہر طریقہ سے تراشنے کے بعد افادۂ عام کی خاطر اس کی نشر واشاعت کی مقبول کوشش کی، ظاہر سی بات ہے یہ کوئی معمولی کام نہیں بلکہ وقت طلب، مال طلب اور یکسوئی وسکون طلب کام ہے، ان حضرات نے یہ سب کچھ قربان کر کے یہ سوغات ہمارے سپرد کی ہے۔

اللہ پاک ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطاء فرمائے، ان کی جملہ خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے، اور استقامت ودلجمعی اور خلوصِ نیت کے ساتھ ہم سب کو دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے، مکتبۃ النظیر یو کے کو ہمہ جہات ترقیات سے نوازے، آمین ثم آمین

قلبی احساسات

مولانا صادق مقادم
امام وخطیب جامع مسجد روہا

قدرت نعمت بعد الزوال۔ زبان زد جملہ ہے، یہ مضامین جو مختلف احباب، متعلقین اور خصوصا ابناء جامعہ کے ذریعہ زیر تحریر آئے ہیں، میری دانست میں وہ برملا اسی کا اظہار ہیں، یوں حق بھی انھیں لوگوں کو ہے، جنھوں نے مولانا مرحوم کے قریب رہ کران صفات وخوبیوں کو اخذ کیا تھا، بندہ اس قرب سے محروم رہا، حالاں کہ مولانا مرحومؒ نے مجھے قریب کرنے کی بہترین کوشش کی (مراد جامعہ میں تدریسی خدمات کے عنوان سے) مگر خالق تقدیر نے میری تقدیر میں شر یوردھن کا آب ودانہ ہی نہیں رکھا تھا، تاہم مولانا مرحوم کی ان کاوشوں نے مجھے قلبی قرب سے ضرور نوازا، بلکہ پھر جسمانی قرب بھی کسی قدر حاصل رہا، یعنی بندہ رتناگری سے نکل کر روہا آ گیا، مولانا مرحوم اس دوران گاہے گاہے امتحان کے عنوان پر جامعہ بلاتے رہے اور بالآخر جامعہ کمیٹی میں شامل کر کے ہی دم لیا، میں نے اس دوران مولانا مرحوم کی خودنوازی، مردم شناسی اور جامعہ کے لئے مناسب ومختلف استعداد کے لوگوں سے مختلف کاموں کو لینے کی خوبی کو اخذ کیا۔

مولانا مرحوم نے جس وقت مدرسہ کا اہتمام سنبھالا تھا، تقریبا مدرسہ کا تدریسی نظام بیرون علاقہ علماء کرام پر منحصر تھا، اس لئے کہ علاقہ میں علماء خال خال ہی تھے، لیکن جس جہد مسلسل اور حکمت کے ساتھ مولانا مرحوم نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا کہ آج صرف جامعہ ہی نہیں علاقہ کے اکثر مدارس جامعہ کے فضلاء کرام سے فیض پا رہے ہیں، خود جامعہ میں تکمیل دورہ حدیث کے علاوہ مختلف شعبہ جات کا اضافہ اور تعلیم وتعمیر کے اعتبار سے جو ترقیات ہوئی ہیں، بلاشبہ ان میں مولانا مرحوم کی شبانہ روز محنتوں اور فکروں کا بڑا دخل ہے، حالاں کہ مولانا مرحوم گھریلو اعتبار سے کاروباری تھے، اور کاروباری بندہ کو کسی کی طرف جھانکنے کی فرصت نہیں رہتی، لیکن مولانا مرحوم نے ہر دوذمہ داری کو اس خوبی اور توازن سے نبھایا کہ دونوں میدان میں ترقی کر کے اس میں چار چاند لگا دیئے۔

الغرض مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے جن خوبیوں اور صفات سے نوازا تھا مولانا نے ان صفات کو کام میں لا کر ادارہ کو بہت ترقی دی، اور اس کے فیض کو علاقہ سے آگے بڑھ کر صوبہ اور ملک کے دیگر صوبوں، بلکہ بیرون ملک تک پہنچا دیا وہ یقینا

آئندہ کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ٹھہریں گے۔

اس وقت جو کتابچہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، کوئی مستقل سوانح نہیں ہے (آئندہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی توفیق دے) بلکہ مختلف احباب کے اپنے اپنے تاثرات اور ان کے ساتھ پیش آمدہ احوال کی ادنی سی جھلک ہے، جسے صاحب مضمون نے اپنی استعداد وظرف کے مناسب صفحہ قرطاس پر لاکر اپنے دیرینہ تعلق کا اظہار کیا ہے، تو دوسری جانب مولانا سے استفادہ کی بنیاد پر ان کا جوحق بنتا تھا اس کی ادائیگی کی کوشش ہے، اس قسم کے سوانحی خطوط کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ آئندہ کام کرنے والے اشخاص بلکہ نسلیں ان مضامین سے رہبری پائیں اور ان خطوط کو مشعل راہ بنا کر اپنی منزل پر گامزن ہوں۔

مولائے کریم مولانا مرحوم کی ان ساری کاوشوں کو قبول فرمائے، انھیں شایان شان اجر جزیل عنایت فرمائے اور ادارہ وعلاقہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔

میں اپنی طرف سے مولانا کی حیات وخدمات کو منظر عام پر لانے والے حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، خصوصا محب مکرم مولانا عبدالسلام صاحب حجو، اور ان کے رفقاء مفتی داؤد ہرنیکر ومفتی فیاض احمد برمارے وغیرہم کو جن کی شب وروز کی محنت سے ایک حسین گلدستہ ہم سب کے سامنے آرہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نافعیت کو عام فرمائے اور قبولیت تامہ سے نوازے، آمین۔

کوکن کا مرد مجاھد

مولانا داؤد عمر مروڈ کر

انہیں کے دم سے ہے ساری بہار آنکھوں میں
اداسی چھائی ہے اب، سوگوار آنکھوں میں

حضرت اقدس مولانا امان اللہ صاحب جنہیں اب تک دامت برکاتہم اور مدظلہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اب ہم رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ وبرد اللہ مضجعہ کے نام سے یاد کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں، آپ اپنی ذات کے اندر انجمن اور گلشن تھے، آپ تعلیمی، اخلاقی، روحانی، فلاحی، سماجی میدانوں میں مرد مجاہد بن کر کام کر رہے تھے اور اپنے ساتھ بے شمار لوگوں کو شریکِ کار کیے ہوئے تھے کہ اچانک یہ مرد مجاہد لوگوں کو سوگوار کر کے دار آخرت کی طرف رخ کر گیا۔

جھونکے نسیم خلد کے ہونے لگے نثار
جنت کو اس گلاب کا تھا کب سے انتظار

اللہ تبارک وتعالی نے آپ کی ذات میں بے شمار صلاحیتیں رکھی تھی، صرف رکھی ہی نہیں تھی، بلکہ آپ ان صلاحیتوں کو بھر پور استعمال میں لا رہے تھے، آپ ہمت واستقامت کے جبل کبار تھے اور اپنے ساتھ چلنے والوں کو یہی درس دیتے تھے، ہم نے دیکھا جامعہ پر بڑے بڑے حالات آئے، لیکن آپ کی ذات پر کبھی پژمردگی نہ چھائی، بلکہ یقین وتوکل اور اخلاص کی خداداد دولتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے ان کٹھن اور دشوار ترین حالات میں بھی ہنستے ہوئے نکل گئے۔

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

جامعہ کو دراصل اس قدر اونچا اور قدآور درخت بنانے میں آپ نے پوری ظاہری اور باطنی طاقتوں سے کام لیا اور یہ درخت آج اتنا تناور بن گیا ہے کہ اس کی شاخیں بہت دور دور تک پہنچ گئی ہیں اور اس کے سائے میں ایک مخلوق راحت اور آرام سے علمی میدانوں میں کام کر رہی ہے، اللہ اس پودے اور پیڑ کو ہمیشہ تروتازہ رکھے، پھلتا پھولتا رکھے اور تمام شرور و فتن اور حوادثات سے محفوظ رکھے، آمین۔

آپ کی ذات ہمیشہ نام ونمود اور شہرت سے دور رہی، کبھی بھی کسی بڑے سے بڑے یا چھوٹے سے چھوٹے کام سے

اپنی ناموری نہیں چاہی، حالانکہ اتنے بڑے ادارے کے مہتمم ہونے کی وجہ سے آدمی کے اندر خود بخود یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے، لیکن دور تک اس بات کا پتہ نہیں چلتا تھا۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ کے دور اہتمام کا پہلا سال اور احقر کا درجہ حفظ میں داخلے کا پہلا سال، اس وقت سے لیکر حفظ کے تین سال مکمل اور عالمیت کے آٹھ سال مکمل اس طرح کل گیارہ سال آپ کی تعلیم و تربیت میں رہنے اور آپ کی خداداد صلاحیتوں سے فیضیاب ہونے کا اور قریب سے دیکھنے کا خوب موقع ملا۔

آپ درس کے بڑے پابند تھے اور درس و تدریس کے میدان میں آپ کو ملکہ حاصل تھا، آپ کتاب کو بالکل آسان اور سہل بنا کر صرف سمجھاتے نہیں تھے بلکہ گھول کر پلانے کا بھی سلیقہ جانتے تھے۔

آپ کو اس قدر اونچے مقام تک پہنچنے میں آپ کے تواضع اور عاجزی کا بڑا دخل ہے، کیونکہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی بھی ہے "من تواضع لله رفعه الله" جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے سر بلندی عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالی نے جو کچھ تھوڑی بہت علم کی لگن اور کچھ لکھنے پڑھنے کا شوق عطا کیا ہے، اس میں آپ کی رہنمائی اور رہبری اور ہمت افزائی کا بڑا دخل ہے، اس وقت جامعہ کے درجہ عالمیت کی عمارت کا خشت اول رکھنے والے صرف دو ہی معمار تھے (۱) مشفق و مہربان استاد محترم حضرت اقدس مولانا علی میاں صاحب دامت برکاتہم (۲) آپ کی ذات عالی۔

اللہ تبارک و تعالی آپ کی قبر مبارک پر ان گنت رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے، آپ کی قبر کو تا حد نظر کشادہ فرمائے، آپ کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھول دے اور جنت کی ہوائیں چلائے، آمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

احقر کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ یوکے میں مکتبۃ النظیر کے نام سے کوئی ادارہ ہے، جس میں تقریباً جمیع احباب کوئی ہی ہیں، بالخصوص استاذی و مولوی حضرت مولانا عبد السلام حجو صاحب دامت برکاتہم اور ان کے نقش قدم پر و ہمت افزائی پر چلنے والے افراد جیسے مفتی فیاض داؤد ہرنیکر صاحب، مفتی فیاض احمد برمارے صاحب، مولانا توصیف عبد الحمید کونڈ یکر صاحب، مولانا ابراہیم عبد اللہ ڈونگر کر صاحب اور مولانا جبران صاحب حفظہم اللہ ان حضرات نے حضرت مہتمم صاحب کی سوانح عمری کو ترتیب دینے کی کاوش فرمائی اور اس کے لیے دامے درمے سخنے ہر ممکن کوشش کی ہے، اللہ تعالی ان کی اس کوشش کو دارین میں بھرپور اجر و ثواب کا ذریعہ بنائے اور ان کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے، آمین۔

ایک کریم نے اسیرِ کرم کردیا

(أیام الخالیة، بیتے دنوں کی خوشگوار باتیں)

مولانا نثار احمد دروگے، مقیم کویت

مدرسہ میں میرے تدریسی دور کی بات ہے، جب میں ''معرفۃ الارکان'' کی تالیف سے فارغ ہوا تو حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کی طرف سے ہمت افزائی ہوئی اور دعائیں دینے کے ساتھ ایک رقم کا تحفہ بھی عطا کیا، وہ کریم اور سخی تھے، مجھے تحفہ دیا اس لئے میں انہیں کریم نہیں لکھتا ہوں، بلکہ تحفہ اس لئے ملا کہ وہ کریم تھے اور مجھ جیسے کتنے ہوں گے جو اُن کے اسیر کرم ہوں گے۔

وہ جود وسخا بخشش وعطا والے مولانا تھے، کہیں سفر وحضر میں کھانے پینے کا موقع آجاتا تو بل دینے میں پہل کرتے، کہ وہ دل والے مولانا تھے۔ (ویسے تو ہر بندہ دل والا ہے، مگر یہاں بل ادا کرنے والا دل مراد ہے جو کم لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔)

اللہ تعالی کے فضل وکرم سے وہ بچپن ہی سے میسور الحال گھرانے سے تھے، پھر اپنی ذہانت اور مسلسل جدوجہد سے رب کریم نے مزید نوازا تو حضرت کا صاحب ثروت لوگوں میں شمار ہونے لگا، اور ''**نعم المال الصالح لرجل الصالح**'' (پاکیزہ مال نیک بندہ کے لئے کیا عمدہ مال ہے) کا مصداق بن گئے۔

مشہور ہے مال علم ودین کے ساتھ مل جاتا ہے تو اس سے جود وسخا، عدل ووفا کے کرشمے ظہور پذیر ہوتے ہیں، ایک بات اور بھی ہے کہ تقوی وخشیت الہی کے ساتھ مہتمم وناظم کا میسور الحال ہونا بھی من جملہ اسباب کے ایک سبب ہے، امانت داری کے ساتھ مدرسہ کا مالی نظام شرعی طریقہ پر چلنے اور جاری رہنے کے لئے، جو بفضل اللہ آج تک جامعہ حسینیہ عربیہ میں جاری وساری ہے، چنانچہ مولانا کے دور میں مدرسہ کا مالی شعبہ الحمد للہ غبن، خیانت، ہیرا پھیری وغیرہ غلاظتوں سے پاک صاف رہا، دعا تو یہی ہے کہ آئندہ بھی یہ ادارہ اور تمام مدارس امانت داری سے آراستہ وپیراستہ ہوں اور خیانت وغبن وغیرہ بری خصلتوں سے محفوظ رہیں۔

ایک مرتبہ کسی ضرورت کے تحت بندہ کو ایک رقم کی سخت ضرورت آن پڑی، کبھی کسی سے عرض کرنے یا طلب کا پہلا

موقع تھا، پس و پیش تر دد میں کبھی آگے کبھی پیچھے دفتر کے سامنے چکر لگاتا رہا، مگر ہمت نہ ہوسکی، خیر سے مولانا نے دیکھا تو کہنے لگے: ’’مولوی صاحب! کیا بات ہے؟‘‘ میں نے کہا: کچھ نہیں، بس یوں ہی۔ تو کہنے لگے: کوئی بات ضرور ہے، بتایئے۔ ’’ڈوبتے کو تنکے کا سہارا‘‘ سنتے آیا تھا۔ یہاں تو میرے سامنے پورا سفینہ تھا، میں بھی جھٹ بول پڑا کہ مجھے بطور قرض حسنہ کچھ رقم چاہئے، لیکن دل میں آرہا تھا اگر انکار کردیا تو کیا ہوگا؟ رقم سے تو جاؤ گے، مزید شرمندگی کا احساس رہے گا، آپ کا ذہن رقم ملنے نہ ملنے کی جستجو میں لگا ہے، آپ کیا اندازہ لگا رہے ہیں رقم ملی ہوگی یا نہیں؟ یہ راز ان لوگوں پر کھل گیا ہوگا جو حضرت سے واقف ہوں گے۔

عرب کے یہاں محاورہ ہے أطلب الخير من أهل الكرم (خیر و بھلائی کی طلب اہل کرم سے کرو) کیوں کہ کچھ لوگ وہ جن کے پاس مال ہے، مگر مانگنے پر وہ گرم ہوجاتے ہیں اور کچھ نرم، دینے والے، اہل کرم ہوتے ہیں، جیسے حضرت تھے۔ میری بات سن کر فرمایا: کتنی چاہیے رقم؟ اس وقت کے لحاظ سے اچھی خاصی تھی۔ یہ ۱۹۹۷ کی بات ہے۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر کہنے لگے: کل دیتا ہوں، اگلے دن میری مطلوبہ رقم مجھے مل گئی، ایک ضرورت مند جتنی دعائیں دے سکتا وہ سب میں نے ان کو دے دیا، اہل کرم کو دعائیں نہ دی جائیں تو پھر کون دعاؤں کا حقدار ہے، قرض کی رقم اور اس کے لوٹانے کی میعاد کو حسب شرع تحریر کیا گیا اور بفضل اللہ وہ رقم میں میعاد مقرر سے قبل ہی لوٹا بھی چکا، مگر ان کا وہ سلوک قلب پر ثبت رہا۔

رب کریم نے ایک کریم بندہ مولانا امان اللہ (نور الله مرقده ورفع درجته في أعلى جنان الخلد) کے قرض حسنہ دینے سے میرا کام بنا دیا، جو اہلِ علم و فضل ہیں ان کے لئے رب کریم کی صفت کریمی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جود و کرم اور اسلاف کی حیات مبارکہ آسودہ و نمونہ ہے۔

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ اس صاحب کرم پر اپنے کرم کی بے انتہا بارش نازل فرمائے اور ان کے اہل و عیال کو اس وصف خاص کا وافر حصہ عطا فرمائے آمین۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

جامع وہمہ گیر شخصیت

مولانا عبدالسلام حجو، یوکے

گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہیگا

بالائے سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ سربلندی

بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثار نمودار تھے کہ آپ مستقبل میں ایک عظیم رہنمائے قوم بنیں گے۔

چنانچہ آپ بانئ جامعہ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی پرورش میں پلے بڑے، (جن کا تذکرہ محترم مفتی داؤد صاحب نے اپنی تحریر میں کیا ہے) شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ کے سفر کے بعد حاجی صاحبؒ میں دینی تعلیم کی جوفکرو لگن پیدا ہوئی اسی کا اثر تھا کہ آپ نے اپنے لخت جگر نور نظر امان اللہ کو گجرات کے قدیم ومعروف ادارے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں کتاب اللہ کے حفظ کے لیے چھوڑا، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر نور نظر اسماعیل کو بیت اللہ کے پاس چھوڑا تھا اور بہت کم عرصے میں حفظ قرآن مکمل کیا اور جس طرح طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اسی طرح عرصہ دراز کے بعد شریوردھن واطراف میں سب سے پہلے حافظ قرآن کا شرف آپ کو تھا۔ بقول شاعر

ہر ایک کی پیاس کو اعزاز یہ نہیں ملتا

ہر ایک کی ایڑی سے زمزم نہیں نکلتا ہے

آپ کا تعلیمی زمانہ اور راقم کا زمانہ ایک ہی ہے، یعنی راقم حضرت سے زمانہ طالب علمی ہی سے واقف ہے، آپ عالمیت متوسطہ میں تھے اور ہم درجہ حفظ میں تھے، آپ نے عالمیت کی تکمیل از ہر گجرات کے بعد از ہر ہند دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۷۸ء میں فرمائی اور نمایاں نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔

جامعہ میں آپ کی آمد:

آپ کی خدمت کا آغاز فراغت کے بعد قدیم مدرسے سے ہوا، یہ وہ دور تھا جب مسند اہتمام پر سید السادات حضرت مولانا عبدالرزاق صاحبؒ تھے، جو قوم وملت کے لیے ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے تھے اور اس فانوس علم وعرفان کی علمی وعملی نگہداشت میں لگے ہوئے تھے، اپنی طبیعت کی کمزوری اور پیرانہ سالی کے باوجود فکر رحیمی کی شعاؤں کو روشن کرنے میں

ایک جوانمرد کا کردار ادا کر رہے تھے اور اپنی عمر کے تقریبا پانچ دہائیوں سے زیادہ عرصے کا تجربہ رکھتے تھے، ایسے وقت میں ایک جوان سال کا آپ کے ساتھ جڑنا جس نے آغوش رحیمی میں پروش پائی ہو، آپ کے حوصلوں کو جو جلا بخشی اس کا بیان میرے الفاظ نہیں کر سکتے۔

خیر! آں موصوف کو آپ کے ساتھ کافی وقت گزرانے اور اہتمام کے گر سیکھنے کا موقع ملا، جس کا اثر نشیب وفراز میں نظر آتا تھا، الغرض مولانا سید عبدالرزاق صاحبؒ کے مستعفی ہونے کے بعد ۱۹۸۳ء میں اہتمام آپ کے سپرد کیا گیا، اہتمام کو جس اہتمام سے آپ نے نبھایا وہ واقعی قابل داد ہے، آپ کا سلوک طلبہ واساتذہ اور سرپرستوں کے ساتھ مناسب حال ہوتا تھا جس سے سب مطمئن ہوتے، اس دوران کافی اتار چڑھاؤ بھی آتے رہے، آپ کے محبین کی تعداد کے ساتھ آپ کا ناقدین سے بھی سابقہ رہا، لیکن اللہ تعالی کی مدد سے آپ ہر محاذ میں کامیاب ہوئے اور ناقدین منہ تکتے رہے۔ بقول شاعر

اس کی فطرت تھی نہایت ہوشمند
حق پرست و حق شناس و حق پسند
تھا یہاں کے سر بلندوں میں بلند
شہرت دنیا مگر تھی ناپسند

آپ کے اہتمام اور راقم کی تدریسی خدمت کا آغاز ایک ہی سال ہوا، آپ کی ماتحتی میں قدیم مدرسہ جنگر محلہ میں درجہ تجوید کی خدمت سپرد تھی، کسی عارضے کی وجہ سے کچھ وقفے کے لیے گھاٹیولا بستی جانا ہوا تھا، جب مدرسہ جامعہ کی شکل اختیار کر گیا اور نئی تعمیرات کے ساتھ جدید اراضی میں منتقل ہوا تو ۱۹۸۵ء میں پھر جامعہ آمد ہوئی اور ابتدائی درجات سے فراغت تک کے درجات میں تدریسی خدمت کا سلسلہ جاری رہا اور ۱۹۹۹ء میں برطانیہ آنے تک آپ کے اہتمام میں خدمت انجام دیتا رہا۔

الحمدللہ حضرت مہتمم صاحبؒ نے راقم کی ہمیشہ ہمت افزائی کی اور شکوہ شکایت کو خوش اسلوبی سے حل فرمایا جو آپ کا امتیازی وصف تھا، برطانیہ آنے کے بعد بھی ہند کے سفر میں آپ سے کئی پروگرام میں ملاقات کا سلسلہ جاری رہا جس کی آخری کڑی تلوجہ کے فقہی سمینار تک رہی۔

حج وعمرہ:

آپ نے متعدد حج وعمرہ کئے، ۱۹۹۳ء میں آپ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس میں رفقا کے

ساتھ آپ کا اچھا سلوک اور عبادت میں انہماک کا پہلو خاص طور پر نمایاں تھا، اسی سفر میں کویت کا سفر ہوا، جس میں بندہ بھی ساتھ تھا، کویت میں کچھ ایام گزارنے کے بعد فرمایا جی چاہتا ہے کہ جلد جامعہ پہنچ جائیں۔

شب بیداری:

یہ نیک و صالح لوگوں کا وصف خاص ہوتا ہے، آپ میں بدرجہ اتم سفر و حضر میں پایا جاتا تھا اور کیوں نہ ہو، جسے یہ دولت حاصل ہوتی ہے اس کے لئے دنیا کی تمام لذتیں ہیچ محسوس ہوتی ہیں اور جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ آہ سحر گاہی سے ۔بقول شاعر

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

اللہ تعالی اپنے فضل سے ہم سیاہ کاروں کو بھی عطاء فرمائے۔

شیخ کامل سے تعلق:

تعلق مع اللہ کے لیے کسی شیخ کامل سے رابطہ رکھنا بہت مفید ہوتا ہے، اگر چہ آپ کی تربیت اکابر کی نگرانی میں ہوئی۔

(انجینئر محمد ارشد کے مضمون سے اقتباس)

(حضرت مولانا امان اللہ صاحب نے پہلی بیعت اپنی طالب علمی کے زمانہ میں قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ سے کی اور الحمد للہ حضرت شیخ کے ساتھ کافی وقت بتانے کا موقع دوران اعتکاف ملتا رہا، حضرت شیخ کی وفات کے کئی سالوں تک آپ نے کسی سے بیعت نہیں کی، البتہ اللہ رب العزت اگر کسی کو کوئی خاص نعمت دینا چاہتے ہوتو اللہ بلاشبہ دے کر رہتے ہیں، معاملہ یہ ہوا کے ۲۰۱۰ء میں حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانا ہوا اور وہ خاص وقت تھا جب اللہ رب العزت نے آپ کو اس خاص نسبت کے نور سے مدینہ منورہ میں نوازا، حضرت شیخ زکریا صاحب کی حیات میں مولانا کو خلافت نہ ملی تھی، مگر اس عمرہ کے سفر میں جب آپکا جانا مدینہ منورہ ہوا تو وہیں حضرت شیخ کے ایک معروف و مقبول خلیفہ حضرت شیخ محمد ذکی مدنی صاحب سے ملاقات ہوئی اور پہلی ملاقات میں ہی جبکہ شیخ ذکی صاحب آپ کے نام سے بھی واقف نہ تھے، حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کو چاروں سلسلوں (نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ) میں اجازت وخلافت اور اجازت بیعت عطا کی اور اس طرح حضرت مولانا اس نور نسبت کو لے کر انڈیا تشریف لائے۔)

اس کے بعد ۲۰۱۲ء میں زامبیا شیخ ذوالفقار احمد نقشبندی کی خانقاہ میں تشریف لے گئے اور ۲۰۱۳ء میں شیخ کی نظر مرد کامل پر پڑی تو خلعت وخلافت سے نوازا جو ایک بہت بڑی سعادت تھی۔ بقول شاعر:

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتّوں میں نہاں ہو کر

اور آپ شیخ کی ملاقات کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کرتے رہے اور آخری عشرے کا اعتکاف حضرت کے ساتھ کرنے کا معمول رہا۔ بقول شاعر:

تھا وہ ایک امید گاہ شیخ و شباب
ہوگئے کتنے ہی اس سے فیضیاب
اب تو دنیا میں نہیں اس کا جواب
چشم ایمن جس کے غم میں ہے پر آب

آخری لمحات زندگی:

بوئے گل کا باغ سے اور گل چیں کا دنیا سے سفر اس عالمگیر قانون کا اثر ہے جس سے نہ کوئی بچا ہے اور نہ بچے گا، آخری ایام تک خدمت خلق میں رہے اور مہاڈ میں علماء کی ایک نشست کے بعد علیل ہوئے جو مرض وفات کا ظاہری سبب بنا، بمبئی ہاسپٹل میں وفات ہوئی، پھر آخری مرتبہ آپ کو جامعہ لایا گیا اور آپ کو آراستہ کر کے آخرت کے سفر پر رخصت کیا گیا، جس نے نہ صرف جامعہ واہل جامعہ بلکہ جامعہ کی در و دیوار پر آپ کے آخری دیدار سے گریہ طاری تھا، یہاں تک کہ آسمان نے بھی اپنے آنسو چھلک دیئے جو ایک ولی کامل کی علامت ہے اور آپ نے اپنے پیچھے اہل خانہ وعلماء، طلبہ ومحبین، کی ایک جماعت کو حزیں وغمگین چھوڑا، باری تعالی اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین اور آپ کی کاوشوں سے سجایا ہوا جامعہ اپنی یادگار کو زندہ وجاوید اور ہمیشہ سلامت رکھے۔ بقول شاعر

آتی ہی رہی گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

جس کی ادا ادا پہ ہو انسانیت کو ناز

قاری اشرف حسن دانڈیکر
سابق استاذ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن، حال مقیم: دبئی

کل من علیھا فان یوں قدرت کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی اور صرف اس کی ذات عالی باقی رہے گی، مگر کچھ ایسے چنندہ افراد بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ دار بقا کی طرف چل دیتے ہیں تو دار فنا کی ہر چیز پر پژمردگی و غمگینی چھا جاتی ہے اور خاص کر ایسے قحط الرجال میں مسلسل اہل الرجال کا وصال ہی ایک تکلیف دہ امر تھا اور ایسے وقت میں کوئی قریبی عزیز داغ مفارقت دے تو صدمہ کا بڑھ جانا امر یقینی ہے۔

یہی صورت حال صدمے سے کچھ میری تھی کہ کچھ دنوں پہلے میرے محسن و مربی حضرت مولانا عبدالمنعم صاحب نظیرؒ کا سانحہ پیش آیا، حضرت سے علمی تعلق کے ساتھ سسرالی رشتہ بھی ہے اور پھر کچھ ہی دنوں میں مہتمم جامعہ حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کی خبر موصول ہوئی، جو یقیناً علمی حلقے کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے، مرحوم کی وفات سے علمی، دینی حلقے ایک مفکر و مدبر، فعال و متحرک، دور اندیش و صاحب بصیرت، مشیر و مہتمم اور شیخ کامل سے محروم ہو گئے ہیں، مرحوم نے اپنی ساری عمر اشاعت دین متین کے لئے لگائی، ان کی دینی، ملی، سماجی و ثقافتی، لیلی و نہاری خدمات مدتوں یاد رہیں گی۔ انا للہ ما اخذ و للہ ما اعطی، والبقاء للہ، وإنا للہ وإنا إلیہ راجعون، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، واسکنہ فسیح جناتہ، وجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ، واحشرہ مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین.

مرحومؒ کو میں بھائی جان کہتا تھا، وقتاً فوقتاً فون پر گفتگو ہوتی تھی، آپس میں صلاح مشورہ بھی ہوتا رہتا تھا، طلبہ کو مدرسہ سے فراغت بابت بھی تبادلہ خیال فرمایا تھا، دبئی جب بھی آتے ملاقات ہوتی، جب میرا انڈیا جانا ہوتا تو جامعہ حاضری ضرور دیتا اور پھر اپنی وہی پرانی یادوں میں محو ہوتا۔ یقین مانیں اب بھی اپنی طبیعت کی کمزوری اور ناسازی کی بنا پر لکھنے کی بالکل ہمت نہیں ہے، مگر ہمارے دوست مولانا توصیف کونڈیکر صاحب کے اصرار نے یہ چند الفاظ لکھنے پر مجبور کیا۔

خیر! ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائے اور سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

جس کی ادا ادا پہ ہو انسانیت کو ناز
مل جائے کاش ایسا بشر ڈھونڈتے ہیں ہم

امان اللہ فی امان اللہ

مولانا نصر اللہ حسین انڈرے، دوحہ قطر

۲/اور ۳/جولائی کو مختلف واٹس ایپ گروپ پر جب حضرت مولانا امان اللہ بورڈ صاحب کے لیے دعاؤں کی اپیلیں پڑھیں تو دل تشویش میں مبتلا ہوگیا، راقم اور مولانا کے ارادت مند دعاؤں میں مصروف ہوگئے، جب چیمبور کے ہسپتال میں داخل ہونے کی اطلاع ملی تو بے چینی بڑھنے لگی، ۴/جولائی کی صبح مولانا کی طبیعت سے متعلق معلومات کے لیے دل بے چین ہونے لگا، کانپتے ہاتھوں سے موبائل اٹھایا تو مرکز الفلاح کوکن قطر علماء واٹس ایپ گروپ پر نظر پڑی اور دل پر حضرت مولانا کے سانحہ ارتحال کی خبر سے بجلیاں گرنے لگیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

کبھی نہیں سوچا تھا کہ مولانا امان اللہ بروڈ صاحب عزم وہمت کے پہاڑ، مصائب اور مشکل حالات میں لوگوں کے اندر امیدوں اور حوصلوں کے چراغ جلانے والے آنا فانا داعئ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ فرمائیں گے، موت تو برحق ہے مگر مولانا کے اس سانحہ ارتحال سے جو عظیم خلا پیدا ہوا ہے، اس کے صحیح نعم البدل کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی سے سخت دعاؤں کی ضرورت ہے۔

بانئ جامعہ حسینیہ حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈ نے اپنی جانشینی کے لیے جس طرح حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی تربیت فرمائی تھی، احقر ان حالات اور ان واقعات کا چشم دید ہے، ستر کی دہائی میں جب میں جامعہ میں درجہ حفظ کا طالب علم تھا، مولانا امان اللہ صاحب دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے، مولانا جب تعطیلات کے لیے گھر تشریف لاتے، تو اپنے والد محترم کے زیر سرپرستی جامعہ کی ادارت کے رموز سے رفتہ رفتہ روشناس ہونے کی کوشش فرماتے، وقتاً فوقتاً آپ طلبہ سے خطاب بھی فرماتے، بالآخر آپ نے فراغت کے بعد جامعہ کے اہتمام کی باگ ڈور سنبھال لی۔

آپ کے دور اہتمام میں جامعہ نے تعلیمی تعمیری ہر میدان میں ترقی کے مختلف منازل طے کیے اور جنگر محلے کی دو تین چھوٹی چھوٹی پرانی عمارتوں سے شروع ہونے والا ”مدرسہ حسینہ عربیہ“ اب آراٹھی اور جسولی کے درمیان ایک وسیع وعریض اراضی پر پھیلا ہوا، ہر سہولیات سے آراستہ ایک مکمل ”جامعہ“ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے جامعہ کو ترقی کے بام عروج پر پہنچائے۔

مولانا منفرد مہمان نواز تھے، آپ جامعہ کی زیارت کرنے والے ہر مہمان کا پرتپاک اور انتہائی گرم جوشی سے استقبال کرتے، آپ ناشتہ ہو یا کھانا ہر چیز میں مہمان کے ساتھ شریک ہو جاتے، مولانا کے استقبال کا یہ منفرد انداز آنے والے مہمان کو ایسا خوش گوار احساس دلاتا کہ مہمان آپ کی شخصیت اور جامعہ کا گرویدہ ہو جاتا۔

مولانا حالات حاضرہ سے مکمل واقفیت رکھتے، قانونی باریکیوں سے بھی جانکاری رکھتے، اس سے بڑھ کر آپ ایک مضبوط قوتِ ارادی قوی الاعصاب اور ایک ایسی بلند حوصلہ اور باہمت شخصیت کے مالک تھے جو بڑے سے بڑے مصائب اور مشکل حالات کا ڈٹ کر مردانہ وار مقابلہ کرتے۔ آپ کی یہی خصوصیات اپنے ارادت مندوں اور رفقائے کار میں عزم وحوصلہ اور اعتماد کی نئی روح پھونک دیتیں، جامعہ نے کئی آزمائشوں اور ابتلاء کے ادوار دیکھے، مولانا کی فہم وفراست دوراندیشی اور انابت الی اللہ نے ہر آزمائش میں جامعہ کی کشتی کو عافیت کے کنارے لگایا، یقیناً یہ حادثہ اعصاب شکن ہے اور آج کے اس پرفتن دور میں مولانا جیسی باہمت شخصیت کی اشد ضرورت تھی، اللہ کی مصلحتوں کو وہی جانتا ہے، مولانا کا سانحہ ارتحال صرف مولانا کے اہل خانہ ہی کا نہیں بلکہ پوری قوم وملت کا نقصان عظیم ہے۔

میں راقم الحروف ابنائے جامعہ حسینہ عربیہ شریوردھن دوحہ قطر کی جانب سے دعا گو ہوں کہ رب کائنات جامعہ کو اور قوم وملت کو بہترین نعم البدل عطا فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، قبر کو نور سے بھر دے، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے، اور اہل خانہ اور مولانا کے ارادت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

حضرت مولانا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی امان تھے

مفتی محمد شاکر خان قاسمی (پونہ)

[حضرت مولانا عبدالسلام حجو صاحب کی درخواست پر چند سطور لکھ رہا ہوں حالانکہ حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کے بارے میں لکھنے اور بولنے کے صحیح حقدار وہ اساتذۂ جامعہ ہیں جنھوں نے حضرت مولاناؒ کے ساتھ یا زیر نگرانی ایک دراز مدت تک کام کیا کہ: شنیدہ کئے بود مانند دیدہ؟]

حضرت مولانا امان اللہ صاحب شریوردھن رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا ملاقاتیں ہوئیں، تبلیغی، تعلیمی، تنظیمی، تحریکی، تعمیری موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا، امت کے حساس مسائل پر گفتگو ہوئی، جلسوں، محفلوں، اجتماعات، مشوروں اور مسابقوں میں ساتھ رہا، اُن کے مُدلل ومختصر پُر مغز بیانات سنے، مشوروں میں نرم دمِ گفتگو پایا تو عملی میدانوں میں انہیں گرم دمِ جستجو دیکھا، کوکن کے متعدد جلسوں میں جب میں تقریر کرتا تو بڑی بشاشت سے میری بات سن کر خوشی کا اظہار فرماتے بلکہ تخت پر کرسی سے نیچے اور میرے پیچھے بیٹھ کر مجھ جیسے نوآموز، کم عمر، ناتجربہ کار مولوی کے لئے ہمت افزا اور پُشتِ پناہ بن جاتے، عمر، علم، عمل، تجربہ، مرتبہ، میدانِ محنت، فکرِ دعوت، شرافت، نجابت اور وجاہت غرض کہ وہ ہر چیز میں بہت بڑے تھے، لیکن انھوں نے ہم جیسے چھوٹوں کے سامنے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ متواضع رہے، سچ ہی ہے:

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صُراحی سَرنِگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانہ

حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام یہ رہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے والد محترم کا صحیح جانشین بنایا اور جامعہ شریوردھن کی شکل میں جو پودا جناب عبدالرحیم بروڈ صاحبؒ نے لگایا اس کو صالح ولائق بیٹے حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ نے پروان چڑھا کر بارآور شجر بنادیا اور اس کے لئے فیاضِ حقیقی نے اُنہیں بڑی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا۔

تجربہ شاہد ہے کہ اکثر ایسا نہیں ہو پاتا اور چراغ تلے اندھیرا رہ جاتا ہے یا کسی بانی کی دعا قبول بھی ہوجائے تو اولاد حافظ عالم بن جاتی ہے، لیکن صرف نام کے حافظ عالم بنتے ہے کام کے نہیں بن پاتے اور اگر کام کے بن بھی گئے تو دوسرں

کی چاکری ونوکری کرتے ہیں، اپنے پرکھوں کے ادارے نہیں سنبھال پاتے، لیکن خوش نصیب تھے جامعہ حسینیہ شریوردھن کے بانی جن کے فرزندار جمند کام کے عالم بنے، پھر والد کے مشن کو کامیاب بنانے والے عالم بنے اور صرف کوشش ہی نہیں کی بلکہ عملاً اس میدان کو فتح کر کے بازی لے گئے۔

تمناؤں کی دنیا یوں تو ہر انسان بساتا ہے
مگر پاتا وہی ہے جو یہاں تقدیر لاتا ہے
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر وارث میراث پدر کیوں کر ہو؟

اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت نے بھی مجھے بڑا متاثر کیا، جس کوکن سے بے شمار افراد بیرون کا سفر کرتے ہیں اور وافر معاش حاصل کر کے پُرتکلف معیار زندگی کے لئے کوشاں رہتے ہیں، اسی کوکن میں پوری زندگی گزار دی اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی بڑی قدر کی اور بیرون جانے والوں سے زیادہ مولانا کو اپنے وطن میں نوازا، اچھا مکان اور بہتر معاش عطا کیا۔۔۔ هَلْ جَزَاءُ الِاحْسَانِ الَّا الِاحْسَان

حضرت مولانا امان اللہؒ نے جامعہ حسینیہ کی ظاہری و باطنی اور تعلیمی وتعمیری ترقی کو اپنا مقصد بنا کر اپنی آخرت کی کمائی کرلی، دوسروں کی طرح صرف دنیا کی ترقی کے پیچھے نہیں لگے، یہ ان کی بڑی دانشمندی تھی، حدیث ہے کہ الکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہُ، وَعَمِلَ لِمابَعْدَ الْموْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبعَ نَفْسَہ ھَواھَا، وتمَنّٰی عَلَی اللہِ (رواہ التِرْمِذِيُّ)

لیکن اس دشوار گذار سفر میں جو بھیانک اور بڑی بڑی کھائیاں آتی رہی ہوں گی، ان سے گذرنا دل گردہ کی بات ہے، اس سب کو محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن بیان نہیں کیا جاسکتا سچ ہی ہے ع

الاستقامة فوق الف كرامة

جسے رہنا ہزار کرامتوں سے بڑھ کر ہے، افسوس کہ لوگ کرامت سے متاثر ہوتے ہیں، لیکن ثابت قدمی کی اہمیت پر دھیان نہیں دیتے حالانکہ اِنَّ ذٰلکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر

اور ایک امتیازی وصف جو میں نے حضرت مولانا امان اللہؒ میں پایا وہ ہے اپنے باصلاحیت چھوٹوں کو کام کرنے کا موقع دینا، ان کی ہمت افزائی کرنا، ان کی ڈھارس بندھانا، شکایتوں اور سازشوں کی وجہ سے ان کو بے وزن نہ کرنا اور بے وزن نہ ہونے دینا بلکہ حتی الامکان انہیں اپنے سے جوڑے رکھنا اور اپنی نگرانی میں ان سے بڑے بڑے کام لینا، اِس کی بے شمار

مثالیں ہیں، لیکن میرے علم میں ایک بڑی مثال حضرت مولانا مفتی رفیق پورکر صاحب مدظلہ العالی اوران کا معاون عملہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے پورے خطہ کوکن میں مثالی کام لیااور کام کرنے والوں ہی کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں، انہی کی شکایتیں آتی رہتی ہیں لیکن حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ نے کسی کی پرواہ کئے بغیراس پورے عملہ سے خوب کام لیااور انہیں جامعہ سے علیحدہ کرنے کے بجائے اپنے سایہ میں رکھا،اس طرح وہ عقلمند ودوراندیش حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ بہت بڑی کمائی کر گئے،جس وقت انہی لوگوں اوران کے کاموں سے بعض بدنصیب، تنگ دل،کم ظرف لوگ حسد رہے تھے اس وقت مولانا امان اللہؒ اوران کے ساتھیوں کا امت کے لئے اس نفع بخش جماعت کا ساتھ دینا میرے نزدیک مولانا امان اللہ صاحبؒ کے اخلاص کی علامت ہے، یہ صحیح ہے کہ کوئی اپنے مخلص ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی کے اخلاص کی گواہی دی جاسکتی لیکن اخلاص کی علامت بیان کی جاسکتی ہے، جیسے قیامت کی علامتیں بیان کی گئی ہیں اخلاص کی علامت یہ ہے کہ جب ہم دین کا کام کررہے ہوں اور دوسرااس کام کو ہم سے بہتر کرنے والا آجائے توہمیں خوشی ہونہ کہ حسد وجلن۔

حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ دراصل اہل کوکن کے لئے اور خصوصاً جامعہ حسینیہ شریوردھن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت اور ایک پناہ وامان تھے، وہ ایک چھت کی طرح تھے جو سردی، گرمی، بارش، دھول اور آفات و بلیات کو روکتی ہے، حضرت مولاناؒ وہ چھت تھے جو ہزار فتنوں سے بچنے کا ذریعہ ہوتی ہے، جب چھت اڑ جاتی ہے تو بے سہارگی آتی ہے، اب اللہ تعالیٰ سے ان کا بدل مانگتے رہیں۔

ہے نہیں، ہوگا نہیں ،ان کا کوئی نعم البدل
لاکھ چاہے یہ زمانہ لاکھ کرجائے اہل
پھر بھی رب سے ہے دعا کہ لائے کوئی کارساز
اس ترنم کو جو دیدے پہلے جیسا سوز و ساز

جامعہ حسینیہ شریوردھن کے تمام اساتذہ ومتعلقین کے غم میں ہم شریک ہیں خصوصاً حضرت مولاناؒ کے فرزند حافظ اسجد بروڈ، شیخ ابراہیم صاحب، مولانا علی میاں صاحب، مولانا زین العابدین صاحب، مولانا محمد صاحب گجراتی، قاضی حسین ماہمکر صاحب، مولانا غلام صاحب، مولانا مشتاق صاحب، مفتی نذیر صاحب، قاری عبدالستار صاحب، قاری عبداللہ صاحب مفتی عمر صاحب نائب مہتمم مفتی رفیق صاحب پورکر اور عبدالسلام بھائی ملاک کے غم میں شریک ہیں۔

ہر راہِ شوق میں میرا نقشِ قدم تو ہے

مفتی محمد انور خان سرگروہ، ممبئی

مولانا امان اللہ بروڈؒ نے زندگی کے اطراف شب و روز کا ایک چکّر مکمل کر کے دارِ بقا کی جانب کوچ کیا ہے۔

مرحومؒ سراپا اخلاق اور متبسّم شخصیت تھے، آج ان کے نام کے ساتھ ''مرحوم'' لکھتے ہوئے کسک سی محسوس ہوتی ہے، اور غم میں اضافہ لاک ڈاؤن نے کیا ہے، جس کی بنا پر رتنا گیری میں رہتے ہوئے جنازہ میں شرکت یا پُرسے کے لئے شریوردھن پہنچنے کے راستے مسدود ہیں۔

مولانا امان اللہ بروڈؒ نے جناب عبدالرحیم بروڈؒ کے مہذّب اور دیندار گھرانے میں آنکھیں کھولیں، ان کی پرورش تمدّن اور تدیّن کے حسین امتزاج کے ماحول میں ہوئی۔ شریوردھن میں ابتدائی تعلیم کے بعد سندی تعلیم کے لئے وہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل چلے آئے، جہاں انہوں نے ملک کے قدآور مشائخ سے فیض حاصل کیا، وہ برسوں تعلیم کی غرض سے ڈابھیل میں مقیم رہے اور کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند گزارا۔

آں محترم جامعہ شریوردھن کے مہتمم مقرر ہوئے تو ان کے انتظام میں ڈابھیل کے ڈسپلن، نظم و نسق اور وہاں کی کِھلی اور کُھلی ہوئی فضا کا رنگ چھلکتا تھا۔

قصبہ شریوردھن میں ایک معمولی مکتب سے جامعہ حسینیہ بننے کا عمل خاصا دشوار گزار اور صبر آزما تھا، مختلف طبائع اور متنوع قبائل سے آنے والے طلباء کو بردباری سے لے کر چلنے میں مولانا امان اللہ بروڈؒ کی تحمّل پسند شخصیت کو درک حاصل تھا، انہوں نے انتظامی امور کے نبھانے میں کافی مجاہدوں سے کام لیا تھا اور چونکہ جامعہ حسینیہ کوکن کا اولین ادارہ تھا، اسلئے یہاں ایسا کچھ نہیں تھا کہ جوق در جوق طلباء کے ہجوم طلبِ علم کے لئے امڈ آتے ہوں، اور مکمل تندہی سے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے آداب بجالاتے ہوں، بلکہ اس خطے میں چونکہ عصری تعلیم کا چلن عام تھا، اور لوگ ڈگریوں سے متعارف تھے، اور اعلیٰ تعلیم کے لئے یہاں سے طلباء ممبئی کا رخ کیا کرتے تھے، ایسے میں درس نظامی کے لئے فضا کو سازگار بنانا آسان کام نہیں تھا، خصوصاً اسلئے کہ صدیاں بیت چکی تھیں کہ یہاں کے لوگ علومِ عالیہ کی ابجد سے بھی ناواقف ہو چکے تھے اور ان کے اندر اسلامی علوم سے بُعد کا ایسا اثر تھا کہ یہاں کے دیہی علاقوں کے دینی معاملات کو عہدِ رفتہ کی طرح ''قاضی'' نہیں

بلکہ نام نہاد، روایتی ملّاجی فیصل کیا کرتے تھے، اِس تناظر میں کوکن کی سرزمین پر علومِ عالیہ کی ترویج واشاعت کی خاطر انتھک محنت اور اضافی فکرونظر کی ضرورت تھی، اس راہ میں گفتار، کرداراور بے پناہ جوش کے ساتھ مقامی علماء نے محنتیں کیں، جس کے نتیجہ میں جامعہ شریوردھن کا تناور درخت وجود میں آیا، جہاں سے علماءاور حفّاظ کے قافلے نکل کر علاقہ میں خدمات پیش کررہے ہیں، اس درخت کی آبیاری کرنے والے مخلص باغبانوں میں مولانا امان اللہ بروڈؒ کو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

یہ انیسویں صدی کا وہ دور تھا جب خطۂ کوکن کی فضاؤں پر علمی اور تہذیبی لحاظ سے اِدبار کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور کوکن اپنے ماضی کی شاندار روایات اور علمی سرمائے سے تقریباً ہاتھ دھو بیٹھا تھا، چپے چپے پر قرونِ اولیٰ کے جگمگاتے اثرات کی حامل کوکن کی وادیاں اور فطرت سے معمور سواحل اپنے شاندار ماضی کی تربت بنے ہوئے تھے، خطۂ کوکن اپنے ماضی کی علمی شناخت اور اسلامی ثقافت سے بھرپور تاریخ سے کوسوں دور نکل آیا تھا، یہاں صدیوں پر محیط مشائخِ اسلام کی تاریخ اوران کے کارناموں سے اسلامیانِ کوکن کے رشتے کٹ گئے تھے، چپّہ چپّہ پر عادل شاہی، مغل شاہی اور نواب سدّی کے جنگجوؤں کی اولادوں کے اندر بے کیف امن وامان کا مہیب سایہ تھا، اور حال یہ تھا کہ فقیہ علی المہائمی جیسی شخصیات کو اہلِ محبت نے مخدوم شاہ بابا اور دیگر اساطینِ علم کو پتہ نہیں کیا کیا بناڈالا تھا۔

مزید ستم یہ ہوا کہ سمندری راستوں میں کوکن کو بحرِ عرب کا جنکشن بننے والی یہ پہاڑی اور ساحلی ریاست چونکہ جدید زمینی سڑکوں سے محروم تھی اور سمندری اسفار کے بند ہونے کے سبب جغرافیائی اعتبار سے کوکن الگ تھلگ پڑگیا تھا اور اس کی غیر منقسم برصغیر کے قومی کاز سے دوریاں بھی بڑھتی گئیں اور تقسیم کے ہنگاموں اور نئے انقلابات سے اس کا رشتہ منقطع رہا اور بظاہر اس درد کے درماں کی کوئی سبیل نہیں تھی، البتہ شہروں میں مقیم اہلِ کوکن نے آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا، لیکن دیہاتوں میں بدستور بے نیازی کا طوطی بولتا تھا۔

ایسے پر آشوب حالات میں حضرت سید شوکت علی نظیرؒ کی سیادت میں مخلصین کا ایک تازہ دَم کاروان اٹھا اور اس قافلے نے طویل عرصے تک خموش رہ کر انتھک محنتیں کیں اور کوکن کو گذشتہ سے پیوستہ کرنے کے لئے ہر ممکن کوششیں کیں۔

سیّد صاحبؒ کے قافلے کے مخلص اور باہمّت ساتھیوں میں ایک مولانا امان اللہ بروڈؒ بھی تھے، جو سیّد صاحب کی وفات کے بعد بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایفائے عہد کی تصویر بن کر جدوجہد کرتے رہے۔

اپنے قدیم علمی ورثے سے کٹ جانے کے بعد کوکن میں درسِ نظامی کو بجز خواص کوئی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی جاننا چاہتا تھا، صرف منتخب گھرانوں کے طلباء علمی اسفار کیا کرتے تھے، ایسے میں سواحلِ کوکن کو منظّم مدارس سے روشناس کرانا اور اپنی

اولاد کو مدرسے میں داخلے کے لئے آمادہ کرنا، نیز مدرسے میں داخل ہونے والے طلباء کو بتدریج علومِ عالیہ کا سفر طے کرانا کسی مشکل ہدف سے کم نہیں تھا، جسے مولانا مرحومؒ کے اہتمام میں ادارہ کے مقتدر اساتذہ نے قیمتی عمریں صرف کر کے حاصل کرنے کی سعی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک چھوٹے سے مکتب نے ترقی کر کے جامعہ کی شاندار شکل اختیار کر لی، جو علاقہ میں مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے اور جس کے اثرات تمام خطے میں واضح طور پر محسوس کئے جاتے ہیں۔

کچھ تو مغربیت کی شدّت اور کچھ اپنے ویژن کی تنگ دامانی رہی ہے کہ پچھلے کچھ برسوں میں دوبارہ علومِ اسلامیہ کی تحصیل پر خطرات کے بادل منڈلانے لگے ہیں اور سال بہ سال طلباء کی تعداد گھٹ رہی ہے اور نصف صدی قبل کی محنتوں کے تلاطم میں سرد مہری پائی جارہی ہے اور مغربیت کی نئی لہر اور میڈیا کی فکری یلغار کے زیرِ اثر سرپرستوں کے دل و دماغ میں مدارس کی نافعیت اور فعّالیت کے تئیں شبہات جنم لے رہے ہیں، چنانچہ نئے چیلنج سے مقابلہ کرنا اور عوام کے ذہن کی موجودہ ساخت کو پڑھ کر ان کے شبہات کو فکری اور عملی ویژن، نیز تعلیمی منصوبوں کے ذریعہ انہیں مطمئن کرنا، مزید یہ کہ عوام کو پھر سے علومِ عالیہ کی نافعیت کا قائل کرانا، یہ سب علماء و صلحاء کی نئی نسل کا فریضہ ہے اور یہ بجز توفیقِ ایزدی اور رجالِ کار کے اخلاص و استخلاص کے ممکن نہیں ہے۔

خطۂ کوکن کے علماء اس درد کا درماں اسی فعالیت اور جذبات سے کر سکتے ہیں، جس توانائی اور جذبہ کے ساتھ نصف صدی کے چیلنج کا سامنا اس خطے کے سابقین نے کیا تھا، انہوں نے معاملہ کو تعمیری رخ دے کر جذبۂ اسلامیت کو بیدار کیا تھا، نیز انہوں نے ادارہ اور سماج کی بنیادوں کو مضبوطی فراہم کی تھی۔

مولانا مرحومؒ تعلیمی امور کے علاوہ رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے اور اپنے متحرک وجود سے لوگوں کے لئے اِسپرٹ کا ذریعہ بنے ہوئے تھے، یہ مرحومؒ کے خلوص اور ان کے رفقاء کی للّٰہیت کا اثر ہے کہ تاہنوز تعلیمی، تعمیری اور رفاہی کام کرنے والے افراد مسابقتی جذبات سے معمور ہیں اور معاصرت کے بے جا مناقشوں سے بڑی حد تک محفوظ ہیں اور وہ باہم عزتِ نفس اور باہمی مراتب کی رعایت کرتے ہوئے اپنے کاموں میں جٹے ہوئے ہیں۔

کوکن کے ہر قریے میں جماعۃ المسلمین کا چلن عام ہے، جماعۃ المسلمین نے مسلم سماج کے تانے بانے کو مربوط اور مستحکم کیا ہے، یہاں مسلمانوں کے اندر ذات پات اور برادری کے ہندوانہ اثرات خال خال پائے جاتے ہیں، درحقیقت اس کے پیچھے گاؤں کی جماعت کا بڑا عمل دخل ہے، مرحومؒ اس کی اہمیت کو سمجھتے تھے اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ آج رفاہی کام کرنے والے رضا کاروں اور علم والوں کو چاہئے کہ اس روایتی اور سماجی اثاثے کی فکر کریں اور اپنے

بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قریے کی جماعتوں سے جڑ کر انہیں استحکام دینے کا کام کریں، اس سے سماج کے تانے بانے مضبوط ہوں گے اور عوام کی اجتماعیت کو نفع ہوگا اور صدیوں سے رائج نظام کا دائرہ وسیع ہوگا۔

حال ہی میں ملکی سطح کی تنظیموں نے کوکن کا رخ کیا ہے، تو یہ جہاں اچھی علامت ہے، وہیں اہلِ کوکن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان تنظیموں کے دستور العمل سے عالمگیریت اور نافعیت کے پہلو اخذ کریں اور ان منفی چپقلشوں سے بچے رہیں، جس سے کئی ریاستوں میں اسلامی اخوّت اور باہمی مروّت کی پاکیزہ روایات کا بیڑہ غرق ہو چکا ہے، مولانا مرحومؒ نے علاقہ کی روایات سے صالح قدیم کو اپنایا اور نو وارد تنظیموں کے دستور العمل سے نافعِ جدید کو اختیار کر کے عملی مثال قائم کی ہے، اسے مشعلِ راہ کے طور پر منزل کا پتہ معلوم کرنا چاہیے، راہِ اعتدال بہت ہی دشوار گزار گھاٹی ہے، جسے مولانا امان اللہؒ نے کشادہ شاہراہ بنا کر عبور کیا ہے۔

مولانا مرحومؒ کے ارتحال سے ریاستی اور قومی سطح پر خلا پیدا ہوا ہے اور بہتوں کا ذاتی نقصان ہوا ہے، مولانا محترمؒ نفسیات کی رعایت کر کے سلوک کرنے کے قائل تھے، انتظامی ہنٹر چلانے کی کریہہ عادت سے فاصلہ بنائے رکھنے کے خوگر تھے۔

مولانا امان اللہ بروڈؒ گویا عمدہ اخلاق اور اچھائیوں کے عطرِ مجموعہ جیسے تھے اور نفع رسانی کا عنصر ان کی گھٹّی میں تھا، اللہ تعالیٰ اس سراپا حرکت شخصیت کو چین وسکون سے نوازے، ان کے ہر چاہنے والے کے دل سے یہ دعا نکلتی ہے۔

حال ہی میں وہ تباہ کن طوفان کی زد میں آنے والے عوام کی راحت رسانی اور ان کے نقصان کی تلافی کے لئے کوشاں تھے، لیکن اِس حقیقت سے بے خبر تھے کہ ان کے انتقال سے ہونے والے نقصان کی تلافی شاید نہیں ہو سکے گی۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مہتمم صاحب...سادگی و عاجزی کے پیکر

مولانا ریاض اسماعیل واڑکر
مہتمم مدرسہ قاسم العلوم شرنگاری

۲۰۲۰ء کی آمد جس کا انسانی دنیا کو شدت سے انتظار تھا، اس کے آنے کی خوشی میں نئے نئے پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے، یعنی اس سال کی آمد زوردار اور دھماکے دار ہونے والی تھی، مگر 20 twenty کا ظہور کچھ ایسے حالات کے درمیان ہوا کہ ساری انسانیت ڈری اور سہمی ہوئی تھی، بڑے بڑے ملکوں کی d.g.p گررہی تھی، مہنگائی بڑھ رہی تھی، بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہو رہا تھا، جس کی بنا پر 20 twenty کی آمد کی خوشنما بہاریں جسے دنیا دیکھنا چاہ رہی تھی، نفسی و مالی بدحالی کی مسموم ہواؤں اور خوف و ہراس کے فضائی جھڑوکوں میں منتشر ہوگئیں، اس کے آتے ہی مختلف قسم کی بیماریوں، طوفانی ہواؤں اور موسلا دھار بارش کے قہر نے مزاج انسانیت کو مکدر کرکے رکھ دیا، مزید براں روحانی مصیبتوں میں حرمین شریفین کی زیارت، مساجد و مکاتب میں تالا، دینی مراکز پر پابندی یہ تمام ایسے حالات و مصائب روئے زمین پر بیک وقت اس سے قبل نہیں دیکھے گئے، مصیبت پر مصیبت یہ کہ اس دنیا سے اللہ والوں کے اٹھ جانے کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہوگیا اور رفتہ رفتہ یہ آفت ہمارے علاقے میں بھی پہنچی کہ سنیچر کی صبح جب لوگ اپنے اپنے گھروں میں روزمرہ کی مشغولیت کی ترتیب بنارہے تھے کہ اچانک ایک خبر آئی اور سارے علاقہ کو اور خصوصاً متعلقین جامعہ کو سکتے میں ڈال دیا کہ مہتمم جامعہ حضرت مولانا امان اللہ صاحب ہمارے درمیان نہ رہے اور اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

اس خبر کے آتے ہی اور تصدیق ہوتے ہی مدرسہ قاسم العلوم شرنگاری کے دفتر میں حفاظ و علماء جمع ہوگئے، اور حضرت کی اچانک وفات کے صدمے اور خصائل حمیدہ پر تبصرہ کرنے لگے، منجملہ ان کے یہ کہ مدرسہ قاسم العلوم شرنگاری کو ابتداء ہی سے جامعہ اور مہتمم جامعہ کی سرپرستی حاصل تھی، بریں ھذا حضرت سے رائے مشورہ اور مدرسہ میں آپ کی گاہ بگاہ آمد ہوتے رہی۔

ایک وقت ایسا ہوا کہ دوپہر میں تعلیمی اوقات جاری تھے کہ کسی نے دفتر میں آکر یہ اطلاع دی کہ کوئی بڑے مولانا تلی پر سے پیدل چلتے آرہے ہیں، اس خبر کی تصدیق کرنے اور اس سمت پہل کرنے سے قبل مدرسہ کا صدر دروازہ کھلتا ہے اور

حضرت مہتمم صاحب اپنے ہاتھ میں بیگ لیکر مدرسہ کے احاطہ میں داخل ہوتے ہیں، بندہ آگے بڑھ کر استقبال کرتا ہے، اور بڑی شرمندگی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ حضرت اگر آمد کی خبر رہتی تو کچھ انتظام کیا جاتا، فرمایا نہیں، میں چاہتا تھا کہ بغیر اطلاع کے پہنچوں تا کہ مدرسہ کے احوال اور حقیقت سے اچھی طرح واقفیت حاصل ہو سکے۔

اسی طرح آپ کی رہنمائی اور مشورے حاصل ہوتے رہے مگر تقریباً دس سال قبل جب حضرت مولانا سید شوکت علی نظیر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے مدرسہ کی کنجی مفتی رفیق صاحب کو سونپی گئی اس کے بعد حضرت نے اپنے آپ کو پیچھے رکھا اور جب مشورہ اور کسی معاملہ میں رہنمائی چاہی گئی تو حضرت نے فرمایا اب ہم نے آپ کو مفتی صاحب دیئے ہیں ان ہی کی رہنمائی اور مشورے پر عمل کرو۔

الغرض آپ بڑے پن اور اپنی حیثیت منوانے سے بہت دور رہا کرتے اور اتنے بڑے ادارے کے مہتمم ہونے کے باوجود سادگی والی زندگی بسر کرتے، آخر میں دعاء گو ہوں کہ اللہ تعالی مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور آپ کے اچانک جانے کی وجہ سے ہونے والی خلا کو بحسن وخوبی پر فرمائے، اور امت کو ہر قسم کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔

حضرت مہتمم صاحب امن کے پیامبر

مولانا رجب عبدالقادر برمارے

مہتمم جامعہ شاہدہ للبنات راجے واڑی

حضرت مہتمم مولانا امان اللہ صاحبؒ کی سوانح لکھنے والوں نے آپ کی تعریف وتوصیف میں قلم خشک کرنے کی کوشش کی ہوگی، اکثر وبیشتر مضامین ملتے جلتے ہوں گے،آپ کی سادگی کے تعلق سے، اہتمام کے تعلق سے، انفرادی واجتماعی اعمال کے تعلق سے، چونکہ میرا تعلق طالب علمی کے زمانے سے لے کرآپ کی حیات تک الگ الگ طریقے سے رہا، شریوردھن جنگر محلہ سے لے کر آراٹھی کے مدرسے تک، اور فراغت کے بعد سے لے کر آراٹھی، روہا اور راجیواڑی تک، تقریباً ۲۴/ سال کا لمبا زمانہ مہتمم صاحب کے حالات سے قریب سے گزرا، جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا اور کچھ چھپا بھی رہا۔

جس وقت ہمارا داخلہ جامعہ میں ہوا تھا اس وقت سے تادم حیات مولانا کی سرپرستی وتربیت خاص حاصل رہی، طالب علمانہ زندگی میں اساتذہ کی خدمت کا موقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی نعمت کی شکل میں میرے حصہ میں آیا تھا، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عزت بھی عطا فرمائی اور برکت بھی، اس دوران کبھی کہیں آنے جانے میں کبھی کبھار تاخیر بھی ہوتی تھی، مہتمم صاحب ایسی تنبیہ فرماتے کہ اس میں تربیت کا پہلو غالب ہوتا اور مزید برآں نرم اور مشفقانہ لہجہ کی وجہ سے دل میں مہتمم صاحب کی عقیدت میں اضافہ ہوجاتا اور آئندہ کے لئے محتاط ہوجاتا، فراغت کے بعد دو سالہ جامعہ کے قریب آراٹھی میں امامت وخطابت کے دوران میں مہتمم صاحب کی رہنمائی سے بہت مستفید ہوا، کیوں کہ وہ بھی ایک امام وخطیب تھے، جس کی وجہ سے ان کے پاس ایک طویل تجربہ تھا، پھر دس سالہ روہا میں خدمت کے دوران مہتمم صاحب سے گہرا رشتہ رہا، ان کی زندگی سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا، پھر جامعہ شاہدہ للبنات میں اہتمام کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد ایک نیا رشتہ شروع ہوا اور وہ رشتۂ اہتمام تھا، آپ کے پاس اہتمام کا طویل تجربہ تھا اور میں اس میدان میں نووارد تھا، اس نووارد کو اہتمام کی ذمہ داری اہتمام کے ساتھ نبھانے کا ہنر مولانا محترم سے ہی سیکھنے ملا۔ مولانا سے جامعہ میں ملاقات ہو، یا راجے واڑی میں ملاقات یا کسی اور موقع پر آپ اس میدان کے نشیب وفراز سے واقف کراتے رہتے۔

مولانا محترم صرف نام کے امان اللہ نہیں تھے بلکہ اسم بامسمی تھے، ان کے والد محترم نے آپ کے لئے جس نام کا انتخاب کیا تھا وہ بالکل بجا تھا اور آپ کی زندگی پر اس کا عکس نظر آتا تھا، کتنے ہی مواقع ایسے ہیں جن میں بندہ خود شریک وحاضر تھا، اور اختلاف کی شکل نظر آتی یا اختلاف کی بو محسوس کرتے تو فوراً اپنی حکمت عملی سے اس اختلاف کو ختم

کرتے، اختلاف کرنے والوں کو درگذر کرتے اور نظریاتی اختلاف درست ہوتا تو اسے تسلیم کرتے، اور اختلاف کرنے والے کو اختیار دیتے، لیکن اس بات پر زور دیتے کہ نظریاتی اختلاف میں بھی کسی کی دل آزاری نہ ہو، یقینا کتنے ہی اٹھنے والے فتنے سر اٹھانے سے پہلے ہی دفن ہو گئے، آپ کی ذات سے امن ہی امن تھا، آپ خود بھی امین اور مامون تھے اور دوسروں کو بھی مامون رکھتے اور امین بننے کا درس دیتے، اللہ امن کی امانت کا ہمیں امین بنائے۔

گزشتہ رمضان ۲۰۱۹ء میں جب میری کویت سے واپسی ہوئی اور فوراً دوسرے دن عمرہ کے سفر کی ترتیب بن گئ تھی، ہم پوری فیملی کے ساتھ مکہ گئے تو پتا چلا کہ حضرت بھی عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں اور مدینہ میں اعتکاف کے لئے بیٹھے ہیں تو فون پر بات چیت ہوئی، اللہ جزائے خیر دے مفتی رفیق صاحب کو کہ آپ نے ہمارے لئے اور حضرت کے لئے عزیزیہ شمالیہ میں ایک بلڈنگ میں رہائش کا فری انتظام کرایا، حضرت اعتکاف کے بعد مدینہ سے مکہ آئے اور ہماری ملاقات ہوئی تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا کہ اچھا ہوا آپ آگئے ورنہ اس بلڈنگ میں میں اکیلا رہ گیا تھا، باقی سب ساتھی چلے گئے، ہم لوگ حرم سے واپسی میں ساتھ ہی عزیزیہ آئے۔

لوگ آپکی خصوصیات لکھ رہے ہیں، اسی میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے ۱۹۸۶ء میں پہلا حج کیا، اسکے بعد سے موت تک آپ مسواک ہی کرتے رہے، آپ نے ٹوتھ برش کا استعمال نہیں کیا، اکثر عمرہ کے وقت مسواک خرید کر لے جاتے اور فریج میں رکھتے، چھ سات ماہ کا کوٹہ ہو جاتا، مدینہ یا مکہ کے مسواک زیادہ استعمال فرماتے، جسکی وجہ سے آپ کے دانت اجلے، صاف ستھرے اور مضبوط تھے، کس قدر سنتوں کا اہتمام تھا، مسواک کے علاوہ دیگر سنتوں پر بھی بڑی پابندی سے عمل پیرا تھے۔

اس سال لاک ڈاؤن سے پہلے سالانہ جلسہ کا اہتمام ہوا تھا، دیگر مدارس کی تاریخیں بھی طے ہوئی تھیں، میں نے بھی شاہدہ للبنات کے سالانہ جلسے کی ۱۱/ اپریل کی دعوت پیش کی، آپ نے کیلنڈر دیکھ کر فرمایا ۱۱/ تاریخ خالی ہے، ان شاء اللہ پہنچنے کی کوشش کرونگا، البتہ مولانا ارشد کو بتا رکھو تا کہ گاڑی وغیرہ کے نظم کی وہ فکر کریں، لیکن آپ اس وقت نہیں آئے، البتہ طوفان کے بعد ہنگامی طور پر اور اس سے پہلے بھی شریوردھن میں آپ سے میری ملاقات ہوتے رہی اسی طرح مہاڈ دو تین بار تشریف لائے اس وقت بھی ملاقات ہوئی، طوفان کے زمانہ میں ایک ملاقات میں میرے ساتھ جناب سلیم جولے تھے، ہم نے جامعہ کے کتب خانہ کے پتھروں کی تفصیل معلوم کرنا چاہی، مہتمم صاحب نے کہا کہ آپ جا کر دیکھ لیجئے اور اس کا انتظام بھی آپ ہی کیجئے جامعہ آپ کا ہے، یہ آپ کا ہم چھوٹوں پر کس قدر اعتبار اور اعتماد تھا، اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، آپ کا نعم البدل عطا فرمائے، آپ کی زندگی کو ہمیں اسوہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

امانت داری میں بے مثال... حضرت مہتمم صاحب

مفتی ابو محمد بن عبد الرشید حسینی فلاحی

مہتمم جامعہ عربیہ ادھم نگر، رتنا گری

آہ! حضرت مہتمم صاحب، سرمایۂ ملت، استاذ الاساتذہ، حضرت حافظ مولانا امان اللہ صاحب قاسمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ اپنی عارضی وفانی زندگی سے بیش بہا توشہ لے کر اور جاری آمدنی چھوڑ کر دارِ باقی کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بقول حضرت مہتمم صاب کے پیرو مرشد حضرت مولینا ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم: اگر کوئی دولت میں قارون، تکبر میں فرعون، ظلم میں ضحاک، جہالت میں ابوجہل، شہ زوری میں رستم، ملک گیری میں سکندر، خون ریزی میں چنگیز، فصاحت میں سحبان، سخاوت میں حاتم، درازئ عمر میں نوحؑ، خاموشی میں حضرت زکریاؑ، صبر میں حضرت ایوبؑ، رضا جوئی میں حضرت ابراہیمؑ، گریہ میں حضرت یعقوبؑ، حسن میں حضرت یوسفؑ، حکومت میں حضرت سلیمانؑ، کرامت میں حضرت عیسیٰؑ، محبوبیت میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ ہو موت سے کس کو رستگاری ہے؟

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ تو کل ہماری باری ہے

حضرت مہتمم صاحب حلم کے پیکر، حکمت سے لبریز، فیاضِ ازل نے دیگر صفات کے ساتھ ایک صفتِ استغناء سے بھی وافر حصہ فراخدلی سے عنایت فرمایا تھا، کسی ادارہ کے جلسہ وغیرہ میں شرکت پر منتظمین کی طرف سے ملنے والے سفر کے کرایہ وغیرہ کو حسنِ تدبیر سے رد کرتے ہوئے راقم کا خود دیدہ ہوا تجربہ ہے۔

حضرت مہتمم صاحبؒ کی ان ہی صفات میں سے دیانت داری ہے، اپنے زمانۂ طالبِ علمی کا واقعہ کہ کسی معطی نے ادارہ کے لئے چالیس ہزار کی رقم دے کر اجلت میں نکل گیا اور کس مد میں جمع کرنا وہ وضاحت تشنہ رہی، لہٰذا حضرت مہتمم صاحب نے وہ رقم اس وقت کے محاسب عبد الرؤوف صاحب کے حوالے کی یہ کہہ کر کے یہ امانت رکھو اس کی تفصیل ملنا باقی ہے، اللہ کی شان ایک مدت کے بعد وہ معطی سے ملاقات ہوئی، استفسار پر وضاحت تو ہوئی لیکن اللہ نے یہ بھلا دیا کہ وہ رقم کہاں رکھی ہے نتیجہ یہ کہ حضرت نے اپنے جیبِ خاص سے وہ رقم ادارہ کو ادا کی اور معاملہ مکمل ہوا، ایک عرصہ کے بعد محاسب کو اپنے ڈیسک کی صفائی کے دوران وہ امانت ملی انہوں نے حضرت کو دی اُسوقت اس واقعہ کا افشاء ہوا۔

مذکورہ واقعہ میں چند پہلو جو مجھے محسوس ہوئے کہ حضرت کی اپنی ذاتی آمدنی جس کا انحصار تجارت پر تھا اتنی تھی کہ اس

رقم کو اپنی جیب سے ادا کرنے کا حوصلہ (درمیان میں یہ وضاحت مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۴ء کے درمیان کا ہے اور اس وقت سونا تقریباً پانچ ہزار روپے تولہ سے دستیاب تھا تو وہ رقم آٹھ تولے سونے کے بقدر تھی جس کو آج جب میں ان سطروں کو تحریر کر رہا ہوں سونا ستاون ہزار روپئے سے زائد ایک تولہ ہے تو گویا فی زمانہ آٹھ تولے کی مالیت ساڑھے چار لاکھ سے زائد ہوتی ہے) دیگر اس واقعہ کا علم ہمیں محاسب کے ذریعہ ہوا، وگرنہ ہم نہ جان پاتے، نیز اتنے بڑے واقعہ کو برداشت کرنا وغیرہ۔

مالکِ ارض وسماء نے آپکو تاجرانہ ذہن دیا تھا جس کا ظہور حضرت کے زمانۂ طالب علمی ہی سے ہوا، زندگی کا زیادہ تر آمدنی کا ذریعہ تجارت ہی رہا جو مختلف صورتوں میں جاری رہا، ان میں ماہی گیری کی کشتی بھی رہی، راقم کی تیئیس سالہ رتناگری کی زندگی میں حضرت کو تجارتی سفر کرتے متعدد مرتبہ دیکھا مگر اپنے ذاتی سفر کے دوران کسی ادارہ کا مہمان خانہ ستانے کے لئے استعمال کرنا ہمیں یاد نہیں۔

علاقۂ کوکن کے ام المدارس دارالعلوم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کی مسند تدریس وتنظیم پر چہار دہائی سے زائد فائز رہنے والے حضرت سے نہ جانے کتنے اداروں اور تنظیموں کے بانیین، صدور، منتظمین، معلمین، خطباء وائمہ نے خوشہ چینی کی ہوگی، یہ سب حضرت والا کے صحیفہ میں ان شاء اللہ مندرج رہیں گے۔

حضرت مہتمم صاحبؒ حتی الامکان کسی پر بوجھ بننے سے گریز کرتے تھے، ہوسکتا ہے شاید اسی لئے لطیف وخبیر نے اپنی بارگاہ میں حاضری کا وقت بھی وہ منتخب کر رکھا ہو کہ جب لوگ (لاک ڈاون) میں مقفل رہیں وگرنہ علاقۂ کوکن میں پھیلے ہوئے ہزاروں شاگرد خصوصاً اور صوبوں میں بکھرے ہوئے لاکھوں پہچاننے والے عموماً اپنے ذاتی صرفہ سے جنازہ میں شرکت کرتے، گویا حضرت کا یہ وصف غالب آگیا کہ لوگوں کو ان صرفوں سے بچا کر صرف دعاؤں کو ہم سوگواروں کے ذمہ لگا گئے۔

اس موقعہ پر یہ آیت: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ "اور (ایک اہم خوشخبری سنو) جو لوگ ایمان لائے، اور ان کی اولاد نے (بھی ایمان میں) انکی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ (جنت میں) ملا دیں گے، اور ان کے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔" تو بے اختیار ربِ تعالی کی بارگاہ میں حمد وشکر کے جذبات دل میں آتے ہیں کہ کل بروزِ محشر ان شاء اللہ پھر جمع ہونے کی امید ہے، اور ساتھ ہی یہ دعا کہ حضرت مہتمم صاحب کو خدا تعالی اپنی خاص رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں آپ ﷺ کا پڑوس مرحمت فرمائے آمین، گو کہ حضرت کی رحلت کے بعد یقیناً آپکی خالی متعدد تنظیموں کی قیادت والی مسانید پر بہت سے اصحابِ علم وفن براجمان ہوں گے لیکن۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا اسحاق گھارے (مہتمم جامعہ اسلامیہ کوکن کانبلہ مہاڈ)

جب یہ پتہ چلتا کہ مولانا مرحوم جامعہ اسلامیہ کوکن کانبلہ میں تشریف لا رہے ہیں تو استقبال کے لئے کھڑے ہوتے تو سواری سے اترتے ہی ایسے پر تپاک طریقے سے مصافحہ کرتے کہ دونوں ہتھیلیاں قدرے سینہ بمائل اور سینہ کا قدرے ہتھیلیوں کی طرف جھکاؤ، اور پھر معانقہ مزید برآں، اور یہ انداز ہر کسی کے ساتھ ہوتا تھا، چاہے عام ہو یا خاص، شاگرد ہو یا کسی مدرسہ کا استاد۔ پھر جب جامعہ میں تشریف لاتے تو باوجود کہ جامعہ میں خصوصی مہمان خانہ ہے، عمومی وضوخانہ، بیت الخلا، مصلی ونشست گاہ کا استعمال کرتے، ایسی عاجزی ونیازمندی ایسے لوگوں کے ہی شایان شان ہوتی ہے۔

جامعہ اسلامیہ کوکن کانبلہ مہاڈ گذشتہ ایک سال سے دو تین مرتبہ تیز طوفانی ہواؤں کا شکار ہو کر نقصان سے دوچار ہوا تھا، اس لئے مولانا مرحوم کو ذرا بھی کسی ذرائع سے پتہ چلتا کہ مہاڈ و اطراف میں کوئی تیز بارش یا ہوا چلی تو فوراً ایک کال کرتے اور اپنے مخصوص شیریں سخن انداز میں دریافت فرماتے: کیا مہتمم صاحب (ارے بابا) مدرسہ کا کیا حال ہے، کچھ نقصان تو نہیں ہوا نا۔ وغیرہ

یہ آپ کا مدرسۂ ہذا سے قلبی لگاؤ اور فکر کی بات تھی، یہ بات اسی کو جچتی ہے جس کے دل میں دین کی حمیت ہو۔

نسرگ طوفانی ہواؤں نے جو تہلکہ مچادیا وہ ہر کوئی جانتا ہے اور مولانا مرحوم کے کارہائے نمایاں کو سب دیکھ چکے ہیں، بندہ بھی جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے لئے ایک ریلیف رقم لیکر مولانا کی وفات سے دس بارہ روز قبل جامعہ میں گیا تو مولانا بذات خود علاقے کے لئے آئے ہوئے ریلیف سامان کی جمع تقسیم کے کام میں مصروف تھے، جیسے ہی ہم (بندہ، پسرم: حافظ یامین، ڈاکٹر حسین قاضی، حافظ یاسر ناڈکر) جامعہ میں پہنچے، ہمیں فوراً دفتر میں لے جا کر بطور ضیافت ناشتہ پیش کیا اور پھر جامعہ کے جائزہ کو کہا، یہ سب کام وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ ہو۔ آہ مولانا آہ

الحمد للہ وفات سے قبل پندرہ دن میں دو مرتبہ انجمن دردمندان کے نو حلقوں کی میٹنگ میں کانبلہ تشریف لائے تھے، تاکہ آپ اپنا دیدار سب کو خود ہی کرائیں، اور اپنی سپوتوں کی زیارت بھی کریں، بندہ کو بھی آپ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا، لیکن میں آپ کا مزید آخری دیدار وفات کے بعد نہیں کرسکا، اس لئے کہ اسی دن میری طبیعت کافی ناساز تھی۔

کہاں پائیں گے ہم تیرا نقشِ ثانی
صدا روئیں گے تجھے یاد کرکے

ایک باوقار عالم في ذمة الله

مفتی سفیان عبدالعزیز قاضی (مدینہ منورہ)

ابھی جدہ پہنچ کر واٹس اپ جوں ہی آن کیا کہ ایک غمناک اور دلخراش خبر دیکھ کر سکوت سا چھا گیا، کوکن کی مایہ ناز ہستی، نائب صدر جمعیت علماء ہند، مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ مولانا امان اللہ بروڈ انتقال کر گئے ہیں۔ إنا للہ و إنا إلیہ راجعون، کلمات تسلیم ورضا بے ساختہ زبان سے جاری ہو گئے۔

خطۂ کوکن کے اندر فروغ تعلیمات دین میں مسلمانوں کے دوطبقات کا بڑا مؤثر اور مرکزی کردار رہا ہے، مخلص علمائے دین وملت اور مالدار اہل خیر، بعض افراد ایسے بھی ہیں جنہیں یہ دونوں امتیازات بیک وقت حاصل ہیں، انہیں میں سے ایک مولانا موصوف بھی تھے، ان جیسے بندوں کا پے در پے دنیا سے رخصت ہو جانا ایک بہت بڑا ملی نقصان اور عظیم خسارہ ہے، مولانا محترم دین وأخلاق کی نعمتوں اور فراوانیوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے سفر آخرت کو روانہ ہو چکے ہیں۔ اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واسكنه فسيح جناتك وادخله الفردوس الأعلى من الجنة ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، عظم الله أجرنا وأحسن عزاءنا وغفر لميتنا، وألهم اللهم أهله وذويه ومحبيه الصبر والسلوان يارب العالمين۔ اس وقت ذہن مولانا سے آخری ملاقات کے قصہ کو صفحہ قرطاس پر لانے کی گزارش کر رہا ہے۔

ٹھیک ایک سال بیشتر حضرت مولانا سراج گیتے سلفی حفظہ اللہ کے ہمراہ سخت بارش میں جامعہ حسینیہ عربیہ میں آخری ملاقات ہوئی، غرض وغایت ناچیز کی تالیف حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے عقیدہ پر لکھی گئی کتاب پر تقریظ تھی، کار میں خود چلا رہا تھا، مولانا کو آنے کی اطلاع پہلے ہی تھی، جوں ہی مدرسہ حسینیہ میں ہماری گاڑی داخل ہوئی، متبسم گول چہرے پر سفیدی وسیاہی کا حسین امتزاج، کشادہ جبین، لبوں پر دلآویز مسکراہٹ، متوازن خوبصورت ٹوپی میں ملبوس، موٹی آنکھوں میں فطانت وذہانت کی چمک، عمدہ ونفیس سفید شلوار قمیض میں ملبوس، سخت بارش میں مولانا موصوف سامنے نمودار ہوئے، اور نہ صرف پرتپاک خیر مقدم کیا بلکہ گویا علم وعلماء کی مجلس کو آفس میں بطور ضیافت سجا بھی دیا، انتہائی خندہ پیشانی اور اخلاق فاضلہ کے ساتھ مدرسہ ولائبریری کی زیارت کرائی، مولانا سراج حفظہ اللہ نے لائبریری کی تطویر کے لئے گرانقدر مشورے دیے

تو میز بان شاگردوں کے ذریعہ انھیں تحریر کروایا اور عمل درآمد کا وعدہ بھی، آخری سال کے مقالات میں فقہ کے ساتھ مزید دیگر علوم پر مقالہ لکھوانے پر تفصیلی بات ہوئی۔

مولانا موصوف جب بھی مدینہ منورہ تشریف لاتے ضرور یاد فرماتے، گزشتہ رمضان مدینہ منورہ کی زیارت کروا کے بس اسٹیشن تک چھوڑنے کا شرف بھی حاصل ہوا، اب اچانک آپ کی وفات کی خبر یقینا ناقابل یقین ہے، تاہم احباب سے یہ سننے میں آیا کہ آئی سی یو میں بھی مولانا ذکر واذکار کے پابند رہے۔ الحمدللہ علی ذلک

ادبِ جاہلی کے صناجة العرب (عرب کا طبل جنگ بجانے والا) شاعر الاعشی (۷ ھ) نے نیرنگیٔ زمان، انقلاباتِ شب وروز، ڈھلتی چھاؤں اور برف کی طرح پگھلتی زندگی کے مدوجزر کو اس شعر میں سمویا ہے:

شباب وشیب وافتقار وثروة   فللّٰہ هذا الدهر كيف ترددا

کبھی جوانی، کبھی بڑھاپا، کبھی غربت، کبھی امیری، اس زمانے کو رب ہی سنوارتا ہے کہ اس کے پیچ وخم بھی عجیب ہیں۔

أمیہ بن أبي الصلت (۵ ھ) نے موت کی آغوش میں پناہ لیتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی اور موت کی حقیقت کو یوں بیان کیا:

كل عيش وإن تطاول دهرا   منتهى أمره إلى أن يزولا

زندگی کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو جائے بالآخر اس کا انجام کار فنا ہے۔

اجعل الموت نصب عينيک واحذر   غولة الدهر، إن للدهر غولا

تو موت کو اپنا نصب العین بنا اور ناگہانی مصائب سے ڈرتا رہ، کیونکہ موت کی گرفت اچانک بھی ہوتی ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج انکی کل ہماری باری ہے

کورونا کے اس مہلک اور قاتل مرض پر أسقف نجران خطیب العرب قس بن ساعدة الایادي (۲۳ ق ھ) کے حکمت وبصیرت سے لبریز چند اشعار أحباب واغیار کی کثرت اموات پر فٹ لگتے ہیں، موت کی ارزانی اور انسان کی بے بسی وبے کسی کے حالات میں ان حکیمانہ اشعار کی معنویت دو چند ہو جاتی ہے اور ادب تعزیت آشکار ہوتا ہے:

في الذاهبين الأولين   من القرون لنا بصائر

ہم سے پہلے گزرنے والوں میں ہمارے لیے بصیرت افروز عبرتیں ہیں

لما رأيت موارداً   للموت ليس لها مصادر

جب میں نے دیکھا کہ موت کے گھاٹ پر جانے والوں کے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوتا

ورأيت قومي نحوها   يسعى الأصاغر والأكابر

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میری قوم کے سب چھوٹے بڑے تیز رفتاری سے اس گھاٹ کی طرف رواں دواں ہیں

لا يرجع الماضي إلي   ولا من الباقين غابر

وہاں جا کر پھر ہمارے پاس کوئی واپس نہیں آتا اور نہ ہی پچھلوں میں کوئی یہاں ہمیشہ رہنے والا ہے

أيقنت أني لا محالة   حيث صار القوم صائر

مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جو قوم کا انجام ہوا ہے میرا بھی وہی ہوگا۔

میلہ عکاظ میں کی گئی اسی ادیب لبیب کی مشہور تقریر دلپزیر کا بھی کچھ حصہ ملاحظہ فرمالیں: أيها الناس! اسمعوا وعوا، إنه من عاش مات، ومن فات مات، وكل ما هو آت آت... ما بال الناس يذهبون ولا يرجعون؟ أرضوا فأقاموا؟ أم تركوا فناموا؟ يا معشر إياد! أين الآباء والأجداد، وأين الفراعنة الشداد؟ ألم يكونوا أكثر منكم مالا وأطول آجالا؟ طحنهم الدهر بكلكله، ومزقهم بتطاوله.

اے لوگو! سنو اور اچھی طرح یاد کرلو: جو زندہ وہ مرے گا، جو مرے گا وہ دنیا سے گم ہو جائے گا، جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا، آخر یہ لوگ کہاں جاتے ہیں جو پھر واپس نہیں آتے؟ کیا یہ وہاں رہنے پہ خوش ہیں جو وہیں ٹھہر گئے؟ یا پھر یہ دنیا چھوڑ کر سو گئے؟ اے خاندان ایاد! تمھارے آباء واجداد کدھر گئے؟ اور طاقتور فرعونوں کے ساتھ کیا بیتی؟ کیا وہ مال و دولت، اور درازئ عمر میں تم سے بڑھ کر نہ تھے؟ حوادث زمانہ نے انہیں چکی میں پیس ڈالا اور ان کی طاقتوں کو پاش پاش کر دیا۔

ہر چند کہ مولانا موصوف عقیدہ ومنہج میں ہم سے قدرے اختلاف رکھتے تاہم علم کی قدر اور علماء سے محبت آپ کا شعار تھا، طالب علم کو میراث نبوت سمجھتے اور اسی بقدر ان سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

ناچیز کی تالیف کردہ کتاب التوحید کو آپ نے انتہائی قدر ومنزلت سے دیکھا، کتاب کو ایک بار نہیں بار بار پڑھا، چند مقامات پر مولانا کو اختلاف تھا مگر حوالہ دینے اور امام شافعی کی طرف اس کی نسبت ثابت ہونے پر مان گئے کہ واقعی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اس قدر سنت وعقیدہ کے پابند تھے، ہم تو اب تک آپ کی فقہ سے مستفید ہوتے رہے آپ نے عقیدہ

کے باب میں بھی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو متعارف کرادیا، پھر بڑے ہی خوش طبعی اور اپنائیت کے ساتھ کتاب مذکور پر اپنی قلمی تقریظ بھی مرحمت فرمائی جو کتاب مذکور کے ابتدا میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(لاک ڈاون کی وجہ سے کتاب کی طباعت رک گئی ہے۔جلد ہی دنیا کی 5 زبانوں میں منظر عام پر آئے گی۔ان شاءاللہ)

مولانا موصوف کے اندوہناک، اعصاب شکن، اور دلفگار واقعہ وفات سے علاقہ کوکن کو عظیم خسارہ لاحق ہوا ہے، شریوردھن حلقہ جماعت المسلمین کا حال تو نہیں پتہ، تاہم مدرسہ حسینیہ کی تأسیس اور تعمیر وترقی میں آپ نے پوری ایمانداری کے ساتھ اپنا کردار نبھایا ہے۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ: اے خالق ارض وسماء، مالک کون ومکاں، رحم کرنے والے مہربان یا ارحم الراحمین! ہمارے تمام فوت شدہ بزرگوں کی مغفرت فرما، انکی بشری لغزشوں پر اپنے فضل وکرم کا قلم پھیر دے، فتنہ قبر وعذاب جہنم سے نجات اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرما، آمین یا ارحم الراحمین۔

یا اللہ! موت سے پہلے ہمیں توبہ نصوح اور وقت اجل خاتمہ بالتوحید نصیب فرمانا، اے اللہ کریم! خالصۃ اپنی بندگی، اپنے آخری رسول نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور خدمت خلق کی توفیقات عطاء فرما، دین وأخلاق سے محبت ہماری نسلوں میں محفوظ فرما۔إنک سمیع قریب مجیب الدعوات۔

غفر الله لنا ولهم، وتغمدهم بواسع رحمته وغفرانه وتقبل حسناتهم وجهودهم المبذولة في خدمة دينه وخلقه وجعلها في موازين حسناتهم يوم لا ينفع مال ولا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم. وارحمنا اللهم إذا صرنا إلى ما صاروا إليه برحمتك وفضلك وجودك يا أرحم الراحمين ويا خير الغافرين. اللهم إنا نسألك العفو والعافية في الدنيا والآخرة. اللهم إنا نسألك التوبة النصوح قبل الموت وحسن الخاتمة عند الموت، اللهم إنا نعوذ بك من البرص والجنون والجذام ومن سيء الأسقام، ومن فيروس كورونا. آمين يارب العالمين، اللهم ارزقنا الإخلاص في القول والعمل. وصل الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

حکمت اور دور اندیشی میں نمایاں شخصیت

مولانا عبد الغنی حسین بندرکر
مدرس مدرسہ فیض القران کالسہ

نحمده و نصلي علي رسر له الكريم : امابعد

ابھی ماضی قریب میں حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کی اچانک اور ناقابل یقین خبر نے صوبہ مہاراشٹر خصوصی طور پر خطہ کوکن کے طول وعرض کو جھنجوڑ کر رکھ دیا، بالخصوص ابنائے جامعہ، متعلقین ومحبین جامعہ اور اہل علم ودانش کو متحیر اور صدمہ سے نڈھال کردیا، ہر آنکھ آبدیدہ اور ہر دل غم سے چور ہوگیا، اسی لمحہ اور گھڑی سے اس غم اور صدمہ کا اظہار الفاظ واقوال اور مضامین کی صورت میں ڈھلنے اور چھلکنے لگا، اس وقت سے تادم تحریر حضرت مولاناؒ کی ذات گرامی پر سینکڑوں بڑے چھوٹے احباب نے اتنا کچھ سپرد قرطاس کیا کہ حضرت والا کی زندگی کا کوئی گوشۂ مخفی نہ رہا اور اب مزید کچھ لکھنے کے لئے باقی نہ رہا، مگر عزیزم مفتی داؤد ہرنیکر صاحب جو اپنے علاقہ کوکن کے علماء ومشائخ واساتذہ جامعہ سے والہانہ عقیدت ولگاؤ رکھتے ہیں اور خود بھی کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں کے اصرار پر چند سطریں پیش خدمت ہے۔

حضرت مولاناؒ کی وفات سے ہفتہ دس دن قبل میری جامعہ میں حاضری ہوئی تھی اور اس دن شریودھن میں کسی میت کی وجہ سے حضرت جامعہ نہ آسکے تھے، لہذا بندہ ملاقات کے لئے ان کے گھر حاضر ہوا تقریباً آدھا گھنٹہ ملاقات کا شرف حاصل رہا اور کورونا کی وجہ سے مدارس دینیہ پر آئے حالات موضوع سخن رہے، اس وقت حاشیہ تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ حضرت سے یہ آخری ملاقات ہے اور حضرت چند دن بعد اس دار فانی کو الوداع کہنے والے ہیں۔

غرض حضرت والا کی نمایاں اور امتیازی اوصاف میں آپ کی بے مثال سادگی اور تحمل وبردباری، حکمت ودور اندیشی خصوصاً قابل ذکر ہیں، خودنمائی وخودستائی اور خوشامد پسندی سے کوسوں دور تھے، بے داغ اور صاف شفاف طبیعت کے حامل تھے، اپنے دور اہتمام میں آغاز شباب سے بزرگی کی عمر تک ہر سرد وگرم موافق وناموافق حالات میں صباحی ومسائی اوقات کی پابندی لائق تقلید وتحسین ہے، اپنے ۴۰ چالیس سالہ اہتمام کو از اول تا آخر جس اولوالعزمی اور پامردی کے ساتھ گزارا ہے وہ خود اپنے آپ میں ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہ چالیس سالہ طویل مدت قدرتی طور پر سہل اور

پر عافیت تھی، بلکہ کافی کچھ نشیب وفراز، اتار چڑھاؤ، انتہائی کٹھن اور حوصلہ شکن حالات بھی آتے رہے، لیکن یہ حضرت والا ہی کی ذات گرامی تھی جوان سارے نامساعد ونا موافق حالات میں بھی چٹان کی طرح ثابت قدم وسینہ سپر رہی اور انتہائی بیدار مغزی، حلم وبر بادی، حکمت ودور اندیشی اور بلند ہمتی کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو نبھاتے رہے، ایک طویل عرصہ تک خدمت کے بعد آپ کی عمر کے حضرات میں عموماً جونزاکتیں پیدا ہوتی ہیں آپ ان سے کوسوں دور، بلا شبہ ایک جفاکش سپہ سالار کی طرح اپنے خون پسینہ سے جامعہ کی آبیاری کرتے رہے، آپ ان چند خوش نصیب اور سعادت مند ہستیوں میں سے ہیں جو مر کر بھی مدتوں زندہ رہتے ہیں، بالخصوص ہمارے کوکن کے اکثر اور زیادہ تر مساجد، مدارس، ائمہ حضرات، مفتیان کرام، علماء عظام، قراء، وحفاظ حضرات میں کہیں نہ کہیں ہمیں آپ کا عکس نظر آئے گا، اسی طرح اب جب بھی جامعہ میں حاضری ہوگی تو آپ کی عدم موجودگی بلا شبہ دل کو کچو کے لگائے گی، مگر جامعہ میں قدم رکھتے ہی بچشم تصور آپ کا دفتر اہتمام میں بیٹھنا، جامعہ میں آپ کا چلنا پھرنا، ہنستے مسکراتے محبت اور سادگی سے اساتذہ اور طلباء سے باتیں کرنا، جامعہ کی درودیوار اور جامعہ کی فضاؤں میں اساتذہ وطلباء میں آپ کے وجود وہستی کو لوگ مدتوں دیکھتے اور محسوس کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

یہ چند شکستہ جملے ایک ادنیٰ شاگرد کی جانب سے پیش خدمت ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قبر کو نور سے بھر دے، اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ بنے۔ آمین ثم آمین

فکر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کے امین و پاسبان کی اچانک رحلت

مولانا داؤد حسین ہرنیکر، یو کے

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

سنیچر 4 جولائی 2020 کی صبح جب نماز فجر کے بعد موبائل اٹھایا تو یہ افسوسناک خبر دیکھنے کو ملی، دل تو یہی کہہ رہا تھا کہ کاش اس خبر کے غلط ہونے کی خبر آجائے لیکن مسلسل سارے گروپوں پر بار بار میسیج دیکھ کر ایسا لگنے لگا کہ واقعی جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے روح رواں استاد الاساتذہ۔ مختلف دینی تعلیمی فلاحی واصلاحی اداروں کے رہنما حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ نے دنیائے فانی کا لباس اتار کر دیار باقی کا لباس زیب تن کرلیا ہے یہ عظیم سانحہ برصغیر کے تمام مومنین کے لئے عموما اور اہلیان کوکن کے لئے خصوصا نا قابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات ''مَوتُ العَالِمِ مَوتُ العَالَم'' (ایک عالم کی موت ایک عالَم کی موت ہے) کا مصداق ہے۔ اس آفتاب کے غروب ہونے سے کوکن ہی نہیں پورا برصغیر اور عالم اسلام غمگین نظر آرہا ہے ایسے خطیب شریں بیاں۔ مبلغ اسلام، داعی دین متین، فکر رحیمی کے امین، اس قحط الرجال کے دور میں خال خال ہی پائے جاتے ہیں۔ یہ حادثہ ایسا دل ودماغ کو متاثر کرنے والا ہے جس کا اثر بہت دنوں تک قائم رہے گا۔ اللهم أجرني في مصيبتي وأخلف لي خير منه۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کرام کی مثال ستاروں کی سی ہے، جب چمکتے ہیں تو لوگ ان سے راہ پاتے ہیں اور جب چھپ جاتے ہیں تو لوگ حیران و پریشان رہ جاتے ہیں اور عالم کی موت اسلام کا ایسا رخنہ ہے جس کی اصلاح قیامت تک ممکن نہیں (تنبیہ الغافلین)

خیر! ہم امید کرتے ہیں کہ اباء جامعہ، احباب جامعہ، ابناء جامعہ فکر رحیمی کے امین کی فکروں اور کاوشوں کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور یہ کوششیں آں موصوف کے لیے ''او علم ینتفع به'' کے ذیل میں صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

آئندہ سطور میں آپ کی ذات گرامی سے متعلق کچھ چیزیں ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔

آپ کا بچپن:

آپ رح بچپن ہی سے سلیم الفطرت تھے، آپ کے معاصرین گواہی دیتے ہیں کہ آپ میں جو نیکی وصلاح اس پیرانہ سالی میں نظر آتی تھی، یہ جوانی میں بھی اسی طرح دکھائی دیتی تھی، گویا آپ کا بچپن، جوانی، اور بڑھاپا نیکی وتقویٰ کے لحاظ سے ایک جیسا تھا، بچپن ہی سے والد محترم بانی جامعہ حاجی عبدالرحیم صاحب رح کے ساتھ علماء وصلحاء سے آپ کا گہرا تعلق تھا جس کا اثر اُن کی زندگی پر نمایاں نظر آتا تھا، آپ کے والد گرامی آپ حلقہ شریوردھن میں بڑے باوجاہت تھے، خاندان اور گاؤں کے تنازعات میں ان سے رجوع کیا جاتا تھا، جنہیں وہ خوش اسلوبی سے نمٹادیا کرتے تھے، یہ صفت حضرت رح میں بھی بدرجہ اتم موجود تھی، خاندان اور گاؤں ہی نہیں پورے کوکن کے انفرادی ہی نہیں اجتماعی اور جماعت المسلمین کے تنازعات میں آپ سے رجوع کیا جاتا تھا۔

بچپن ہی سے نماز باجماعت کی پابندی، تلاوتِ قرآن کریم، ذکرِ الٰہی، صلہ رحمی، شفقت ومحبت، اور ضعفاء کی خبرگیری ان کے خصوصی اوصاف تھے، مسجد کی خدمت وتعمیر سے بہت شغف تھا۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنی بستی میں حاصل کی پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا رخ کیا اور تکمیل تعلیم کے لیے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کا انتخاب کیا اور تدریس واہتمام کے لیے ازہر کوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے بانیان نے آپ کا انتخاب کیا۔

تدریس:

یوں تو موصوف تدریس کے شہسوار تھے مگر آپ کی زیادہ تر صلاحیتیں افرادسازی اور تدریس کے میدان میں شہسوار پیدا کرنے پر صرف ہوتی تھی۔ ہاں مگر عربی سوم میں فقہ شافعی کی کتاب عمدۃ السالک کافی عرصے سے آپ کے ذمے تھی ہم نے بھی یہ کتاب موصوف سے ہی پڑھی ہے پہلا گھنٹہ آپ کا تھا، تدریس میں وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے تھے، طلبہ کے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرماتے، طلبہ بھی آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے، آپ کے البیلے انداز ومزاج کے سبب طلبہ لطف اور خوشی محسوس کرتے تھے، خوش مزاجی، سادگی اور حلم گویا آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی، کچھ سال پہلے آپکی ذمے داریوں کو دیکھتے ہوئے وہ کتاب کسی اور کے ذمے کی گئی تو ماہی بے آب یعنی مچھلی پانی کے بغیر جس طرح تڑپتی ہے اور پریشان ہوتی ہے تدریس کا یہ شہسوار اور عمدۃ السالک کا یہ عاشق بھی پریشان نظر آنے لگا تو یہ کتاب پھر سے آپ کے ذمے کی گئی اور تاحیات آپ کے پاس رہی، مزید تدریسی شوق کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی لوک ڈاون میں تعلیمی سلسلہ شروع کرنے پر مشورہ ہوا اس میں بھی عربی سوم کی کلاس کی ذمہ داری اپنے پاس رکھی تھی مگر نسرگ طوفان کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ ہوسکا۔

گفتار:

ملک سخن کا تاجور حال اٹھ گیا
دنیا سے اہل علم کا اقبال اٹھ گیا

جبیں پر سادگی، نیچی نگاہیں بات میں نرمی، خوش مزاجی، ہمارے خیال سے مرحوم کم گو تھے مگر جب بولتے تو تو یہ شعر آپ پر صادق آتا تھا

یہ کیا شبنم کا قطرہ کہہ گیا ہے
سمندر تلملا کر رہ گیا ہے

چرب زبانوں اور غلط بیانی کرنے والوں کو سمجھتے تھے اوران کی پوری گفتگو پر ایسا شبنمی قطرہ چھڑکتے تھے کہ وہ تلملا کر رہ جاتے۔

آپ کی گفتگو سامع کے لحاظ سے مختلف ہوتی تھی، سامع اگر عالم ہوتا تو گفتگو عالمانہ وعارفانہ ہوتی تھی، سامع اگر عامی ہوتا توان کی گفتگو عامیانہ ہوتی تھی، ان کے بیان کا انداز پانی کے بہاؤ کی طرح رواں ہوتا تھا۔

استغناء وتوکل:

وَ مَن یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجعَل لَّہٗ مَخرَ جًا ﴿۲﴾ اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا،

اولئک ابائی فجئنی بمثلھما　　　ذا جمعتنا یا جریر المجامع

(یہ ہیں میرے آباؤ اجداد، پس تو بھی اے جریر! ان جیسا پیش کر، جب ہمیں آپس میں فخر کرنے کی مجالس جمع کریں۔)

قاری طیب صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: علماء کا سب سے بڑا کام توکل اور استغناء ہے، اسی میں دین بھی ہے دنیا بھی ہے، چاہے تھوڑی ملے مگر ضرور ملے گی، ممکن ہے کہ لکھ پتی نہ بنے لیکن سینکڑوں کروڑ پتی قدموں کے سامنے سر جھکائیں گے اور کروڑ پتی کو اپنے سامنے جھکانا یہ کمال کی چیز ہے۔

استغناء وتوکل یہ دونوں انتہائی قیمتی صفات ہیں مگر بہت کم مہتمم حضرات میں یہ پائی جاتی ہیں۔ سینکڑوں مہتمم حضرات سے ہماری گفت وشنید ہوتی رہتی ہے۔(بقیہ سے پیشگی معذرت کے ساتھ) جن میں سے 2 / دو حضرات میں ہم نے یہ صفات بدرجہ اتم پائی، تین سال پہلے جب ہم انڈیا گئے تھے تو گجرات گھڑا کے مہتمم مولانا سیف الدین اسلام پوری صاحب اور دار العلوم لیسٹر یوکے کے مہتمم مولانا اسماعیل صاحب کا کوکن کا سفر چل رہا تھا۔

ہماری دعوت پر دونوں حضرات کی مانجرونہ تشریف آوری ہوئی تھی اس وقت گھڑا کے مہتمم صاحب کی گفتگو سے جو استغناء وتوکل ظاہر ہوا تھا وہ قابل رشک تھا۔

اسی طرح مہتمم جامعہ مولانا امان اللہ صاحبؒ سے گفتگو ہوتی تھی، اس کی کچھ جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

جامعہ کی اپیل کے موقع پر ہم نے یو کے آنے کی دعوت دی، موصوف کا جواب: ارے مولوی صاحب ہم نے یہاں بیٹھ کر آواز لگائی، مولانا توصیف کونڈ یکر صاحب نے اور آپ نے آواز کو دنیا بھر میں پہنچایا اور کام ہو رہا ہے۔ الحمد اللہ ہم خاموش ہو گئے، پھر دوسری مرتبہ ہم نے دعوت دی، جواب: میں بوڑھا ہو گیا ہوں ویسے بھی بوڑھا آدمی قابل رحم ہوتا ہے اور جامعہ کے مخلص بانیان کی قربانیاں ہیں کہ اتنے بڑے بڑے کام ہوئے کبھی باہر نکلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، حالات کا بھیجنے والا ہی حالات کا بنانے والا ہے، کچھ سال پہلے جامعہ کے کتب خانے میں حضرت مولانا علی میاں فقیہ صاحب اور مفتی نذیر صاحب کی موجودگی میں بھی ہم نے دعوت دی تھی، اس پر بھی اسی طرح کا استغناء بھرا جواب تھا۔

اسی قبیل کے کچھ اور واقعات: کچھ سال پہلے قطر کے دورے پر تھے، وہاں ایک پروگرام میں حضرت کا خطاب رکھا گیا، ابناء جامعہ کو یہ امید تھی کہ جامعہ کے لیے تعاون کی زوردار اپیل کریں گے اور جامعہ کو نفع ہوگا، مگر موصوف کا خطاب جو ایک عالمانہ و عارفانہ شان کے ساتھ اس میں ایسی کوئی بات نہیں تھی، بلکہ جامعہ کے استغناء کو یوں بیان کیا، الحمد اللہ ہم نے جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ کو خوش رکھا ہے، کئی اساتذہ کے پاس تو ایک نہیں، دو دو گاڑیاں ہے۔

اسی طرح ابھی انتقال سے ایک ماہ پہلے ایک صاحب نے ملاقات کی، مدارس کے احوال پر بات ہوئی، حضرتؒ نے ایسی استغناء کے ساتھ بات کی کہ وہ صاحب انتہائی متاثر ہوئے اور ہمارے ایک دوست سے کہا ایسا مستغنی شخص میں نے پہلی مرتبہ دیکھا۔ گویا یہ روایت کے الفاظ مکمل آپ پر صادق آتے تھے۔

مومن کی شرافت قیام لیل اور لوگوں سے استغناء میں ہے واعلم أن شرف المؤمن قیام اللیل، وعزہ استغناؤہ عن الناس" (طبرانی 4278) اِنَّ الاَبرَارَ لَفِی نَعِیمٍ "یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے"۔

یقینا آپ جنت کی بہاروں میں مگن ہوں گے لیکن پوری ملتِ اسلامیہ آپ کی جدائی اور فراق میں افسردہ اور غمزدہ ہے کیونکہ آپ کے بارے میں یہ بات سو فیصد درست ہے کہ:

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

اللہ کریم آپ کے درجات کو مزید بلند فرمائے اور ہمیں بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سلام اے طریقت کے سالک سلام

آہ حضرت مہتمم صاحبؒ

مفتی عادل علی حسینی

حضرت مولانا امان اللہ صاحب قدس سرہ کا سانحہ ارتحال کا حزن وملال ملت اسلامیہ بھلا نہیں پائے گی، وہ ایسا خلا ہے جو کبھی پر نہیں ہوگا، اخلاص کا پیکر، مجسمہ اخلاق، سرچشمہ اوصاف، وہ کوکن کے لیے ایک انمول شخصیت تھے، انکی زندگی کے تقریباً پچاس سال دین متین کی خدمت، نبوت کے کام، تلاوت آیات، تزکیۂ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت پر صرف ہوئے، کوئی مضمون ان کے لیے خراج عقیدت کا حق ادا نہیں کرسکتا، بس رب العالمین ہی ان کے احسانات کا بدلہ دے سکتے ہیں۔

صحابہ کی صفات سے متعلق حضرت مولانا یوسفؒ نے حیاۃ الصحابۃ میں یہ عبارت نقل فرمائی ہے: ابرھا قلوبا أعمقها علما وأقلها تكلفا، اس تعبیر کو بار بار پڑھیں، بار بار دیکھیں اور حضرت مہتمم صاحب کے شب وروز، شام وسحر، انفرادی واجتماعی امور، انتظامی مشغولیت، ان کا انداز گفتگو، سلیقہ ملاقات، اساتذہ وطلبہ سے سلوک وبرتاو، اراکین جامعہ کی قدرومنزلت، عوام الناس کی اصلاح وتربیت کے لئے بے قراری وبے چینی ان سب میں آپ کو صحابہ کے اوصاف کی خوشبو محسوس ہوگی، کسی شاعر کے یہ اشعار حضرت والا پر بالکل منطبق ہیں:

سلیم و حلیم ، علیم و فہیم
تھی کوکن میں بھی شخصیت یک عظیم

وہ باعلم، باہوش، باتربیت
بڑی ہستیوں میں، بڑی شخصیت

تھے والد بھی ان کے بڑے محترم
بڑے صاحب جاہ اہل کرم

تجارت کے کوچوں کا وہ کوچہ گرد
فراست میں تنہا، ذہانت میں مرد

وہ فاضل بفضل خدائے کریم
ہزاروں پہ جن کا کرم ہے عظیم

شان کوکن، فخر کوکن، حسینی چمن کی روح، آپ لکھتے جائیں اور یاد کریں اسکا مصداق کہاں ہے، بہت سے ہو سکتے ہیں مگر ان سا ممتاز شاید کوئی نہ ہو، وہ عالم ربانی، تاجر سچائی، اب کہاں سے لائیں جسے تجھ سا کہیں۔

میں نے حضرت مہتمم صاحب کو اپنے زمانہ طالب علمی میں دیکھا اور بعد میں بھی، حضرت میں جو سوز و گداز، فکر و نظر کی بلندی، معاملہ فہمی، حکمت و مصلحت تھی اسکی مثال نہیں، آپ بہت انوکھی شخصیت تھے، زمانہ پر زمانہ، ادوار پر ادوار گزرتے ہیں تب کہیں جا کر ایسے مثالی مربی و محسن ملا کرتے ہیں۔

جب میں جامعہ حسینیہ شریوردھن سے فارغ ہوا، حضرت سے دفتر میں ملاقات کی، دعا کی درخواست کے ساتھ نصیحت مانگی، حضرت نے فرمایا: عادل تجارت کرو، دین کی بات کھل کر کہہ سکتے ہو اور ہمیشہ مثبت انداز میں کام کرنا، اس وقت میں مچھلی کی تجارت سمجھ گیا، مگر مثبت انداز سمجھ نہیں سکا، یہ کیا شئ ہے، کافی سالوں کے بعد ایک ہنگامہ میری اپنی دینی سرگرمیوں میں پیش آیا، معاملہ سلجھ نہیں رہا تھا، حضرت کو مدعو کیا گیا، الحمدللہ حضرت نے پورے معاملہ میں ایسا مثبت انداز اختیار فرمایا اور کلام کیا کہ معاملہ چند منٹوں میں حل ہو گیا اور اس کے بعد اچھے نتائج ظاہر ہوئے اور بڑی برکت ہوئی۔

عقیدت دلوں کی ہے انکو نصیب
اندھیرے میں جو ہیں سحر کے نقیب

حضرت کی رتنا گری میں آمد بہت مرتبہ ہوئی، تعلیمی، دعوتی اور تجارتی سفر بھی ہوتا، پہلی مرتبہ میں نے پانچری محلہ مرکرواڑہ مسجد کے افتتاح کی دعوت دی، فون پر ہی دعوت قبول فرمائی اور اس تاریخ کو اپنی گاڑی سے رتنا گری صبح صبح تشریف لائے، مجھے کال کر کے کسی صاحب نے بتایا، آپ کے مہتمم صاحب آئے ہیں، کھڑپ محلہ کے پاس گاڑی کھڑی ہے، میں اپنے گھر سے دوڑتا بھاگتا آیا کیا دیکھتا ہوں؟ سفید کرتہ سادہ لنگی زیب کئے سادگی کی مکمل تصویر بنے کھڑے ہیں، تکلف نہ شکوہ شکایت، علیک سلیک کے بعد جہاں پروگرام طے تھا وہاں لے گیا۔

مفتی عمر صاحب سائی ساتھ تھے، ان کے خطاب کے بعد حضرت کا خطاب ہوا، مختصر بیان، نہ لفاظی نہ لن ترانی، سادہ انداز، وہ کلام جو دل میں اتر جائے، ذمہ داری کا احساس دلائے، مجھے یاد ہے حضرت نے اس وقت خاص طور پر یہ فرمایا کہ آپ نے مسجد تو تعمیر کر دی اب اس کے حساب کتاب میں نہ الجھنا، اسکی آبادی کی فکر کرو۔

انجمن دردمندان حلقہ رتنا گری کی دعوت پر حضرت نے سات آٹھ مرتبہ تشریف آوری سے نوازا، ایک مرتبہ انجمن رتنا گری کے لیے بطور خدمت خلق ایمبولینس کا افتتاح حضرت کے ہاتھوں سے ہوا، دفتر انجمن میں قیام تھا، مجھ سے کہا اسی جگہ سکون بہت ہے، اللہ اس جگہ سے دین کی خدمت کا بہت کام لے، اور اس موقع سے ایک تحریر لکھ کر دی وہ پیش خدمت ہے۔

آج مؤرخہ ۲۱ / ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ بروز اتوار انجمن دردمندان ملت رتنا گری حضرت مفتی رفیق مدنی زید مجدہ کی معیت میں مفتی عادل ہوڑیکر سلمہ کی دعوت پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، آج کی حاضری انجمن کے خدمت کے دائرہ کار کی وسعت یعنی انجمن رتنا گری نے خدمت خلق کے جذبہ کے تحت ایمبولینس کا انتظام کیا اور آج اسکا اجراء عمل میں آیا، اللہ تعالی انجمن کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں ترقیات سے نوازے، اخلاص سے مخلوق خدا کی خدمت اور علم دین کی اشاعت کے لیے قبول فرمائے۔

الحمد للہ اس ایمبولینس نے پورے بھارت کا سفر طے کیا، اور لوگوں کو سہولت فراہم کی گئی، بے شمار غریب و نادار بیماروں کو وقت پر اسپتال پہونچایا گیا، وہ صحت مند ہو کر گھر لوٹے الحمد للہ علی ذلک

انجمن حلقہ رتنا گری کا پہلا مسابقہ بین المکاتب نوانگر بھاٹیہ ہماری بستی میں منعقد ہوا، حضرت بطور صدر مدعو تھے، انتظام دیکھ کر بہت خوش ہوئے، خطبہ صدارت پیش فرمایا، اسکے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا، ''ایمان والے کو اللہ سے بے انتہا محبت ہوتی ہے، آدمی کو جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے، اسکے تذکرے زیادہ کرتا ہے، ایمان والے کو اللہ کا ذکر و تذکرہ کرنا ہے، ماں سب سے پہلے اپنے بچہ کو اللہ کا نام سکھائے، اس وجہ سے ماں پر اللہ کی رحمت ہوگی، اللہ کا نام لینے والی زبان جس کو نصیب ہو، یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے، ان مکاتب کے ذریعے معصوم بچوں کو اللہ کے نام سکھانے کی کوشش ہوتی ہے، اللہ نے انجمن کے ذمہ داروں کو اس کی توفیق عطا فرمائی ہے، یہ گویا نبوی کام کر رہے ہیں، ہمیں ان کا ساتھ دے کر کام کو آگے بڑھانا ہے، اس بیان میں حضرت نے ہماری بستی سے اپنا تعلق اس طرح ذکر فرمایا کہ ہمارے دادا جان کی زوجہ ثانیہ اسی نوانگر بھاٹیہ بستی سے تھی، گویا میرا ددھیالی رشتہ اس بستی سے ہے اور آج اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں پہنچا دیا، بستی والوں کو پروگرام منعقد کرنے پر مبارکباد پیش فرمائی اور خود شکریہ ادا کیا، حضرت کی رقت آمیز دعا پر ہی جلسہ کا اختتام ہوا تھا۔ حضرت کی دعا سے یہ برکت ظاہر ہوئی کہ بستی کا مکتب مثالی ہو گیا اور انجمن رتنا گری کو مکاتب قرآنیہ کے میدان میں برابر ترقی نصیب ہوئی۔

حضرت سے آخری ملاقات نسرگ طوفان میں متاثرہ حضرات تک تعاون پیش کرنے کے لئے دفتر جامعہ میں ہوئی، ہم سب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، گلے لگایا، پاس بٹھایا، خیر خیریت دریافت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔

کوئی ہو تو ایسا ہو والا صفات
سراپا ہو لطف و کرم جسکی ذات

طوفان سے متاثرین کی راحت، امداد تعاون، باز آبادکاری کے لیے مسلسل سفر فرمایا، یہاں تک کے خود متاثر ہو گئے، اپنی طبیعت کی پرواہ کئے بغیر خدمت خلق میں مصروف رہے، آخر میں کچھ بیمار ہوئے مگر اپنی عبادت و دعا میں کمی نہیں آنے دی، آخری وقت میں ذکر و تسبیح سے زبان تر اور دل سرشار تھا۔

سلام اے طریقت کے سالک سلام
سلام اے ولایت کے مالک سلام

اللهم نسألک بکل اسم هو لک ان تغفره و ترحمه و اجعل قبره روضة من رياض الجنة و انزل على اهله الصبر اللهم لا تحرمنا اجره و لا تفتنا بعده و اغفر لنا و له امين يا رب العالمين

شفقت وہمدردی میں مثالی شخصیت

مفتی نوید ابوالحسن پورکر

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و أصحابہ اجمعین اما بعد:

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آہ: اَمانُ اللہِ فی اَمانِ اللہ

آپ کے اوصاف حمیدہ پر بہت سارے مختصر مضامین آئے، منجملہ آپ ان اوصاف کے بھی حامل تھے:

اللہ نے آپ کے اندر قائدانہ صفت ابتدا ہی سے ودیعت کی تھی، اس کے باوجود لمبی عمر تک عہدوں کو قبول کرنے سے دور رہے۔

آپ کا جوانی ہی سے تہجد وشب بیداری کا معمول تھا، دعاؤں میں آہ وزاری اس قدر تھی کہ کوئی سنگ دل بھی اشک بار ہوئے بغیر نہیں رہتا، شب بیداری کا یہ معمول اور طلبہ سے شفقت وہمدردی اخیر اخیر میں بہت بڑھ گئی تھی جسکا مشاہدہ اساتذہ وطلبۂ مدرسہ بخوبی کر چکے ہیں۔

آپ رشتہ دار نیز عام لوگوں سے اس طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک فرماتے کہ خود اپنے گھر والوں کو اسکی خبر نہ ہوتی، آپ میں عاجزی، انکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا پڑا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک سے عاجزی سے پیش آتے، خصوصا اہل علم اور بڑے اساتذہ کا بہت اکرام کرتے۔

مہتمم واساتذہ کا باہمی میل جول یہ آپ کا نمایاں وصف تھا، جسے اکثر مہمان واکابرین محسوس ہی نہیں کرتے، بلکہ اس پر اظہار حیرت بھی فرماتے۔

انتقال سے دو دن قبل اپنی بھانجی سے ابتداء لوک ڈاؤن اور نسرگ طوفان کی وجہ سے امدادی کام میں مصروفیت کی بنا پر تعزیت کے لئے نہ پہنچنے پر معافی مانگ کر رونے لگے۔

آپ کی ذات گرامی اہل کوکن اور خصوصا جامعہ کے لئے بڑے بڑے فتنوں سے حفاظت تھی، جامعہ میں کوئی کتنا ہی بڑا آفیسر آئے حضرت والا کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہتا، آپ کا عظیم وصف تھا کہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے، آپ کا اساتذہ وطلبہ کے ساتھ جو حسن سلوک تھا اسے اپنے آخری لمحات تک بھلایا نہیں جاسکتا۔

آپ ہر کسی سے شفقت سے پیش آتے ، جب بھی طلبہ میں کوئی خطاب فرماتے تو (عزیز طلبہ) سے مخاطب ہوتے ، اسی لئے آپ کے سانحہ ارتحال سے جامعہ ہی نہیں بلکہ کون کا ذرہ ذرہ غمزدہ ہے۔

آپ اپنے خلاف آنے والی اکثر باتوں پر صبر فرمایا کرتے ، چاہے کوئی کچھ کہے بس ایک ہی جذبہ ہوتا کہ رب راضی ہوجائے۔

ایک مرتبہ ہمارے سامنے فرمایا: مولوی ارشد کسی کو کیا جواب دیں ، اللہ نے صبر پر بے حساب اجر کا وعدہ فرمایا۔ إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ أَجۡرَهُم بِغَيۡرِ حِسَابٍ [الزمر ۱۰]

آخری اوقات میں جب بے ہوشی سے افاقہ ہوتا تو ہر لمحہ نماز اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے ، حتی کہ جب ایمبولینس میں لے جایا جارہا تھا اسوقت تقریباً ممبئی تک کا سفر بیٹھ کر ہوا ، اس میں بھی مستقل یاد الٰہی سے رطب اللسان تھے ، ایمبولینس سے خود اتر کر وہیل چیر پر بیٹھ کر ہسپتال میں داخل ہوئے ، رات تقریباً چار بجے سے صبح نو بجے تک ہسپتال میں گزار کر داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تھے مگر انسان ، الانسان مُرَکَّبٌ من الخطایا و النسیان ، لہذا ہمارا حق بنتا ہے کہ جانے انجانے میں کسی کی کوئی حق تلفی ہوئی ہو تو دل وجان سے معاف فرمائیں۔

مزید! شفاخانوں کے اس افراتفری کے ماحول میں ڈاکٹروں سے رابطہ کرکے ایمبولینس کی سہولت کے ساتھ بیڈ مہیا کرانے میں اپنی علالت کے باوجود مفتی رفیق صاحب کا اور انتقال کے بعد نعش کو بغیر پوسٹ مارٹم کے جامعہ تک لانے میں ہمارے درجہ حفظ کے ساتھی مفتی سفیان ونو صاحب اور دیگر چاہنے والوں نے جو جد جہد کی ہے ان کے عظیم احسانات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کی وفات جامعہ و اہل جامعہ کے لئے ایک عظیم خلا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَفۡتِنَّا بَعۡدَهُ اللہ جامعہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے ، تمام شرور وفتن سے جامعہ کو محفوظ رکھے اور ہمارے بزرگ اساتذہ کرام کے سایۂ عاطفت کو عافیت کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھے۔

اللہ سبحانہ وتعالی حضرت مولانا کو اپنے امان میں رکھے اور بغیر حساب وکتاب جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ آمین

تیری جدائی پہ ائے مرنے والے، کون ہے جو حزیں نہیں
تیری مرگ ناگہانی کا مجھے اب تک یقین نہیں

حضرت مہتمم صاحب کا پدرانہ رشتہ ناقابل فراموش

مفتی سعود مہاڈ کر
ناظم مجلس علمی کوکن

جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں آج سے تقریباً تیس سال قبل میرا داخلہ درجہ دینیات میں ہوا، پھر حفظ و عالمیت ،افتاء اور جامعہ میں دوسالہ خدمت، اس پورے عرصہ میں مہتمم صاحب سے قربت حاصل رہی، جن طلبہ سے مہتمم صاحب کو کسی حد تک زیادہ لگاؤ رہتا تھا ان میں الحمدللہ بندہ بھی تھا، مدرسہ میں داخلہ لینے والا طالب علم ایک پتھر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن جب دس پندرہ سال تک وہ اپنے اساتذہ اور ذمہ داروں کی تربیت کی بھٹی میں ہیرا اور جوہر بنتا ہے تو مارکیٹ میں اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے، میرا بھی حال اس سے الگ نہیں تھا، پورے علمی سفر میں اساتذہ کے ساتھ مہتمم صاحب کی شفقت اور محبت حاصل رہی، مجھے رمضان المبارک میں شریوردھن میں تراویح اور حضرت کی معیت میں قیام اللیل میں قرآن سنانے کا بھی موقع ملتے رہا ہے، اس لئے جامعہ سے زیادہ مجھے آپ کو اور آپ کے شب و روز کو قریب سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے، اور رمضان میں والدین اور گھر والوں جیسا سلوک بھی مقدر بنا ہے۔

فراغت کے بعد چند سالوں تک تدریسی خدمات سے منسلک رہا، اس کے بعد علاقہ کی عصری درسگاہوں میں منظم طور پر دینی تعلیم کے رجحان کو پروان چڑھانے اور اسے تقویت دینے کے لئے جامعہ میں آپ کی سرپرستی میں مجلس علمی کوکن کا انعقاد عمل میں آیا تو اس وقت ضلعی طور پر ناظم کی ضرورت تھی، ایک طرف استاذ محترم مفتی رفیق صاحب کا اصرار تو ان سے زیادہ مہتمم صاحب کا دلی رجحان بندہ کے حق میں تھا، آخر مشورہ سے ضلع رائے گڈھ کے لئے یہ ذمہ داری اس عاجز کے کندھوں پر ڈالی گئی، اس کام کا نیا تجربہ تھا، نہ مہارت تھی نہ کوئی مشق، کام بھی نیا تھا اور انداز بھی نرالا، ظاہر ہے کہ مجھ سے کمی کوتاہی، اونچ نیچ ہونا لازمی بات تھی، ابتداء میں ایک طرف سفر کی تھکا دینے والی مشقت، تو نئے چہروں سے سامنا اور اسکول انتظامیہ کی ذہنی تربیت کے لئے الگ الگ لائحہ عمل کی تیاری، اساتذہ کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے اور اسکولی طلبہ سے انسیت پیدا کرنے کا کام، یہ وہ مراحل تھے جن کے طے کرنے میں دل پر لگنے والی چوٹیں اور ضربیں کبھی حوصلہ شکن اور

انتہائی غمگین کردیتی تھیں، لیکن ان حالات میں جو لوگ ان زخموں اور ضربوں کے لئے مرہم اور دواء کا کام کرتے تھے ان میں مفتی رفیق صاحب کے ساتھ سب سے زیادہ مہتمم صاحب تھے، جن کی نصیحتیں اور مشفقانہ باتیں اور دعائیں ہمت اور حوصلہ بڑھادیتیں، شکستہ دل کو نیا جذبہ عطا کرتیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ناقابل برداشت حالات کے باوجود اپنے کام کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

مجلس علمی کوکن کے سلسلہ میں حضرت والا ہمیشہ فکرمند رہتے، اس کے ہر مشورہ میں شرکت فرماتے، چاہے جامعہ میں ہو یا کسی اور جگہ، اسی طرح ہر کوئز پروگرام میں اول تا آخر شریک رہتے بلکہ بہت سی مرتبہ وقتی مسائل کو حکمت و دانائی سے حل فرماتے، کوئز رسالہ کی مکمل تصحیح فرماتے، نظر ثانی وثالث بھی فرماتے، مفید مشوروں سے نوازتے، قیمتی اصلاحات کا حکم دیتے، اور جب بھی کوئز کتابچہ پر پیش لفظ لکھتے تو ہمت افزائی کے ایسے کلمات لکھتے جو اسپرٹ کا کام دیتے، مجلس علمی کے مالیاتی نظام کے سلسلہ میں بے چین رہتے، بلکہ بسا اوقات اپنا ذاتی صرفہ لگاتے، بذات خود فون کرکے کام کا جائزہ لیتے، کمی کوتاہی کی نشاندہی فرماتے اور اچھے اقدام پر ہمت افزائی سے بھی نوازتے،، عام طور پر مجلس علمی کے کاموں کے سلسلہ میں استاذ محترم اور عزیز القدر رفیق سفر وحضر مفتی مظفر سین سیکرٹری مجلس علمی کوکن ایک ساتھ جمع ہوتے، بعض مواقع پر مہتمم صاحب موجود ہوتے، لیکن ایسا حسن سلوک اور شفقت کا معاملہ فرماتے گویا باپ کے سامنے اس کے تین بیٹے بیٹھے ہوں اور کسی گھریلو مسئلہ پر گفت شنید ہورہی ہو، آپ کا یہ پدرانہ رشتہ ناقابل فراموش ہے، مجلس علمی کوکن نے آپ کی سرپرستی وصدارت میں قابل ذکر ترقی کی، بہت سے ناگفتہ بہ حالات میں آپ نے ایسی دلیری سے مقابلہ کیا جو انھیں کے شایان شان ہے، انھیں کی ہمت وجرأت، قلندری وبہادری نے اس ادارہ کو بام عروج عطا کیا، ان کی دعاوں کا اثر تھا کہ بہت سی پریشانیاں اور ٹیشن چٹکی میں اللہ تعالیٰ حل فرماتے تھے، میری تنخواہ کے سلسلہ میں استفسار فرماتے رہتے، اگر کبھی میری طرف سے نفی میں جواب ملتا تو اس کے انتظام کی فکر فرماتے، کبھی فرماتے کہ مفتی صاحب سے کہہ دیا ہوں، کبھی فرماتے؛ مولانا ارشد کے پاس دیا ہوں کبھی فرماتے اکاونٹ میں ڈال دیا ہوں، اب کہاں سے لائیں یہ کرم فرمائیاں؟ یہ عنایتیں؟

انتقال سے دو روز قبل جب حضرت کی طبیعت ناساز ہوئی، تو روح بے چین ہوگئی، بے قراری بڑھ گئی، اور ممبئی بطور علاج منتقل ہونے سے قبل استاذ محترم مفتی رفیق پورکر صاحب کے ساتھ بذریعہ وڈیو کال مختصر سی گفتگو اور دیدار کا شرف حاصل ہوا، جس رات حضرت کو لے کر ممبئی کے لئے ایمبولنس شریوردھن سے نکلی تو بندہ مفتی مظفر سین کے ساتھ عیادت کی غرض سے مانگاوں پہنچا، لیکن دل وہیں سے واپسی پر راضی نہ ہوا بلکہ مفتی مظفر صاحب کی معیت میں ہم حضرت کے ساتھ

ساتھ ممبئی تک پہنچے، دوران سفر ذہن کے کسی گوشہ میں یہ ہلکا سا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ حضرت کا آخری سفر باختیار ہے،اس کے بعد واپسی میں آپ بے اختیار ہو جائیں گے، بالاخر پورے سفر میں آخری سفر کی تیاری میں رہے، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنے محبوب کی ملاقات کے لئے بے صبری سے انتظار کر رہے ہوں، مستقل ذکر الٰہی میں مشغول رہے، یہاں تک کہ اسپتال پہنچے، زندگی بھر کسی سے خدمت نہ لینے والے نے آخری وقت بھی بغیر کسی کی مدد کے ایمبولنس سے اترے، از خود وہیل چیئر پر بیٹھ گئے اور اسپتال کے عملہ نے آپ کو آئی سی یو وارڈ میں داخل کر دیا، ساتھ میں مفتی مظفر سین تھے، ان کے ساتھ مجھے نہ دیکھ صرف اتنا کہا کہ سعود کہاں ہے؟ مفتی مظفر سین صاحب نے کہا کہ باہر ہیں، علاج شروع ہوا، افاقہ محسوس ہونے لگا، اسپتال کے اصول کے مطابق ہم وہاں رک نہیں سکتے تھے اس لئے ہم لوگ علی الصبح واپس ہو گئے، اس امید کے ساتھ کہ کچھ ہی دنوں میں ہمارے مشفق بھی ہماری طرح واپس ہوں گے، لیکن گھر پہنچنے کے بعد کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ یہ اطلاع آئی کہ حضرت اپنے حقیقی مسکن کی طرف حقیقی مولا کے پاس اپنی محنت کا ثمرہ پانے پہنچ گئے، اور اسی وقت کوکن کی تاریخ کا ایک روشن دروازہ بند ہو گیا، یہ دن زندگی کے انتہائی غمگین دنوں میں سے تھا، جسے دیکھو وہ بے حال تھا، غمگین تھا، ہر ایک اشک بار تھا، استاذ محترم مفتی رفیق صاحب اندر سے ٹوٹ گئے تھے، لیکن اپنے بڑے ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے سب کو تسلی دے رہے تھے، مسلسل بجنے والے فون کا بھی جواب دے رہے تھے، میت کی اگلی کاروائی کے سلسلہ میں فکر فرما رہے تھے، حضرت نے جس طرح اپنی محبتوں کا انھیں مستحق سمجھا تھا اس کا وہ حق ادا کر رہے تھے، وقت گذرتے گیا، دوپہر ہوئی، شام، ہوئی اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے روتے روتے سب نے آپ پر الوداعی نظر ڈالی، نماز جنازہ ادا کی، پھر ''منھا خلقنا کم وفیھا نعید کم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری'' کے مطابق انھیں سپرد خاک کیا گیا، اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

یادوں کے جھروکے

مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قاسمی (مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن)

مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی

استاذ حدیث وفقہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور

* ایک طالب علم پر جنونی کیفیت طاری ہوتی ہے، مغرب سے پہلے ہی سے ذکر جہری شروع کردیتا ہے، مغرب بعد یہی کیفیت نظر آتی ہے، جامعہ کے پورے احاطہ میں چپل پہننا جامعہ کے تقدس کے خلاف سمجھتا ہے، اساتذہ کی اصلاح شروع کردیتا ہے۔ مجھ سے کہتا ہے آپ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ مجھ پر جنات کا اثر ہوا ہے؟ ایسی بات نہیں ہے، سنت کے خلاف ہر چیز پر نکیر شروع کردیتا ہے، مہتمم صاحب کو اطلاع دی جاتی ہے، مہتمم صاحب طالب علم کے گھر والوں سے بات کرکے صبح اس کی گھر روانگی کی ترتیب بنا کر رات تقریبا دس بجے جامعہ تشریف لاتے ہیں، طالب علم کے بغل میں میرے ساتھ کچھ طلبہ واساتذہ کھڑے ہیں مہتمم صاحب قریب پہنچتے ہیں، اس بیمار طالب علم کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دیتے ہیں۔

طالب علم گویا ہوتا ہے۔" آپ ناانصافی کرتے ہیں، مالدار طلبہ کی رعایت کرتے ہیں، یہ منظر بڑا عجیب ہوتا ہے، مہتمم صاحب اس طالب علم کی باتوں کو سنتے ہیں سب کے سامنے سنتے ہیں، چہرہ پر نہ شکن، نہ کسی قسم کا تغیر، بلکہ سر پر جیسا ہاتھ تھا اسی کیفیت کے ساتھ گھوم رہا ہے، ہم لوگ ڈر جاتے ہیں کہ اساتذہ وطلبہ کے سامنے مہتمم صاحب کو اس طرح کے الفاظ کہہ رہا ہے، اب پتہ نہیں کیا ہوگا؟ لیکن قربان جاؤں مہتمم صاحب کے اخلاق پر اور قوت برداشت پر، طلبہ کے ساتھ شفقت پر، کیسا حلیم تھا یہ انسان، کیسی بردباری تھی اس کے سینے میں، کیسی شفقت تھی مہمانان رسول کے ساتھ۔

سبق: ہم سب کے لئے اس واقعہ سے عبرت لینے کی ضرورت ہے خصوصا اداروں اور مدارس کے ذمہ داروں کو کہ اپنے چھوٹوں سے درگذر اور بردباری سے پیش آنے کی کس قدر ضرورت ہے اور طلبہ کے ساتھ شفقت اور محبت ہی آپ کو بہت بلند مقام عطا کرتی ہے، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمان کا عکس مہتمم صاحب میں نظر آتا تھا "جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔ اللہ کرے اس فرمان پر ہم بھی مکمل طور پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ امین۔

* ساٹ آٹھ سال قبل ایک درجہ کی دفتر میں شکایت پہنچ جاتی ہے، اس درجہ والوں کو اپنے درجہ کے ساتھی پر قرائن کی

وجہ سے شک ہوجاتا ہے، پورا درجہ اس سے بائیکاٹ کردیتا ہے، اس بائیکاٹ کی شکایت اساتذہ تک پھر دفتر تک پہنچ جاتی ہے، دفتر میں اس درجہ کے طلبہ جمع ہیں، دوچار اساتذہ ہیں، عدالت کا سماں ہے، اس قضیہ کے متلق گفت شنید ہوتی ہے، کچھ دیر میں ایک استاذ کے علاوہ باقی دفتر سے باہر چلے جاتے ہیں، ایک استاذ، مہتمم صاحب اور اس واقعہ سے متعلق طلبہ موجود ہیں۔

استاذ معاملہ کی نزاکت کے مدنظر اور مصلحتا طلبہ سے مخاطب ہوتے ہیں: آپ کے دل میں مہتمم صاحب کے بارے میں جو اعتراض ہے یا شکایت ہے، وہ پیش کریں، ان میں ایک طالب علم کہتا ہے: مہتمم صاحب کی طرف سے مجھے زیادتی محسوس ہورہی ہے، استاذ گویا ہوتے ہیں کہ اگر آپ کے گمان کے مطابق واقعتا معاملہ ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس کرے گا، یہ جملہ مہتمم صاحب کے کانوں سے ٹکراتا ہے اور مہتمم صاحب زاروقطار رونے لگ جاتے ہیں۔

یہ سچی کہانی جب مجھے ایک چشم دید جامعہ کے فرزند نے سنائی۔ ممکن ہے الفاظ میں فرق ہو لیکن خلاصہ یہی ہے تو میں دنگ رہ گیا، حیرت اور استعجاب کی کیفیت بنی رہی، کیسا عجیب انسان تھا اور قدرت نے کس قدر ظرف عطا کیا تھا اور بحیثیت ذمہ دار (کلکم راع مسئول عن رعیتہ) کا کس قدر احساس تھا، اللہ کی طرف سے باز پرس کا کتنا استحضار تھا۔

خوف خدا کا دعویٰ بہت لوگ کرتے ہیں، بہت سے لوگوں کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خشیت الٰہی کا مینارہ قائم ہے، لیکن جب اپنی ذات کا معاملہ آتا ہے تو پھر خوف خدا عنقاء ہوجاتا ہے اور عزت نفس پر آنچ آتی ہے تو تسبیح اور مصلی کا خیال دل سے نکل جاتا ہے، جب انا کو ٹھیس پہنچتی ہے تو پھر انتقام کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، لیکن مہتمم صاحب! آپ واقعتا بڑے دل کے مالک تھے، آپ کے دربار میں آپ کے متعلق ایک استاذ یہ جرات کرسکتا تھا اور آپ سے بدگمان ہونے والے طلبہ کے ساتھ آپ کی طرف سے سوائے رب کے دربار میں اشکوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ہم طلبہ بے جا بدگمانی کے شکار ہوجاتے ہیں، غلطی پر ہونے کے باوجود بھی اپنے بڑوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور ممکن ہے کہ اس واقعہ میں بھی طلبہ ہی غلطی پر ہوں اور بدگمانی کے شکار ہوں، لیکن اس بدگمانی پر آپ اُف بھی نہیں کررہے ہیں، آپ کی اولوالعزمی کو سلام، آپ کی خشیت الٰہی کی یہ کیفیت قابل رشک، یہ خداشناس بندہ عملی طور ہم سب کو بہت کچھ سکھا کر خاموشی سے رخصت ہوگیا۔

سبق: اس واقعہ کے پس منظر میں کئی سوال ہمارا منہ تک رہے ہیں، کیا ہمارے یہاں کسی استاذ یا ماتحت کارکن کا لب کشائی کرنا گناہ کبیرہ سمجھا نہیں جاتا؟ کیا ہمارے یہاں کسی استاذ کو یہ اختیار ہوسکتا ہے؟ کیا ہم طلبہ کی طرف سے اپنی کسی کمی کی

شکایت سننا پسند کرتے ہیں؟ کسی کے اعتراض کرنے کے بعد ہم رب کے حضور حاضر ہوکر اپنا محاسبہ کرتے ہیں یا اس کو فارغ کردیتے ہیں؟ ہمارے طلبہ کی طرف اس طرح کی کسی بات پر ہم اشک بہاتے ہیں یا ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ کرتے ہیں؟ خوف خدا کا امتحان ایسے ہی مواقع پر ہوتا ہے۔

سکہ کے دوسرے رخ سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیے، جامعہ کے ہمارے اساتذہ کا مہتمم صاحب کے ساتھ تال میل بھی کس قدر حسین اور قابل تقلید ہے کہ بہت سے معاملات میں مہتمم صاحب اساتذہ کو شریک کررہے ہیں، یہ اساتذہ پر اعتماد کی دلیل ہے، اس لئے اساتذہ کو ذمہ دار کا اعتماد حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔کیا ہمارے اساتذہ اس کی کوشش کرتے ہیں یا ہر وقت ذمہ دار کے لئے فریق مخالف اور اپوزیشن کا رول اپناتے ہیں؟ جب تک اساتذہ، ذمہ دار یا مہتمم کے دست وبازو نہیں بن جاتے وہ ادارہ ترقی نہیں کرسکتا۔

یقیناً مہتمم صاحب کی زندگی ذمہ داروں کے لئے مشعل راہ ہے۔آیئے، مہتمم صاحب کی زندگی کو نشان راہ بناکر خشیت الٰہی کے امتحان میں کامیاب ہونے کا عہد کرتے ہیں۔

* علاقہ کا پیٹرول پم حکومت کی طرف سے بند ہے، کچھ لوگ اپنے طور پر پیٹرول اور ڈیزل فروخت کررہے ہیں، ماہی گیروں کے لئے سوسائٹی کی طرف سے جو ڈیزل یا پیٹرول رعایتی قیمت میں ملنا ہے وہ برابر مل رہا ہے، لیکن مچھلی نہ ملنے کی وجہ سے سارے بوٹ اور لانچ ساحل پر لنگر انداز ہیں، ماہی گیر رعایتی قیمت میں ملا ہوا ڈیزل اصل قیمت میں دیگر سواریوں کے لئے فروخت کررہے ہیں، اسی دوران جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے دارالافتاء میں ایک استفتاء آتا ہے کہ جو ڈیزل ماہی گیروں کو حکومت کی طرف سے رعایتی قیمت میں مل رہا ہے اسے اصل قیمت میں فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟

دراصل مستفتی اسے درست نہیں سمجھ رہا تھا اور مقصود یہ تھا عدم جواز کا فتویٰ حاصل کرکے اس پر عمل کرنے والوں میں سے دین دار طبقہ کو نشانہ بنائے، نیز مستفتی اس سوال کے جواب کا بڑی بے صبری سے منتظر ہے، بار بار جواب کے سلسلہ میں جامعہ میں آکر استفسار کرنا معمول بن جاتا ہے۔

مربی ومخدومی مفتی نذیر صاحب حفظہ اللہ الباری جو جامعہ کے صدر مفتی ہیں، اس سوال کی نزاکت اور اس کے پس منظر کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دراصل مہتمم صاحب بھی مچھلی کے تاجر ہیں اور انھیں میں رعایت میں ڈیزل مل رہا ہے اور وہ بھی اصل قیمت میں فروخت کررہے ہیں۔

اب یہاں سے اس سچی کہانی کی اصل شروعات ہوتی ہے، ایک طرف مستفتی کی طرف سے جواب کی جلد بازی، دوسری طرف اس کا جواب جامعہ کے مہتمم سے متعلق، اس سلسلہ میں اس اللہ کے ولی کا فیصلہ دیکھئے، کس قدر دانشمندانہ اور منصفانہ فیصلہ ہے، مہتمم صاحب مفتی صاحب سے فرماتے ہیں کہ اس سوال کا جواب پہلے جامعہ کے دارالافتاء سے نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس استفتاء کو دارالعلوم دیوبند، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل ارسال کیا جائے اور وہاں سے جو جواب آئے اس کی روشنی میں جامعہ کے دارالافتاء سے جواب دیا جائے تاکہ کسی قسم کی ادنی تہمت کا امکان باقی نہ رہے،

اتقوا مواضع التہم کے ذریعہ نصیحت کرنا بہت آسان ہے لیکن عملی نمونہ پیش کرنا بہت مشکل کام ہے، الغرض دارالعلوم دیوبند وغیرہ سے اس خرید وفروخت کے جواز کا جواب آتا ہے اور اس کے مطابق جامعہ کے دارالافتاء سے جواب صادر ہوتا ہے۔

مولانا امان اللہ صاحب جامعہ کے مہتمم تھے، جامعہ کا دارالافتاء ان کے زیر اہتمام تھا، وہ جانتے تھے کہ اس سوال کا جواب اگر جامعہ سے ہی دیا جائے تب بھی ان کی ذات پر کوئی زد نہیں آئے گی، لیکن ان کے نزدیک جامعہ کا دارالافتاء اور اس سے متعلق مفتی صاحبان کی عزت ووقار عزیز تھا، وہ ہرگز اس بات کے لئے تیار نہیں تھے کہ اس جواب میں ادنی سا شبہ بھی باقی نہ رہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ان کی ذات کا کچھ نہ کچھ خیال رکھا گیا ہے، اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مسؤل عنہ چوں کہ جامعہ کے مہتمم ہیں اس لئے ایسا جواب آیا ہے۔

یہ ہے احتیاط، یہ ہے بے داغ زندگی، کس قدر جامعہ کی عزت کے مجروح ہونے کا احساس تھا، کس قدر شریعت اور اس کے خدام پر کسی قسم کی آنچ آنے سے ڈرتے تھے۔

سبق: اس وقت کا المیہ یہ ہے کہ اپنے عہدہ اور منصب کا غلط استعمال کرتے ہوئے اپنے خلاف کو موافق بنانا دین سمجھا جاتا ہے، یہاں تو اپنے موافق کے اظہار میں ہچکچاہٹ صرف اتہام کی وجہ سے تھی، اپنے خلاف پوچھے گئے استفتاء کے جواب میں اس قدر تاخیر کی جاتی ہے کہ مستفتی ناامید ہو جاتا ہے، یا مستفتی پر ایسا دباؤ بنایا جاتا ہے کہ وہ ازخود استفتاء واپس لینے پر مجبور ہو جاتا ہے، اس لئے کہ ان لوگوں کے نزدیک ادارے نہیں اپنی ذات مقدم ہوتی ہے، اداروں کے وقار سے زیادہ اپنے وقار کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، آیئے! ہم مہتمم صاحب کے اس احتیاط والے پہلو سے سبق لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ تہمت اور اتہام کے مواقع سے بچنا اور دین اور شریعت کو بچانا یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے، ورنہ بڑے بڑے ذمہ دار، عابد، تہجد گذار اور اسلامی وضع قطع رکھنے والے افراد بہت سے معاملات میں متہم ہونے سے بچنے کی کوشش کرتے نظر نہیں آتے ہیں۔

* جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کا تعلیمی وقت عام مدارس کی طرح دو مرحلوں پر مشتمل ہے، صبح سات/ ساڑھے سات سے گیارہ/ ساڑھے گیارہ تک، اس کے بعد دو بجے سے سوا چار بجے تک، پہلے مرحلہ کا اختتام عام طور پر بھوک پر ہوتا ہے، اس لئے یہ وقت دو پہر کے کھانے کا وقت ہے، اس وقت سارے طلبہ مطبخ کا رخ کرتے ہیں، اساتذہ اپنے کمروں اور گھروں کا رخ کرتے ہیں تاکہ جلد از جلد کھانے سے فارغ ہوکر کچھ دیر ظہر سے پہلے آرام کا موقع مل سکے، اسی دوران سب کی نظریں دفتر کے سامنے کھڑی ایک موٹر سائیکل پر بھی ٹکی رہتی تھی کہ اس سے اندازہ ہوجاتا تھا کہ مہتمم صاحب موجود ہیں یا چلے گئے؟ مولانا مرحوم عام طور اس چھٹی کے بعد جامعہ سے تقریبا دو ڈھائی کلومیٹر کے فاصلہ پر موجود شریوردھن گاؤں میں اپنے گھر تشریف لے جاتے اور عین وقت دو بجے جامعہ میں حاضر ہوتے، یہ آپ کی زندگی کا معمول تھا۔

مولانا مرحوم کے دور اہتمام میں جناب عبداللہ چلوان صاحب دفتر میں بحیثیت خادم دفتر ایک طویل مدت تک خدمت انجام دیتے رہے اور ماضی قریب میں طبیعت کی ناسازگی کی بناء پر اس خدمت سے سبکدوش ہوئے، اس وقت وہ بیمار ہیں اللہ تعالیٰ انھیں صحت تامہ عطا فرمائے۔ مولانا مرحوم کی ملنسار اور خوش مزاج طبیعت کی بناء پر ان دونوں کے درمیان اکرام اور محبت کا رشتہ تھا، یہی وجہ تھی کہ اگر کسی موقع پر مہتمم صاحب اس کھانے کے وقفہ میں گھر تشریف نہیں لے گئے تو مطبخ سے دیگر اساتذہ کی طرح ٹفن منگوا لیتے اور سیدھے عبداللہ بھائی کے کمرہ کا رخ کرتے، کھانے سے فارغ ہوکر اسی کمرہ میں آرام فرماتے، اس پر مستزاد کہ عبداللہ بھائی اپنے پلنگ پر آرام کرتے اور مہتمم صاحب زمین پر بستر بچھا کر آرام فرماتے۔

جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں مہتمم صاحب کے لئے کوئی مستقل کمرہ نہیں تھا کہ اس میں جاکر ارام کریں، نیز جامعہ میں عالیشان خصوصی مہمان خانہ ایک نہیں دو دو ہیں اور عمومی بھی ایک وسیع مہمان خانہ ہے، اسی طرح دفتر اہتمام بھی کافی کشادہ ہے اور آرام دہ ہے، لیکن ان سب کو چھوڑ کر یہ درویش جامعہ کے ادنی خادم کے کمرہ کو منتخب کرتا، اس کے ساتھ کھانا کھانے کو ترجیح دیتا، عبداللہ بھائی کا ادنی خادم ہونا ان کے ساتھ کھانے اور آرام کرنے کے لئے مانع نہیں تھا، اس لئے کہ مولانا مرحوم کی زندگی ہر قسم کے تکلف اور تصنع سے پاک تھی، سادگی جن سے شرمائے کے مصداق بہت ہی سیدھی سادھی زندگی گذارنے پر یقین رکھتے تھے، تعجب تو یہ ہے کہ یہ بات بہت سے لوگوں سے مخفی تھی، مولانا کے انتقال کے بعد جامعہ کے ایک قدیم استاذ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو انھوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا، کیسے اخلاق پائے تھے؟ سیرت رسول کا کس قدر ان کی زندگی پر عکس تھا؟ خلفاء راشدین کی طرز زندگی اور اپنے اسلاف سے پڑھا ہوئے سبق پر کس قدر خاموشی کے ساتھ عمل پیرا تھے؟

سبق: کسی بھی دینی و دنیوی اداروں کے مرکزی دفتر یا آفس میں چپراسی پائے جاتے ہیں، ان میں سے بہت سے دفتروں کے چپراسیوں کو جس حقارت سے دیکھا جاتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، بہت سے دینی ادارے جہاں سے ہر ایک کی تعظیم اور قدر کا سبق سکھایا جاتا ہے وہاں کے چپراسی سے کوئی سوال کرے اور اس کی آپ بیتی کو کوئی سنے تو اندازہ ہو جائے گا کہ اس پر کیا بیت رہی ہے اور اس کے عزت نفس کے ساتھ کیسا کھلواڑ کیا جا رہا ہے، مولانا مرحوم یہ سکھا کر گئے ہیں کہ چپراسی پہلے انسان اور اس سے بڑھ کر ایک مومن ہے پھر چپراسی، اس کے چپراسی بننے سے اس کی انسانیت اور مومنانہ صفات کی عظمت میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی، جس طرح بڑا سے بڑا صاحب علم وفضل اچھے سلوک اور اچھے برتاو کا مستحق ہے اسی طرح چپراسی بھی، اور یہ بھی سکھا کر گئے کہ بغیر ایر کنڈشن اور ارام دہ کمرہ کے بھی اس قدر بڑے ادارہ کے لئے چالیس سالہ اہتمام کی ذمہ داری ادا کی جاسکتی ہے۔

آیئے ہم عہد کریں کہ مولانا مرحوم کی زندگی سے سبق لیتے ہوئے اپنے اداروں کے چھوٹے سے چھوٹے خادم کا بھی اکرام کریں گے، اسے عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی اس معمولی زندگی کو سادگی کے ساتھ گذار کر رب کے حضور اکرام کے ساتھ حاضر ہوں گے۔

* آج سے تقریبا ساڑھے تین سال قبل 2016 کے اواخر میں، میں ششماہی چھٹیوں میں گھر پر تھا، مشفق ومربی استاذ محترم مفتی رفیق صاحب کا فون آتا ہے اس گمان کے ساتھ کہ میں کنڈلور میں ہوں کہ میں اور مہتمم صاحب بھٹکل آرہے ہیں، جب میرے گھر پر ہونے کا علم ہوا تو سفر میں ساتھ چلنے کے لئے کہا، بھٹکل کا یہ سفر مولانا ابوالحسن اکیڈمی کی طرف سے منعقدہ پروگرام بعنوان ''نئی نسل میں ایمان پر اعتماد کی کمی... اسباب اور اس کا حل'' میں مولانا الیاس صاحب کی دعوت پر تھا، یہ پروگرام اپنی نوعیت کا انوکھا پروگرام تھا جس میں ملک بھر کی معزز شخصیات مدعو تھیں انھیں میں کوکن سے مولانا مرحوم اور مفتی رفیق صاحب تھے، مفتی صاحب کے حکم پر میں نے ٹکٹ بنالیا اور ہمارا تین نفر پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ بذریعہ ٹرین بھٹکل کے لئے روانہ ہوا، یہ دونوں حضرات مانگاؤں سے سوار ہوئے اور میں چپلون سے ان بزرگوں کے ساتھ ہولیا، رات میں کھانے سے فارغ ہو کر اپنی اپنی سیٹ پر آرام کے لئے لیٹ گئے، میری سیٹ چونکہ دوسرے ڈبہ میں تھی، اس لئے میں بھی اپنی جگہ پر پہنچ کر سو گیا۔

رتنا گری ضلع میں داپولی شہر میں مرکزی دار القضاء کے زیر نگرانی ایک دار القضاء جاری ہے، اس میں بطور قاضی مفتی شہباز مقادم صاحب، مفتی حسین مقادم کی قیادت میں خدمات انجام دے رہے ہیں، ان حضرات کے پاس ایک قضیہ آتا

ہے، قضیہ کی نزاکت کی بناء اسے مرکزی دارالقضاء جانے کا مشورہ دیا جاتا ہے، چند دن کے بعد اس قضیہ میں مدعا علیہ تبریز نامی نوجوان کو غیر قانونی سرگرمیوں اور دہشت گرد تنظیموں سے تعلقات کے الزام میں گرفتار کیا جاتا ہے، چوں کہ مسلم دشمن عناصر کی طرف سے تفتیشی ایجنسیوں کے افسروں کے دماغ میں یہ بات بٹھادی گئی ہے کہ ان نوجوانوں کو تیار کرنے کے پیچھے مذہبی شخصیات کا کردار ہوتا ہے، اس بنیاد پر یہ تحقیق شروع ہوتی ہے کہ علاقہ کے کس مذہبی شخص سے اس نوجوان کے تعلقات رہے ہیں؟ سوء اتفاق اس نوجوان کی اپنے قضیہ کے لئے دو تین دفعہ دارالقضاء آمدورفت کو بنیاد بنا کر مفتی شہباز مقادم کو شک کے دائرہ میں گھیرا جاتا ہے، ان پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے، کئی دنوں تک ان کی نقل وحرکت کو نوٹ کیا جاتا ہے جب کہ اس صالح نوجوان کو اس کے بارے میں کچھ بھی خبر نہیں۔

جس روز ہم بھٹکل کی طرف پابہ رکاب تھے اسی شام پانچ بجے تفتیشی ایجنسی کی ایک ٹیم دارالقضاء پہنچ جاتی ہے اور تقریبا رات کے نو بجے تک مستقل سوالات کر کے کسی نہ کسی طرح اس مشکوک نوجوان سے مفتی صاحب کے تانے بانے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر رات بارہ بجے کے قریب یہ تفتیش کار انھیں کاندیولی کالا چوکی لے جاتے ہیں، یہ سنسنی خیز خبر بجلی کی طرح پورے علاقہ میں پھیل جاتی ہے، اس لئے کہ ہمارے علاقہ میں کسی عالم دین کے سلسلہ میں اس طرح کی کاروائی پہلی بار تھی، اس لئے خوف کا ماحول پیدا ہوجاتا ہے، پھر بفضل اللہ دو دن کے بعد مفتی صاحب کو کسی بھی قسم کی غیر قانونی سرگرمی کا سراغ نہ ملنے پر باعزت رہا کیا جاتا ہے۔

صبح بھٹکل اترنے کے قریب جب میں اپنے بزرگوں کے پاس پہنچا تو ان کے چہرے پر تغیر اور فکرمندی کے آثار دیکھ کر پریشان ہوگیا، استفسار سے پہلے ہی مفتی رفیق صاحب فرمانے لگے کہ رات ایک بجے مفتی مظفر حسین صاحب نے فون کے ذریعہ مذکورہ واقعہ کی اطلاع دی، کچھ دیر کے بعد ہم بھٹکل ریلوے اسٹیشن اتر کر جامعہ اسلامیہ بھٹکل پہنچ گئے۔ پھر بروقت پروگرام شروع ہوکر حسن اختتام کو بھی پہنچا۔لیکن مہتمم صاحب کے چہرہ کے اتار چڑھاؤ سے یہ بات صاف محسوس کی جارہی تھی کہ وہ کسی اور دنیا میں گم ہیں، جب بھی موقع ملتا مفتی رفیق صاحب سے سوال کرتے کہ کچھ خبر؟ نیز اپنے تعلقات کی بناء پر جہاں جہاں وہ فون لگا سکتے تھے لگا رہے تھے۔ پورا دن عجیب کیفیت میں رہے گویا ان کے گھر کے کسی سگے کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا ہو، جب بھی ہم تینوں یکجا ہوتے ہماری گفتگو کا موضوع یہی رہتا، اور کسی لائحہ عمل اور منصوبہ کے متعلق ان دونوں بزرگوں کو مشورہ کرتے پاتا۔

مہتمم صاحب کو جامعہ میں موجود طلبہ کے لئے تڑپتے متعدد بار دیکھا تھا، لیکن فارغین کے لئے اس قدر مضطرب پہلی

بار دیکھا تھا، حقیقت بھی یہی تھی کہ مہتمم صاحب کو جامعہ کے فرزندوں سے بھی بڑی محبت تھی اور کیوں نہ ہو کہ سارے فارغین اسی گلشن رحیمی کے پھلتے پھولتے پھل پھول ہیں جس کی سینچائی اس باغباں نے اپنے خون پسینہ سے کی ہے، یہی وجہ تھی پورے علاقہ کوکن میں کسی بھی گاؤں اور دیہات میں یا بیرون ملک مہتمم صاحب کا سفر ہوتا تو فارغین جامعہ عقیدت اور عظمت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضری کو سعادت سمجھتے تھے، اور اس حاضری میں بہت سوں کا مقصد تو مہتمم صاحب کے مزاحیہ انداز سے لطف اندوز ہونے کا ہوتا تھا، وہ فارغین کے ساتھ بالکل دوستانہ تعلقات رکھتے تھے، اور ہنستے ہنساتے کام کی بات بھی سمجھا دیتے تھے، نیز فارغین کی خدمات کا جائزہ لیتے رہتے تھے، اور خوش بھی ہوتے تھے۔ چاہے ان خدمات کے سلسلہ میں ان سے مشورہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، اس سے ان کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، وہ چاہتے تھے کہ کسی بھی طرح اللہ کے دین کا کام ہو جائے، یہاں تک ابناء جامعہ کی طرف سے بنائی گئ تنظیموں یا چھوٹے چھوٹے اداروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے جن کے سلسلہ میں مہتمم صاحب سے مشورہ نہ کیا گیا، کسی کو ایسے ابناء پر اعتراض ہوتا تو اس کی فہمائش کرتے اور فرماتے یہ بھی دین کا ہی کام ہے، اس کا اجر بھی جامعہ کے حصہ میں ہے، وقتاً فوقتاً فارغین جامعہ کو جامعہ میں جمع فرماتے، خاص طور پر جب کسی اللہ والے کی جامعہ آمد ہوتی تو ابناء جامعہ کو ضرور دعوت دیتے، سالانہ جلسہ کی دعوت دینے کا بھی اہتمام فرماتے۔

سبق: یہ حقیقت ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح اداروں کا تعارف اور پہچان اس کے ابناء اور فارغین ہوتے ہیں، فارغین اور ادارے کے درمیان مضبوط اور مستحکم ربط ہونا بہت ضروری ہے۔ اور ربط کے لئے جہاں فارغین کو کوشش کرنی چاہئے، وہیں ادارے کے ذمہ داران کو بھی ایک قدم آگے بڑھ کر اس کے اسباب اور عوامل کو اختیار کرنا چاہئے، جس سے ادارہ کی ترقی بھی ہوتی ہے اور اسے اپنے مشن میں کامیابی کے لئے اسپرٹ بھی ملتی ہے۔

مولانا مرحوم کی زندگی کے روشن پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ بھی رہا کہ مولانا نے ہمیشہ اپنے ابناء کو جوڑے رکھنے کی بھرپور کوشش کی، ہمیں امید ہے کہ مولانا کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا، اور دیگر ذمہ داران مدارس سے بھی کہ وہ مہتمم صاحب کے اس روشن پہلو کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ابناء اور فارغین سے تعلقات کو مزید استوار اور مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مہتمم صاحب...امتیازات وخصوصیات

مفتی فرید ہرنیکر

استاذ فقہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

حضرت مہتمم صاحب مولانا امان اللہ بن عبدالرحیم بروڈ القاسمی قدس سرہ کی وفات حسرت آیات ایک فرد ایک خاندان ایک ادارہ یا ایک علاقہ کوکن کا ہی حادثہ نہیں ہے، بلکہ پورے ملک اور بیرون ملک میں مقیم باشندگان کوکن اور آپ کے تمام تلامیذ ہ ودیگر محبین ومتعلقین کے لئے یہ حادثہ کبری ہے، اس حادثہ فاجعہ نے علماء کوکن کی کمر توڑ دی ہے، علاقہ کوکن سمیت جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن ۔جمیعت علماء ھند، مجلس علمی کوکن، مجمع الامام الشافعی العالمی، بزم اتحاد وترقی شریوردھن اور کئی دیگر اداروں کو یتیم چھوڑ گئے۔

وما هلك قيس هلك واحد ولكنه بنيان قوم تهدما

یوں تو مولانا مرحوم کی زندگی گوناگوں خصوصیات وکمالات کی حامل تھی، جن پر تفصیلی گفتگو کا یہاں موقع نہیں تاہم ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے چند نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش ہے تاکہ ان کی شخصیت کا امتیاز واضح طور پر ابھر کر سامنے آجائے۔

(1) مولانا عبدالرزاق نظیر صاحبؒ جیسی جامع الکمالات شخصیت کے بعد جامعہ کے اہتمام کے لئے مکمل اتحاد فکر کے ساتھ حضرت مولانا امان اللہ صاحب کا انتخاب یہ حضرت مہتمم صاحب کی عظمت وبرگزیدگی پر ایک ناقابل شکست دلیل ہے۔

(2) فنائیت وبے نفسی حضرتؒ میں یہ صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اپنی ذات کے متعلق کبھی کوئی ایسا کلمہ نہیں کہتے تھے جس میں خود کی تعریف کی بو آتی ہو، یا اپنے منصب یا اجازت وخلافت کا تذکرہ آپ کے منہ سے کبھی نہیں سنا گیا، اخفاء حال کا اس قدر خیال رہتا کہ بہت ہی کم لوگوں کو پتہ ہوگا کہ حضرت کو متعدد شیوخ سے اجازت وخلافت حاصل تھی، کبھی کسی سے اشارۃً کنایۃً بھی نہیں کہا کہ مجھ سے بیعت ہوجاؤ، اکثر دوسرے مشائخ کی خدمت میں ہی بھیجنے کا معمول تھا، البتہ جو حضرات اصرار کرتے ان کو بیعت کرادیتے۔

حضرت نے اپنی زندگی میں نہ جانے کتنے کام کئے، کیسے کیسے کارنامہ آپ کی ذات سے وابستہ ہیں، لیکن آج تک

کسی نے مہتمم صاحب کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ میں نے کیا ہے، یہ ہمارا کارنامہ ہے، ''میں'' اور ''ہم'' گویا آپ کی لغت میں تھے ہی نہیں، جب بھی زبان تحدیث نعمت کے لئے کھلتی تو یہی کہتے کہ اللہ کی توفیق سے یہ کام ہو گیا، یہ ہمارے والد صاحبؒ کے اخلاص کا نتیجہ ہے، اساتذہ اور ماں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، بزرگان دین کی صحبت اور شیخ کی توجہ کا اثر ہے، یہ کہتے ہوئے اکثر آپ کی آنکھیں آبدیدہ ہو جاتی۔

میں تو خود آپ کو مٹا بیٹھا

میرا شہرہ اڑادیا کس نے

(3) حضرت خودرائی سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے، حضرت اپنی تمام تر علمی اور فکری بلندیوں کے باوجود ہمیشہ اپنے اہم معاملات میں بڑوں سے مشورہ کرتے، اوران کی بات مان کر چلتے، حتی کہ طلبہ عزیز کی تعلیم وتربیت میں اساتذہ جامعہ سے مشورہ کرتے اور تمام کو اعتماد میں لے کر ہی کوئی نیا حکم نافذ فرماتے، کبھی بھی اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بلامشورہ کوئی نیا حکم نافذ نہ فرماتے، اسی بناء پر جامعہ میں الحمدللہ اتحاد واتفاق کی فضاء قائم رہی، اللہ تبارک وتعالی اسے برابر قائم رکھے۔

(4) مولانا مرحومؒ کی ذات عزم واستقلال اور صبر واستقامت کا پہاڑ تھی، وہ جس بات کو طے کر لیتے اور اس کا مصمم ارادہ کر لیتے تو پھر اس میں کوئی تغیر وتبدل نہیں کرتے تھے، حضرت مہتمم صاحبؒ جس چیز کو طلبہ، جامعہ، یا ملت کے لئے مفید اور صواب سمجھتے اس سے مفاہمت نہیں کرتے، کسی کی تحسین یا رضامندی سے خوش فہمی میں مبتلا ہونے کے روادار نہیں تھے، اور نہ ہی کسی کے ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔

(5) حاضر جوابی اور جواب مسکت کا ملکہ اللہ تبارک وتعالی نے حضرت مہتمم صاحب کو خوب عطا فرمایا تھا، طلبہ کے حیلوں، بہانوں اور معترضین کو اپنے حاضر جوابی سے خاموش کرا دیتے تھے، ایک معترض نے آپ سے عرض کیا، ''بخاری میں یہ حدیث ہے'' مطلب یہ تھا کہ یہ حدیث آپ کے مسلک کے خلاف ہے، حضرت نے فرمایا بخاری کیا ہے؟ بخاری کوئی کتاب نہیں ہے وہ بے چارہ شرمندہ ہو کر چلا گیا، دوبارہ ملاقات ہوئی کہنے لگا۔ الجامع الصحیح۔ ابھی اتنا کہہ دیا تھا کہ حضرت نے سوال کیا کہ بتاؤ الجامع اور صحیح کسے کہتے ہیں؟ پس فبهت الذی کا سماں تھا۔

(6) حضرت مہتمم صاحب کا ایک امتیازی وصف یہ بھی تھا کہ وہ اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کی کامیابی وترقی سے بہت خوش ہوتے، اوران کی کامیابی کو خود اپنی کامیابی تصور کرتے، یہ بھی ان کے مخلص اور حقیقی معنی میں مربی ہونے کی ٹھوس

شہادت ہے، خصوصا جامعہ کے اساتذہ کو اس بات کا خوب تجربہ ہے، خود مجھے بھی اس کا بارہا تجربہ ہوا، خصوصا مفتی اسجد ملپا کے مقالات کی اشاعت کے موقع پر نہ صرف حضرت نے حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ کلمات تبریک بھی تحریر فرمائے اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے اپنے انداز میں فرمایا کہ مفتی صاحب اب یہ سلسلہ جاری وساری رہنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالی حضرت کی یہ دعا جامعہ کے حق میں اور خود بندہ کے حق میں قبول فرمائے۔

(7) حضرت بڑی خوبیوں اور اوصاف کے مالک تھے، طبیعت میں انتہائی سادگی اور تواضع تھی، چہرہ سے ہی بزرگی وشرافت کے آثار صاف نمایاں تھے، بڑے نرم لہجہ میں بات کرتے، اور بڑی محبت سے ملتے، اہل قدر کے بڑے قدرداں تھے، حوصلہ افزائی میں بھی اپنی مثال آپ تھے، حضرت مہتمم صاحب کا وجود اس دور قحط الرجال میں بہت ہی غنیمت تھا۔

اس وقت رہ رہ کر حضرتؒ کی خوبیاں یاد آرہی ہیں، اب ہم روحانی اولاد پر ضروری ہے کہ حضرتؒ کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کریں، اللہ تبارک وتعالی حضرتؒ کے ساتھ اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائے اور ہم ناقدروں کی طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین

یہ کیسا کوہِ غم ہے ٹوٹا زمیں بھی آنسو بہا رہی ہے

مولانا انوار بن یوسف قاسمی مبارک پوری

استاذ جامعہ حسینیہ عربیہ شری وردھن

یہ آج ہم پر کیسا غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے، یہ کیسا زخم لگا ہے کہ ہوش وحواس بے قابو ہوتے جارہے ہیں، طبیعت ملول ومغموم ہے، دل ویران ہے، رہ رہ کر غموں کا اشک رواں آنکھوں سے امنڈتا پڑتا ہے، اب دل حزیں کو کیسے سمجھائیں، کس طرح تسلی دیں کہ وہ شخصیت جو ہمارے لیے شجرِ سایہ دار کی طرح تھی، جس کی آغوشِ شفقت میں ہم چین وسکون کے مزے لوٹتے تھے، جس کے سائے تلے بہت سے فتنوں اور پریشانیوں سے اپنے آپ کو محفوظ ومامون پاتے تھے، وہ ہم سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔ إنا لله وإنا اليه راجعون، ان لله ما اخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده باجل مسمى فلنصبر ولنحتسب

آج ہم نے علم وعمل کی ایک سچی تصویر کو مٹی تلے چھپا دیا اور صلاح وتقوی کے ایک روشن مینار سے محروم ہو گئے۔ یقیناً نمونۂ سلف حضرت مولانا امان اللہ قاسمی جن کو رحمہ اللہ لکھتے ہوئے جگر پھٹتا جا رہا ہے، حضرت مولانا کا حادثۂ وفات ملت اسلامیہ ہند کے لئے عظیم خسارہ اور ایک عہد کا خاتمہ ہے۔

اللہ حضرت کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، قبر کو جنت کا باغ بنائے، نم كنومة العروس کا مژدہ سنائے، جامعہ کو نعم البدل عطا فرمائے، ان کا سچا حقیقی جانشین کھڑا کرے اور امت پر جو ایک کوہِ گراں ٹوٹا ہے اس پر صبر عطا فرمائے۔ اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من خطاياه كما ينقى الثوب من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار، آمين يارب العالمين وصلى الله وسلم على نبيه رحمة للعالمين وعلى آله وصحبه أجمعين

فکر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر آخرت

مولانا داؤد حسین ہرنیکر، یو کے

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

اور نہ کسی نفس کو یہ پتہ ہے کہ کونسی زمین میں اسے موت آئے گی

أولئک آبائی فجئنی بمثلهم　　　اذا جمعتنا یا جریر المجامع

یہ ہیں میرے آباء واجداد، پس تو بھی اے جریر! ان جیسا پیش کر، جب ہمیں باہمی فخر مباہات کی مجالس جمع کریں۔

فکر آخرت اور تمنائے لقاء رب: یوں تو ہماری عادت یہ ہے کہ جب کسی کے انتقال کی خبر موصول ہوتی ہے تو ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، پسماندگان میں سے کسی کو فوری فون نہیں کرتے دو تین دن بعد ہی فون کرتے ہیں، اس لئے کہ آس پاس ملنے والے بیٹھے ہوتے ہیں اور ہم فون کر کے ان کے ساتھ بات کرنے لگیں یہ مناسب نہیں لگتا، یہی بات ہم نے حضرت مہتمم صاحبؒ کے وصال پر سوچی کہ کچھ عرصے بعد رفیق محترم حافظ اسجد صاحب کو فون لگائیں گے، مگر قدرت کا کرنا کچھ یوں ہوا کہ حضرتؒ کے فون سے حافظ اسجد صاحب نے ہی ہم کو میسیج کیا جس میں آواز غمگین اور درد بھری تھی، پھر بات کے درمیان رونے کی آواز تھی، جس کو سن کر یہ لگ رہا تھا کہ دلِ غمزدہ کی آواز ہے، میسیج میں یہ کہا تھا کہ آپ کو معلوم ہے میرے والد صاحب اس دنیا میں نہیں رہے، اگر ان کی ذات سے کچھ تکلیف پہنچی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں، کچھ لین دین ہو تو مجھ سے رجوع کریں۔

جب یہ باتیں سنی تو مسلم شریف کی یہ روایت دل و دماغ میں گردش کرنے لگی اور دل یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ولد صالح کی تشریح یہ ہے کہ والد کی وفات کے بعد اولاد کو ان کے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی فکر ہو جائے۔ (**اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة: صدقة جارية، او علم ينفع به، او ولد صالح يدعو له**) (صحیح مسلم 1631) انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے ہاں البتہ تین طرح کا عمل باقی رہتا ہے: (1) صدقہ جاریہ (2) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو اور (3) وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔

خیر! ہم نے آواز میں جب کرب اور غمگینی سنی تو فوراً فون لگایا کافی عرصے بعد ہماری ان سے فون پر بات تھی، اس

لئے ہم نے اپنا نام بتایا تو کہا کہ ہاں ہاں میں جانتا ہوں، آپ اور ابا جانؒ جس بے تکلفی سے باتیں کرتے تھے میں سنتا تھا، میں یہیں ساتھ میں ہوتا تھا۔

خیر تعزیتی کلمات اور اظہار افسوس کے بعد حافظ صاحب نے جن چیزوں کا انکشاف کیا وہ واقعی چونکا دینے والی ہیں، پہلے پہل تو ہم نے یہ سوچا کہ ان باتوں کو سن کر چھوڑ دیں، پھر خیال آیا کہ ابنائے جامعہ اور قارئین کے سامنے ان کو پیش کرنا سودمند ثابت ہوسکتا ہے، اس لیے ان باتوں کو تحریر کردیا ہوں۔

خیر! ایک حسن ظن راقم آثم سے متعلق تھا جس کو ہم تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

دوسری بات حافظ صاحب نے یہ کہی کہ والد صاحبؒ نے ۲۷؍رمضان المبارک کو ختم قرآن کے موقع پر دعا کی اس کے بعد کہا کہ یہ میرا آخری رمضان ہے۔

تیسری بات یہ فرمائی کہ تقریباً ۲۰ سال سے ہمارے گھر کا سامان ایک دوکان سے آتا ہے، جو بھی حساب ہوتا وہ لکھ کر رکھ دیتے، ہفتے بھر بعد ایک ساتھ ہم دے دیتے تھے، کچھ دن پہلے اس دوکان پر جا کر پورا حساب دے کر اکاونٹ بند کرنے کہا دوکان والے نے کہا: حضرت کیا بات ہے؟ آپؒ نے فرمایا: جو زندگی باقی ہے سامان آپ کے پاس سے ہی لونگا، مگر اسی وقت پیسے دے کر۔

چوتھی بات یہ کہ کچھ دنوں پہلے کسی کا فون آیا تھا، ابا کی اور ان کی بات ہو رہی تھی، سامنے والے ابا سے کسی سفر کی درخواست کر رہے تھے، مگر ابا کا ارادہ نہیں تھا، فون رکھنے کے بعد کہا: یہ لوگ تو ابھی بھی مجھے ۱۸ سال کا جوان سمجھ رہے ہیں، ادھر چلو، ادھر چلو، اب میں سب سفر بند کرنے والا ہوں اور واقعی اس کے بعد بہت کم سفر کیے، اور اب تو آخری سفر کر کے سفر کو بند ہی کیا، اللہ اکبر کیسی اللہ والوں کی نظر اور کیسی ان کو فکر آخرت۔

پانچویں بات

افق کے اس پار کوئی علمی اکھٹ ہے شاید
بڑی تمکنت سے اہل دل اٹھے جا رہے ہیں

(اکھٹ معنی مجلس یا جلسہ) گزشتہ ایام میں تیزی سے علماء کی وفات پر ایک لمبی لسٹ پر حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ نے اپنے صاحبزادے حافظ اسجد صاحب سے ایک مرتبہ کہا تھا: اہل علم بکثرت اٹھ رہے ہیں، شاید کہ میرا بھی نام اس لسٹ میں ہوگا۔

دوسرا جملہ کہا تھا: دنیا کے بڑے بڑے اللہ والے اس دنیا سے جا رہے ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے اس میں کیا مصلحت

ہے اللہ کی۔

اور ویسے ہی ہوا، آج وہ خود بھی علمی اکٹھ کا حصہ بن گئے، اللہ تعالی جنت الفردوس میں اعلی مقام، انبیاء علیہ السلام، صحابہ رضی اللہ عنہم، شہداء اور صالحین کی رفاقت نصیب کرے۔

نوٹ: تحریر کا مقصد فکر آخرت اور استحضار موت ہے، کوئی ہر گز یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ وہ وقت وفات سے پہلے ہی سے واقف تھے۔

گلدستہ اولیات

مولف حضرت مولانا عبد السلام حجو

امام وخطیب مسجد زکریا مانچسٹر یو کے

جدید ترتیب وتزئین اور اضافے کے ساتھ زیر طباعت ہے۔

پہلی مرتبہ 1991 میں چھپی تھی، پھر مولانا انظر شاہ کشمیریؒ، شیخ ذوالفقارؒ کی تقریظ کے ساتھ 1994 طبع ہوئی تھی

(ناشر مکتبہ النظیر یو کے)

گلدستہ آخریات مع اضافہ اوسطیات

مولف حضرت مولانا عبد السلام حجو

امام وخطیب مسجد زکریا مانچسٹر یو کے

جدید ترتیب وتزئین اور اضافے کے ساتھ زیر طباعت ہے۔

(ناشر مکتبہ النظیر یو کے)

روشنی کی طرف (جلد ثانی)

تالیف: حضرت مولانا عبد المنعم صاحب نظیرؒ زیر طباعت ہے۔

(ناشر مکتبہ النظیر یو کے)

آہ حضرت مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی، نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی فرقان عبدالسمیع مقری

خادم دارالافتاء والارشاد کلیان، الاتحاد فاؤنڈیشن کلیان

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

کل نفس ذائقة الموت، ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، جو اس دنیا میں آتا ہے اسے کسی نہ کسی دن دنیا سے رخصت ہونا یہ قانون قدرت اور نظام کائنات ہے، زندگی و موت کا یہی اصول حضرت آدمؑ سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا، اسی قانون قدرت کے تحت ابھی چند دنوں پہلے ہمارے مشفق و مربی استاذ محترم حضرت مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی ونقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

یوں تو اس دار فانی میں ہر آنے والے کو جانا ہے، مگر کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کے جانے پر بزم میں ان کی کمی محسوس ہوتی ہے، ان کی جدائی سے گلستان کی خوشبو پھیکی پڑتی ہے، ایسے ہی نیک طینت اور خدا ترس انسانوں میں حضرت مہتمم جامعہ رحمہ اللہ علیہ کا شمار تھا، حضرت مختصر علالت کے بعد اپنی عمر کی ۶۸ بہاریں مکمل کر کے ہم سب سے جدا ہو گئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت زہد و تقوی میں اعلی مقام پر فائز تھے، وہ اخلاص وللّٰہیت کے منبع و مرکز تھے، شہرت و ناموری سے دور رہتے تھے اور امت مسلمہ کا مفاد ہی انہیں ہمیشہ عزیز رہتا تھا، آپ ہمیشہ خوش اخلاقی سے ملتے تھے، بے پناہ شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے اور اپنی دعاؤں سے نوازتے، ان کا مزاج سب کو ساتھ لیکر چلنے والا تھا، بقائے انسانیت اور اصلاح امت کے لیے ہمیشہ فکرمند نظر آتے اور جہاں تک ہوتا آپ عملی طور پر اس کی کوشش کرتے، حضرت کی رحلت درحقیقت "موت العالم موت العالم" کا مصداق ہے، جس پر ہر شخص غمزدہ اور رنجیدہ نظر آرہا ہے، حضرت ہر حلقہ میں مقبول و معروف اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ انکی دینی و ملی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کی رحلت سے کوکن اور از ہر کوکن جامعہ حسینہ عربیہ شریوردھن میں جو خلا پیدا ہوا ہے، اسکو اپنے فضل سے پر فرمائے۔

میں خصوصی طور سے حضرت کے پسماندگان میں ان کے فرزند حافظ اسجد سلمہ، ان کے بھائی جناب عطاء اللہ صاحب، نیز مرحوم کے جملہ متعلقین لواحقین، ہمارے جامعہ کے تمام اساتذۂ کرام سے قلبی طور پر اظہارِ تعزیت کرتا ہوں اور

ان کے لئے صبر جمیل واجر جزیل کی دعا کرتا ہوں۔ بقول شخصے:

تری تربت پہ اجالوں کے ستارے اتریں
ہر گھڑی رحمت یزداں کے پرندے اتریں
چاروں جانب فضائیں بھی معطر ہوجائیں
قبر کی خاک پہ فردوس کے سبزے اتریں
خیر مقدم کریں فردوس کی حوریں تیرا
عفو و غفران کے ہر لمحہ اشارے اتریں
اے خدا میں عاصی دعا گو تجھ سے
مرقد شیخ پہ رحمت کے فرشتے اتریں

اخیر میں مولانا مرحوم کے لئے عقیدت ومحبت کا ایک نذرانہ اس شعر کے ساتھ سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

جان کر منجملہ خاصان مئے خانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے

کتاب الفتاوی فی الفقہ الشافعی

جامعہ کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے 2000 سے زائد فتاوٰی میں سے منتخب فتاوٰی کا مجموعہ

تالیف: مفتی نذیر احمد کرجیکر صاحب

مرتب: مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی

زیر اہتمام: جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

ناشر: مکتبۃ النظیر یوکے

نوٹ: الحمدللہ ان فتاوٰی کی ترتیب کا کام جاری ہے۔ طہارت، نماز، جنائز، ابواب پر کام مکمل ہوگیا ہے، ان شاءاللہ جلد ہی منظر عام پر آنے کی امید ہے، اور بقیہ دیگر ابواب پر کام جاری ہے، ماضی قریب میں ذبح، قربانی، عقیقہ کے احکام سے متعلق ایک مختصر کتابچہ منظر عام پر آکر مقبولیت تامہ حاصل کرچکا ہے، اللہ اس کام کی جلد از جلد تکمیل فرمائے۔

ایک عظیم شخصیت کا وصال

مفتی احمد عبدالسلام نجے
مدرسہ فیض العلوم نیرل

عالم بالا کے فیصلے سے کسی کو مفر نہیں، موت کا ایک وقت مقرر ہے ہر کسی کو اس کا مزہ چکھنا ہے، کل نفس ذائقة الموت (سورہ آل عمران 185) یہاں حیات سرمدی کسی کے نصیب میں نہیں، وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد (سورہ انبیاء 34) در اصل ساری کوشش، محنت، عمل پیہم، جہد مسلسل کا مقصود اور مطمح نظر بھی آخرت کی کھیتی بونا ہے لیکن اس عالم فانی میں جب انسان آتا ہے اور حیات مستعار کے لمحات اور گھڑیوں کو گزار کر راہی عالم بقاء ہو جاتا ہے تو پھر اس میں بعض ایسے اساطین فضل وکمال بھی ہوتے ہیں جو اپنے انمٹ نقوش اور کارناموں کی چھاپ چھوڑ جاتے ہیں، یہ شخصیات اور ان کی حیات اور جہد مسلسل کی وجہ سے طبیعت یہ سننا گوارا ہی نہیں کرتی کہ فلاں شخصیت، فلاں عالم بے مثل اس دار فانی سے کوچ کر کے راہئ عالم بقاء ہو چکی ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسی بہت سی عظیم شخصیات کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھیجتا ہے ان سے بڑے بڑے کام لیتا ہے، جس کے انمٹ نقوش اور گہرے اثرات انسانیت پر پڑتے ہیں اس شخصیت سے انسان حد سے زیادہ اثر لیتا ہے، ان ہی عظیم شخصیتوں میں سے ایک عظیم شخصیت ہمارے مہتمم صاحب حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قدس سرہ کی ذات گرامی تھی، آپ بھی کمالات وخوبیوں کے پیکر تھے، تقریباً 40/سال جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مسندِ اہتمام جیسے باوقار عہدے پر فائز رہے اور پورے علاقہ کی دینی اعتبار سے خدمات انجام دیں، جمعیۃ علماء ہند، انجمن دردمندان تعلیم وترقی، مسلم بزم شری وردھن جیسی جماعتوں سے منسلک رہ کر پورے علاقہ میں فلاحی وسماجی خدمات انجام دیں۔

یقیناً آپ دین کے بے لوث خادم تھے اساتذہ وطلبہ کی ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، تدریب الافتاء کے آخری سال میں بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ حضرت مہتمم صاحب مرحوم دفتر اہتمام میں طلب فرماتے، آئندہ کے عزائم اور منصوبوں کے متعلق معلومات لیتے اور بہت مفید اور اہم مشوروں سے نوازتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی بخشش ومغفرت فرمائے، حسنات کو قبول فرمائے سیآت سے درگزر فرمائے اور جملہ خدمات کو شرف قبولیت سے نواز کر صدقۂ جاریہ بنائے آمین ثم آمین۔

خطۂ کوکن کے بے لوث رہنما کی وفات

مولانا امان اللہ بروڈ صاحب (خلیفہ ءپیر ذوالفقار نقشبندی) الٰی جوار رحمۃ اللہ

مولانا سمیع اللہ خان

صحافی، تجزیہ نگار، سوشل ایکٹوسٹ جنرل سکریٹری: کاروان امن وانصاف

آج یہ المناک خبر موصول ہوئی کہ کوکن کے عظیم اور قدیم دینی ادارہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔

مرحوم پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ کے خلیفہ اور جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر تھے، مولانا مرحوم کوکن میں نسرگ طوفان آنے کے بعد سے عوام کی راحت رسانی کے لیے کافی متحرک اور سرگرم تھے، جس کے بعد سخت علیل ہوئے اور ممبئی چیمبور ہسپتال کے" آئی سی یو" وارڈ میں زیرِ علاج تھے اور آج وفات پاگئے۔

مولانا امان اللہ بروڈ صاحب کے والد حاجی عبدالرحیم بروڈ صاحب شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مجاز تھے، مولانا امان اللہ صاحب اُس عظیم انسان کے فرزند تھے جن کے خلوصِ عمل نے خطۂ کوکن کی دینی آبیاری کے لیے ایک مثالی جامعہ کی بنیاد رکھی جس سے آج پورا خطہ فیضیاب ہورہا ہے۔

مولانا مرحوم جامعہ حسینیہ کے مہتمم تھے، وہ طلبہ سے بے پناہ محبت اور شفقت رکھتے تھے، بظاہر سختی میں بھی ان کا دل نرم اور خیر خواہ تھا، وہ اپنا اکثر وقت فارغ کرکے جامعہ میں رہتے تھے اور طلبہ کی تربیت پر خاص توجہ دیتے تھے، اساتذہ تدریس میں منہمک رہیں، طلبہ میں تعلیمی بیداری ہو اور وہ یکسوئی سے تعلیم میں لگے رہیں اس بابت وہ ہمیشہ فکرمند رہتے تھے، مولانا مرحوم علم دوست تھے کام کرنے والوں کو نوازنے اور اہل علم کی سرپرستی کرنے والوں میں سے تھے۔

میں نے مولانا امان اللہ صاحب سے عربی سوم میں فقہ کی کتاب پڑھی اور تعلیمی زمانے میں مولانا مرحوم سے بڑی محبتانہ وابستگی تھی، اور بے شک مہتمم صاحب سے مجھے والہانہ تعلق تھا، مولانا مرحوم کئی دفعہ عصر بعد جامعہ آجاتے تھے تو میں عصر بعد کا وقت ان کی خدمت میں گزارتا تھا، اور مولانا اپنے شیخ حضرت پیر ذوالفقار صاحب مدظلہ کی مجالس کے حوالے سے اپنی یادداشت مجھے سناتے تھے، مجھے اچھے سے یاد ہے کہ جب امتحانات کے وقت بیمار ہوا تھا تو مولانا پابندی سے

میری خبر گیری کرتے تھے اور عیادت کے لیے بھی کئی بار کمرے تشریف لائے، جن چیزوں کی وہ کمی محسوس کرتے تھے انہیں اپنی جیبِ خاص سے فراہم کردیتے، طلبہ کے حق میں مولانا کی شفقت اور اپنائیت محسوس کرنے والی چیز تھی، ایک دفعہ مطبخ میں کھانے کے سلسلے میں کوئی ناگوار بات پیش آئی جس سے طلبہ کو تکلیف تھی مطبخ کے ذمہ دار کے یہاں سماعت نہیں ہوئی تو میں کھانا چھوڑ کر مہتمم صاحب کے پاس شکایت لے کر روانہ ہوا، چھٹی ہو چکی تھی اور جب تک میں دفترِ اہتمام پہنچا مولانا اپنی Activa پر بیٹھ کر تقریباً گھر کے لیے پابہ رکاب تھے میں دوڑ لگا کر ان کے قریب پہنچا اور ان کی بائیک تھام کر میں نے اپنی شکایت ان کے سامنے پیش کی، مولانا نے میری بات سننے کے بعد مجھے ٹالنے یا تسلی دینے کی بجائے اپنی بائیک کا رخ موڑا اور مجھے ساتھ لیکر مطبخ پہنچے مجھ سے کہا کہ شکایت واپس کرو میں نے شکایت کی اور پھر اس کے بعد وہ مطبخ والوں کے ساتھ ایک اصول پسند مہتمم کی طرح پیش آئے، بحیثیت مہتمم طلبہ کے تئیں مولانا کے یہ اوصاف ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

مولانا مرحوم بڑے اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے اور سارے ہی اساتذہ کا خیال کرتے تھے کارکنان جامعہ کو وہ جب بھی مخاطب کرتے ان کی آواز دردِ محبت میں ڈوبی ہوتی تھی، مولانا امان اللہ بروڈ صاحب نے جامعہ حسینیہ کی زمینی ترقی اور جامعہ میں علمی ارتقاء کے لیے جو خدمات اور جدوجہد کی ہیں وہ ہمیشہ جامعہ کی تاریخ کا حصہ رہیں گی، مولانا مرحوم خطۂ کوکن میں باتفاق ایک مؤقر رہنما کی حیثیت سے دیکھے جاتے تھے اور ان کی آراء کو خاصا وزن حاصل تھا۔

مولانا کی وفات کوکن کے لیے ایک سانحہ ہے، ان سے ایک بڑی تعداد کو فائدہ پہنچ رہا تھا اور علاقے میں دینی و علمی سرگرمیوں کے لیے ان کی شخصیت نفع رساں تھی، مرحوم جامعہ حسینیہ سمیت، جماعت المسلمین شریوردھن، مدنی مجلس، بزم شریوردھن، مجلس علمی، شافعی فقہ اکیڈمی، جامع مسجد بمبئی، انجمن دردمندان اور جمعیۃ علماء ہند کے کارکنان سے محبت اور تعلق رکھتے تھے، اور ان کے ذریعے علاقے کی دینی وسماجی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

مرحوم کے دورِ اہتمام میں ہی جامعہ سے سہ ماہی رسالہ کا بھی آغاز ہوا، جس کے پہلے محرک مرحوم مفتی سلمان سرکھوت صاحب تھے اور اب یہ رسالہ استاذِ محترم مولانا انوار قاسمی صاحب کی ترتیب میں شامل ہے، مولانا امان اللہ بروڈ صاحب کی شخصیت خطہ میں اور دیگر اسباب وزاویے سے بہت سے فتنوں کے لئے ڈھال بھی تھی، مولانا مرحوم کی وفات سے جامعہ اور خطے میں ایک باوزن شخصیت کی سخت کمی واقع ہوئی ہے۔

مولانا امان اللہ صاحب بروڈ اور حاجی عبدالرحیم بروڈؒ نے اپنی بے لوث جدوجہد کے ذریعے ایک عظیم جامعہ کھڑا کیا ہے، اور اسے ترقی کے منازل پر پہنچا کر وہ رخصت ہوئے جس سے ایک نسل سیراب اور ایک زمانہ مستفید ہو رہا ہے، اب

اس سرمائے کومحفوظ رکھنا، یہاں سے اسلام کے سچے جانباز فراہم کرنا،قوم کے بے لوث رہنما تیار کرنا،اس جامعہ کومخلص اور متحد رکھنا، خطہ کوکن میں اتحاد،قومی و دینی مفاداور اخلاص کا علمبر دار بنائے رکھنا ہی دراصل ان بزرگوں کی روح کو سچا خراج عقیدت ہے۔

کچھ ہی دنوں قبل کوکن کے علماء کے سرخیل اور بے لوث بزرگ حضرت مولانا عبدالمنعم نظیر صاحبؒ کی وفات ہوئی اور آج مولانا امان اللہ بروڈ صاحبؒ چل بسے، یہ علاقے کے لیے بڑا خسارہ ہے، اللہ اس خلا کو مخلصانہ قوت سے جلد از جلد پر فرمائے۔

میں مولانا امان اللہ بروڈ کے اہلِ خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں،ان کا غم ہم سب کا غم ہے، بلاشبہ آج ایک محسنِ کوکن ہم سے بچھڑ گیا، میں اساتذۂ جامعہ،طلبہ وتمام متعلقین سے بھی تعزیت کرتا ہوں، میں آج جامعہ حسینیہ سے بھی تعزیت کرتا ہوں، اللہ اس نقصان کا جامعہ کونعم البدل عطاء فرمائے، اللہ مرحوم کوغریق رحمت فرمائے،ان کی قبر پر انوار برسیں ان کی لحد معطر ہو،ان کے لیے دریچۂ بہشت کھل جائے۔

آہ حضرت مولانا أمان اللّٰہ صاحب قاسمی مرحوم!!

مفتی محمد صابر حسین ندوی

استاذ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

زندگی اور موت کے فیصلے تو رب ذوالجلال کے ہاتھوں میں ہے، انسان اس سلسلہ میں بے بس ہے، یہی وجہ ہے کہ ٹوٹے پیالے اور چھلکتے جام کا دور جاری ہے، جس میں ایک اور بادہ کش کا نام جڑ گیا ہے، جو خودی سے متعارف تھا، جس کا وجود بڑوں کیلئے محبت و عاطفت اور چھوٹوں کیلئے سایہ پدرانہ رکھتا تھا، جو ایک گھنے درخت کی حیثیت کے طور پر پہچانا جاتا تھا، جس کے چھاؤں میں ہزاروں تشنہ لب نے اپنی پیاس بجھائی، علم کا جام پیا، عمل و کردار کی رسی تھامی، زندگی کو زندگی جانا، محمدی ہونے اور پیغام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلانے کا ہنر سیکھا، وہ درمیانہ قد، بھاری جسامت، یکشمت سے کہیں دراز داڑھی، جس کی سفیدی بزرگوں کی یاد تازہ کرے، چہرے پر بل، چوڑی پیشانی، آنکھوں پر عینک، ہندوستانی کرتا، شلوار اور عموماً عمامہ میں ملبوس ایک اعلی ترین دل کا مالک وہ ہیں، جنہیں حضرت مولانا اُمان اللہ قاسمی کے نام سے جانا جاتا تھا، آپ خطہ کوکن کی مشہور و معروف شخصیات میں سے تھے، جامعہ حسینیہ شریوردھن کے اہتمام پر فائز تھے، حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ ومجاز حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے، اور خود بھی حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کے خلیفہ ومجاز تھے، ملک کی نمائندہ تنظیم جمعیۃ علماء ہند کے رکن عاملہ اور قومی نائب صدر رہے تھے، حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری صاحب (صدر جمعیۃ علماء ہند) سے بہت گہرا اور دیرینہ تعلق تھا، وہ جمعیۃ کے کاموں اور پروگراموں میں پیش پیش رہتے تھے، رفاہی کاموں کے وقت کمر توڑ محنت کرتے تھے، انسان اور انسانیت کو زندہ کرتے، اور ہر کسی کو انسانیت کا درس دیتے تھے۔

حضرت مولانا کی ابتدائی تعلیم ڈابھیل گجرات میں ہوئی اور ۱۹۷۸ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہوئی، اس دوران میں جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا ان میں شریف حسین دیوبندی، مفتی محمود الحسن گنگوہی، محمد حسین بہاری، معراج

الحق، سید انظر شاہ کشمیری، مفتی نظام الدین اور محمد سالم قاسمی سرفہرست ہیں، استاد گرامی قدر فقیہ عصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ آپ کے ہم درس ہیں، چنانچہ دونوں بزرگوں کے درمیان گہرا ربط اور باہمی تعاون پایا جاتا تھا، مولانا کے سامنے جب بھی مرحوم کا تذکرہ کیا جاتا وہ بڑے احترام ومحبت سے نام لیتے اور ان کی خدمات کو سراہتے تھے، خطہ کوکن پر آپ کے احسانات نہیں بھلائے جاسکتے، بالخصوص جامعہ حسینہ شریوردھن کیلئے وہ ایک ماہتاب تھے، قدیم طرز پر قائم اس ادارے کی جان تھے، آپ کے شاگرد خاص مفتی فیاض احمد محمود برمارے (استاذ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور کرناٹک) کے ساتھ کسی بھی مجلس میں جامعہ کا تذکرہ کیا جائے، تو بلاشبہ مرحوم کی عظمت وعقیدت کا اظہار ہوتا تھا، جامعہ پر تدریسی، تعمیری ترقی کا بھی بیان ہوتا تھا، آپ کہتے ہیں کہ مولانا اپنے طلبہ وشاگردوں سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ ہمیشہ ان کیلئے کمر بستہ رہتے، حتی کہ فراغت کے بعد بھی ان سے تعلق رکھتے، ان کے کام کاج کا جائزہ لیتے، حوصلہ افزائی فرماتے، اپنی رائے بتانے کا موقع دیتے، اور مناسب مشورہ سے نوازتے، اگر ضرورت پڑتی تو ذاتی رقم بھی خرچ فرماتے اور فارغین کی دادرسی کرتے تھے، یہی ہے کہ آج لواحقین کہتے ہیں:

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

عہدہ اہتمام پر چالیس سال فائز ہونے اور نہ صرف طلبہ بلکہ اساتذہ کیلئے استاد کی حیثیت رکھنے کے باوجود خود طلبہ کے بیچ جاتے، ہر جمعہ کو ان سے مخاطب ہوتے، ان کی حاجت روائی کرتے، ذاتی خدمت نہ لیتے، بلکہ اپنی بزرگی وبرتری کے باوجود کبھی بھی اپنی خلافت ومجازیت کا اظہار نہ کرتے، فتنہ وفساد سے دور رہتے، بلکہ ادارے میں کسی قسم کے فتنہ و افتراق کو جگہ نہ دیتے، آپ کو ناچاقی کا سم قاتل مانا جاتا تھا، تو وہیں آپ کی علمی صلاحیت پختہ تھی، فقہ وفتاوی آپ کا خاص میدان تھا، یہی وجہ ہے کہ جب جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور کرناٹک کی سرزمین پر پہلا فقہی شافعی اکیڈمی (مجمع الامام الشافعي العالمی) کی بنیاد ڈالی جارہی تھی تو آپ بھی مرکزی حیثیت رکھتے تھے، مشاورتی میٹنگ میں ہمیشہ افراط وتفریط سے الگ رائے رکھتے، سنجیدگی ومتانت ان کا گہنا تھا، جب بھی بات کرتے تو ایسی بات کرتے کہ جس سے محفل پر اثر پڑتا، بعض چرب زبان جو مجلس یا کم علمی یا پھر نادانی کے مارے اگر حدود پھلانگتے تو انہیں معذور سمجھ کر خموشی اختیار کرتے، لیکن بروقت ایسی بات کہتے کہ وہ سب پر کفایت کرجائے، فقہ شافعی کے کئی مجالس اور مشاورتی مجلس میں دیکھا، مگر جب بھی دیکھا بڑا حلیم وبردبار، شریف الطبع، شریف النفس پایا، ایک ادنی طالب علم بھی ملاقات کرتا تو بڑی عزت وکرامت سے نوازتے، اور یوں

مخاطب ہوتے جیسے اسے برس ہا برس سے جانتے ہیں، انسیت ولگاؤ کے سلسلہ میں آپ مقناطیسیت رکھتے تھے، ایک ایسی جاذبیت جو روحانیت پر مبنی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ، نیک سیرت وطینت شخصیت رونما ہے۔

خطہ کوکن میں مسلمانوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ آپسی تعلقات میں کہیں بہتر ہوتے ہیں، علماء کی خدمت اور ان کی حیثیت مسلم سمجھی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء بہت سی تحریکات سے منسلک رہتے ہیں، جب کبھی کوئی مصیبت آئے تو علماء ہی میدانِ عمل میں داد دیتے ہیں اور ہر ایک تک پہونچ کر مدد فراہم کرتے ہیں، اس اعتبار سے حضرت مولانا کی شخصیت بھی بڑی نمایاں تھی، لاک ڈاؤن اور کرونا وائرس کے بعد ممبئی اور خاص طور پر کوکن وغیرہ کے علاقوں میں زبردست نسرگ نامی طوفان آیا تھا، جس کی وجہ سے بہت سی بستیاں، ادارے اور ملی تنظیمیں متاثر ہوئی تھیں، خود جامعہ حسینہ بھی متاثر تھا، مولانا کا کمال یہ تھا کہ وہ ٹیموں کے ساتھ ہر ایک تک پہونچتے تھے، اور ہر ممکن اعانت فرماتے تھے، آپ اس کی قطعاً پرواہ نہ کرتے کہ کونسا بینر ہے، کونسا پرچم ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ فی الوقت پورے خطہ کوکن میں بالعموم اور بالخصوص اپنے ہی ضلع رائے گڑھ میں کبھی جمعیت العلماء، یا کبھی انجمن دردمندان تعلیم وترقی، مسلم بزم اتحاد شریوردھن کے تلے سرگرداں تھے، بلکہ یہی بے لوثی، جہد بیکراں اور طبیعت سے بے گانگی نے نڈھال کردیا تھا، اور بخار نے بالآخر لقاء الٰہی کیلئے برج کا کام کردیا، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی اتنے بڑے کا ادارے کا ذمہ دار بھی ہو اور عوامی روابط بھی اتنے گہرے رکھتا ہو، مولانا کا تواضع وانکسار ہی تھا کہ عوام بھی خوب محبت کرتی تھی، ان پر جان چھڑکتی تھی، امید تھی کہ مولانا ابھی مزید عمر کی بہاریں دیکھیں گے، اور ایک وقتی عارضہ جو لاحق ہوگیا تھا وہ دور ہوجائے گا، مگر قضائے الٰہی پر کس کا بس چلا ہے، چنانچہ ۶۸ کی عمر میں رب العالمین سے جا ملے، اس موقع پر آپ کے اہل خانہ اور شاگردوں کیلئے تعزیت پیش کرنے اور ان کے غم میں شریک ہونے کے ساتھ ساتھ دعا کرنے وقت کا ہے، اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، اعلی علیین میں جگہ نصیب کرے، اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

یہ لاش بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

خطۂ کوکن کا مہرِ درخشاں، خدمتِ خلق کا بحرِ بیکراں

مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالکریم ندوی گنگولی

استاذ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور

اس کارخانۂ آب وخاک میں جب جسدِ خاکی آنکھیں کھولتا ہے تو اسی خاک میں آب ودانہ ختم ہوتے ہی وقتِ موعود پر دائمی نیند سوجاتا ہے، جسے ہم موت سے تعبیر کرتے ہیں، گویا بزمِ ہستی کی ہر ذی روح موت کے گھاٹ اور ہر غیر ذی روح فنا کی وادی میں اتار دی جاتی ہے، یہ زندہ حقیقت ہے، لیکن کچھ لوگ ساکنانِ عرش وفرش کے لئے باعثِ رشکِ زمن، سببِ اطمینان اور قندیلِ ہدایت ہوتے ہیں، جن کی موت دنیائے انسانیت کے لئے سوہانِ روح ثابت ہوتی ہے، انہیں پاکیزہ ہستیوں میں خطۂ کوکن کی عبقری وعصامی عظیم وبالاتر شخصیت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے، جن کے سانحۂ ارتحال سے فضا سوگوار ہے، چشمِ کوہ سے نالے پھوٹ رہے ہیں، قوس وقزح سے رنگینی چھن گئی ہے، چاند نے سیاہ قبا پہنی ہے اور دریاؤں کی روانی تھم گئی ہے، کیونکہ خطۂ کوکن کا ذرہ ذرہ پر مولانا مرحوم کی عظیم خدمات اور جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے بام ودر پر گراں بار احسانات ہیں، جنہوں نے کرسئ اہتمام پر زندگی کی چالیس بہاریں جامعہ کی تعمیر وترقی میں گزار دیں، تاریک راتوں میں اجالے اور میخانۂ توحید کو اپنے خون سے سینچا، اہتمام کے اس پیچ آپ کی سفید قبا پر جامعہ فروشی، کردارکشی یا ملت فروشی کا ایک داغ بھی نظر نہیں آتا، آپ کی زندگی کا ورق ورق اور ہر قول وعمل بالعموم ہر فردِ بشر اور بالخصوص مسندِ اہتمام پر براجمان مہتمموں اور ذمہ داروں کے لیے مشعلِ راہ اور زہد فروشوں، ایمان وتقویٰ کے سوداگروں کے لیے شمعِ ہدایت ہے اور اگر آپ کے عہدوں کی بات چھیڑی جائے تو آپ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم، انجمن درمندان تعلیم وترقی کے سرپرست، مسلم بزمِ اتحاد شریوردھن کے صدر، جمعیت علماء ہند کے قومی نائب صدر، پورے کوکنی علماء ومدارس کے سرپرست، مجلس علمی کوکن کے صدر اور مجمع الامام الشافعی العالمی کے رکن تاسیسی تھے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے خلیفہ حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈ کے صاحبزادے وتربیت یافتہ اور حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کے خلیفہ ومجاز تھے، بہرکیف! آپ کی شخصیت کا تعارف صرف ان دو جملوں میں کیا

جاسکتا ہے کہ ”آپ خطۂ کوکن کے مہرِ درخشاں وخورشیدِ تاباں اور خدمتِ خلق کے بحر بیکراں تھے“، لیکن یہ واضح رہے کہ کسی بھی انسان کے عہدوں کی کثرت عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہرگز نہیں ہوتی بلکہ انسان دل کی پاکیزگی، عمل کی خوبصورتی اور اخلاق وکردار کی مشاطگی سے قبولیت کے معراج پر فائز اور مقبولیت ومحبوبیت کا پروانہ پاتا ہے، بلاشک وشبہ آپ کی ذات انہیں صفات سے متصف تھی، جس کی وسعت افقِ عالم پر محیط ہے۔

راقم کی آنکھیں بھی حضرت کی لذتِ دیدار سے فیضیاب اور ہاتھ لقاء بابرکت سے سرشار ہیں، پہلی مرتبہ بندہ اور رفیقِ علم مفتی حارث اسرار ندوی کو مادرِ علمی جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک کی ایما پر قدیم دینی درسگاہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں مکتبہ میں کتابوں کی حسنِ ترتیب اور طریقۂ کار سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے جانے کا موقع نصیب ہوا، ہم پہنچے تو پہلے مولانا مرحوم کے دفترِ اہتمام میں حاضر خدمت ہوئے، بات چیت، خیر خیریت کا سلسلہ شروع ہوا تو مت پوچھئے کہ دل کی کیفیت کا عالم کیا ہوا ہوگا! سبحان اللہ! چہرہ پرنور کی ایسی تجلیات کہ گلاب بھی اپنی قبائیں کاٹ لینے میں عافیت سمجھے، باتوں میں اتنی شیرینی ومٹھاس کہ بلبل ترنم سرائی بھول جائے، نرمی وشگفتگی ایسی کہ شبنم اپنی نزاکت پر شرمانا چھوڑ دے، تواضع و انکساری ایسی کہ ”دامن نچوڑ دیں تو فرشتہ وضو کریں۔“ دلِ ناتواں نے آپ کو آپ سے بڑھ کر پایا، پھر دوسری بار مادرِ علمی میں ”مجمع الامام الشافعی العالمی“ کے قیام کے موقع پر اسی آب وتاب اور جلوہ باریوں کے ساتھ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، الغرض آپ کی ذات آفتابِ علم وصداقت، خزینۂ عشق ومعرفت اور ہمہ جہت شخصیت تھی، آپ کی حیاتِ مقدس کا گوشہ گوشہ صداقتوں اور سچائیوں سے معمور تھا، جن کی خداداد بصیرت سے ایک جہاں مستفید ومستفیض ہو رہا تھا، جن کا تذکرہ اہلِ محبت کے لئے بادِ صبا کی سی طمانیت وطراوت بخشتا ہے، آپ افتخارِ سلف بھی ہیں اور وقارِ خلف بھی، آپ عاشقِ خیر الانام بھی ہیں اور فداکارِ اولیائے کرام بھی، آپ کی زبان کوثر وتسنیم میں ڈھلی ہوئی، الفاظ عشق ومحبت کے آئینہ دار، تخیل قرآن وحدیث کی تفسیر اور مفاہیم پابندی شرع کے عکاس دکھائی دیتے تھے، آپ کے افکار وکردار اور ظاہر وباطن میں اس قدر گہری ہم آہنگی تھی کہ آپ کی شخصیت اور قول وعمل میں کوئی فاصلہ نہیں تھا، بلکہ آپ کی شخصیت آپ کا قول وعمل ہے اور آپ کا قول وعمل ہی آپ کی شخصیت ہے، تشنگانِ علم ومعرفت نے آپ سے کسبِ فیض کیا اور طالبانِ علومِ نبوت نے آپ کے چشمۂ علم سے سیرابی پائی اور اپنے تئیں فکر ونظر اور محبت والفت کی اتنی ادائیں دیکھیں کہ ہر طالب کی زبان سے بے ساختہ یہ شعر ابھرا ابھر کر آرہا ہے کہ

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

آپ نے زندگی بھر دربارِ خداوندی کو چھوڑ کر کسی دنیاوی شہنشاہ یا کسی عہدہ پر فائز شخص کے دروازے کی طرف آنکھ اٹھانا بھی گوارانہ کیا، انہیں اپنے رحیم وکریم پروردگار کی کرم گستریوں پر بھروسہ تھا، آپ تاریخِ تصوف کے اس قول ''من عرف نفسه عرف ربه'' کی حقیقت سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ آپ کا اوڑھنا بچھونا، اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا سب کچھ اسی کا ترجمان تھا، آپ نے اپنی قوم کی تنِ مردہ میں حیاتِ سرمدی اور جذبۂ ایمانی کی روح پھونکی، آپ نے ملکۂ شب کو سپیدۂ سحر، مردۂ دل کو موجِ بحر، محروم بینائی کو نورِ نظر اور اربابِ شعور کو معراجِ فکر عطا کیا، آپ کی جگر سوز صدا سے خوابیدہ قوم بیدار ہوئی، جوانوں کا خون کھول اٹھا، ضعیفوں کے نحیف وناتواں دست وپا میں سکت آ گئی، جب آپ نے میخانۂ توحید کے مے خواروں کے تشنہ مضراب تاروں کو چھیڑا تو وہ سرمدی نغمے ہویدا ہوئے، جس کی مستی سے روحِ عمل جھوم جھوم اٹھی اور احساسات و جذبات کو وہ پرواز بخشا کہ عقاب رشک کرنے لگے، آپ طلباء ومحبین و متعلقین کو عظمتِ رفتہ کی حوصلہ افزا اور روح پرور داستانیں سنا سنا کر نئی منزلوں کی تلاش کا سبق دیتے رہے، جادۂ مستقیم پر چلاتے اور بادۂ بہشت کا مے خوار بناتے رہے، ان کے احسانات قیدِ حروف میں اسیر نہیں ہو سکتے، کیونکہ آپ نے گلشنِ خزاں رسیدہ کو بہارِ جاودانہ، چراغِ سحری کو کوکبِ زمانہ، دربدر بھٹکنے والوں کو مالکِ آشیانہ اور ناقابلِ اعتبار فسانہ کو ترانہ عطا کیا۔

میری میں فقیری میں شاہی میں غلامی میں
کچھ کام نہیں بنتا بے جرأت رندانہ

نیلگوں آسمان مدتوں محوِ خرام رہتا ہے، تب جا کر کہیں ایسی نابغۂ روزگار شخصیتیں پیدا ہوتی ہیں، جن کے مزاج میں جلال پروری اور دل میں غرباء پروری کے جوہر ہوتے ہیں،"تاریخ کے ایک سو مشاہیر" کے مصنف مائکل ہارٹ نے کیا خوب لکھا ہے"تاریخ کی نظر میں بڑا شخص وہ ہوتا ہے جس نے اوراقِ تاریخ پر ایک نقشِ دوام چھوڑا ہو، جتنا گہرا یہ نقش ہوگا اسی قدر نقش چھوڑنے والے کا قد کاٹھ ہوگا" اس لحاظ سے مولانا مرحوم جملہ نیک صفات کے حامل ایک عالم باعمل، تقویٰ وخلوص کی دولت سے مالا مال، محبتِ الٰہی اور عشقِ نبی کے آئینہ تمثال اور قد آور شخصیت تھے۔

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے
نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

حقیقت یہ ہے کہ ان کی سیرت کے نقوش جس قدر دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے جائیں گے، عظمت وفضیلت کا احساس بڑھتا چلا جائے گا، ان کے تمام کمالات وفضائل کا احاطہ کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے اور یہ وہ دریا نہیں جو کوزے میں سما سکے، اس لیے کہ آپ علم وادب کے پیکر، خوبی وکمال کا مجسمہ اور سیرت وکردار کے حسین مرقع تھے، آپ کی شخصیت ہشت پہل تھی، آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر ہر صاحبِ نظر کی دل کی یہی صدا ہوگی کہ" یہ کسی کے فیضِ نظر کا کمال ہی ہے" آپ کی بے پایاں صلاحیت ان گنت خروں کو علم وعرفان کا شناور بنا چکی ہے اور آپ کی عمیق نظروں نے کور ذوقی کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے بے شمار لوگوں کو علم وفن کی روشنیوں کا خوگر بنا دیا ہے، درحقیقت اگر اس شجرِ مقدس کی گھنی چھاؤں نصیب نہ ہوتی تو کتنے راہ گیرِ کارزارِ حیات اندھیروں کی دلدل میں پھنس کر زندگی کے شعور سے بھی محروم ہوتے، آپ کے نقشِ قدم پر چلنے پر ہی ہماری نصیب آوری اور نفع پروری ہے، گویا آپ یہ پیغام دیتے ہوئے ہم سے رخصت ہوئے کہ

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

اس فرشتہ صفت انسان کی جدائی پر قوتِ برداشت جواب دے رہی ہے اور ساکنانِ گلشن کے لئے بارِ ہجراں کا متحمل ہونا ناگزیر ہے، اب تو فصلِ بہار پر پت جھڑ کا گماں ہو رہا ہے، تاحدِ نظر زباں گنگ، حواس مختل اور آنکھیں مبہوت نظر آ رہی ہیں اور وہ زیرِ لب گنگنا رہے ہیں۔

وہ کوئی اپنے سوا ہو تو اس کا شکوہ کروں
جدائی اپنی ہے اور انتظار اپنا ہے

آپ کی نورانی زندگی ہمیں ایسے بیش قیمت صدف پارے اور جواہر پارے دی گئی، جن کی تب وتاب کو زوال کا اندیشہ نہیں، وادیٔ ظلمت میں آپ کی ذات ایک قندیل تھی، ایک چراغ ہے جس سے کہی گئی اور چراغ جلتے گئے، آپ نے علم وآگہی کی اتنی ضیائیں بکھیریں کہ نہ صرف سرزمینِ کوکن بلکہ ہندوستان کا کونہ کونہ پوری طرح روشنیوں میں نہا گیا، آپ کی جگر کاوی سے گلستاں میں اتنے پھول کھلے کہ ہر طرف حسن ورعنائی کے چرچے ہیں، آپ خوش کردار بھی تھے اور خوش گفتار بھی، آپ کی شخصیت الفت وارادت کا ایک چاند تھی، جس کے گرد ہمہ وقت وفادار ستاروں کا جھرمٹ دکھائی دیتا تھا، سرزمینِ کوکن اور جامعہ حسینیہ کی تاریخ میں اخلاص ومروت کے قلم سے آپ ایک داستان لکھ چلے ہیں، جو اہلِ دل کو ہمیشہ تڑپاتی رہے گی، جب بھی کبھی چہرۂ ماضی سے نقاب اٹھے گا تو یادوں کی کتاب سے زہرہ گداز سسکیاں سنائی دیتی رہیں گی،

آپ کا نام ہونٹوں پر حروف دعا کی طرح مچلتا رہے گا، پہلے آنکھیں لذتِ دیدار پر نازاں تھیں، اب دل لذتِ فکر کی گونا گوں مستیوں پر فخر کیا کرے گا، قصہ مختصر یہ کہ آپ صاحبِ علم وعرفاں، محبت وارادت اور اخلاص ومروت کے امیں تھے، اب آپ خاکِ ارض کے دامن میں ابدی نیند سو رہے ہیں لیکن آپ کی مخلصانہ کاوشیں، انمٹ نقوش، بے پایاں خدمتیں اور ایمان پرور یادیں ہمارے دلوں میں رواں دواں ہیں، گرچہ آپ کی رحلت سے نہ صرف پورے کوکن وجامعہ بلکہ سرزمینِ ہند کے ماتھے پر جونمایاں شکن نمودار ہوئی ہے، اس سے رشکِ ارم کا ایک دور ختم ہو گیا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اگر اربابِ بست وکشاد کے روز وشب کا جائزہ لیں تو ان کا بسیرا صرف ایوانِ مرمریں میں ہوتا ہے، مگر جب ہماری توجہ اس درویش صفت اتالیق کی شوخیٔ قسمت پر مرکوز ہوتی ہے تو بلا چوں وچرا آپ کی منفرد عزت وتوقیر کا قائل ہونا پڑتا ہے، حلقۂ احباب میں اگر آپ کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں تو قلوب تلامذہ میں بھی آپ سے والہانہ ارادت پنہاں ہے، آپ کی سیرت وکردار کو قیدِ حروف میں محبوس کرنا انجم شماری کے مترادف ہے، میں تو اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے صرف یہی کہوں گا کہ

گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن!
بڑی اداس بڑی سوگوار گزرے گی

اخیر میں راقم از خود بصمیمِ قلب آپ کے اہل خانہ، جامعہ اور آپ کے تمام متعلقین، متوسلین اور معتقدین وغیرہ کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ خطۂ کوکن بلکہ ہندوستان کے لیے آپ کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مولانا امان اللہ صاحب، ایک یادگار شخصیت

قاری نور محمد محمود صالح، شرنگارتلی، حال مقیم: رأس الخیمہ

انسان صرف آب وگل کے مجموعے کا نام نہیں، بلکہ انسان نام ہے انسانیت کے مجسمے کا، اخلاق و کردار کی خوبصورت تصویر کا، زندہ دلی وروشن ضمیری کے عکس اور پرتو کا، یہی وجہ ہے جو زندگیاں ان چیزوں سے خالی ہوتی ہیں قبر کی مٹی ہی ان کی داستان کا حرف آخر لکھ دیتی ہے جس کے بعد ان کا نام ونشان بھی نہیں ملتا، اس کے برعکس جس کی زندگی میں یہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں وہ امر ہو جاتا ہے، وہ مر کر بھی زندہ جاوید بن جاتا ہے، اس کی یادوں کے چراغ سے دنیا کی محفلیں ہمیشہ روشن رہتی ہیں، دیکھیے! ہمارے مرحوم ومغفور مہتمم حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب رحمۃ اللہ کو کہ ان کو رخصت ہوئے کئی دن ہوگئے، لیکن ان کے تذکرے ہیں کہ آج بھی زبانوں پر مچل رہے ہیں، ان کی ہشت جہت شخصیت کے راگ الاپے جارہے ہیں، ان کے کارنامے موضوع سخن بنے ہوئے ہیں اور ان کی عظمت ومحبت پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ اب بھی دلوں پر اپنا سکہ جمارہی ہے۔

مولانا موصوف اخلاق کے حسین پیکر تھے، آپ کی شخصیت کا گوشہ گوشہ اوصاف وکمالات کا آئینہ دار تھا، آپ کی زندگی نمود وشہرت اور جاہ طلبی کے برے جذبات سے بالکل پاک اور سادگی کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی، آپ بیک وقت جمیعت علمائے ہند کے نائب صدر، جامعہ حسینہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم، انجمن دردمندان تعلیم وترقی ٹرسٹ کے ذمہ دار اور بہت سی علاقائی تنظیموں کے سرپرست، صدر یا رکن تھے لیکن سادگی اور کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ نو وارد کو یقین نہ آتا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ ڈیڑھ درجن عہدے ومناصب اور ایک درجن القاب لگائے جاتے ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو دنیوی وسعت اور مالی فراوانی سے بھی نوازا تھا، لیکن اس کا کوئی نمایاں اثر آپ کی ذات پر نظر نہیں آتا تھا، آخر زندگی تک اپنی بائیک پر تنہا گھر سے مدرسہ اور مدرسہ سے گھر آتے جاتے، نہ کوئی ردیف ہوتا اور نہ خادم۔

مولانا کے سینہ میں ایک دھڑکتا پھڑکتا دل تھا جو ہمیشہ انسانیت کے غموں اور پریشانیوں کو لیکر کڑھتا رہتا تھا، امت مسلمہ کی دین بیزاری اور علوم نبوت کے تئیں ان کی بے اعتنائی اور غفلت پر آپ ہمیشہ متفکر اور غمگین رہا کرتے، جامعہ کے سالانہ اجلاس میں جب روداد سنانے کے لیے کھڑے ہوتے تو علاقہ کوکن میں دینی علوم کے تعلق سے جو بین غفلت پائی

جاتی اکثر اس کو بیان کر کے آخر کار رو پڑتے اور سامعین سے بڑی لجاجت کے ساتھ مخاطب ہوتے کہ: ''میں اسوقت آپ سے مالی تعاون اور چندہ نہیں مانگ رہا بس مجھے آپ کے بچے چاہیے جو مدرسے میں آئیں اور اپنے سینوں کو علوم نبوت سے آراستہ کریں'' اس وقت مجمع پر سناٹا چھا جاتا۔

آپ دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دنیا کی بھی فکر کرتے، مدرسہ کا کوئی استاد خانگی پریشانی میں مبتلا ہوتا تو چپکے سے اس کی مدد فرمادیتے، کبھی کسی کو قرض دینے کی نوبت آتی تو قرض دے کر بھول جاتے تا آنکہ مقروض خود آپ کو یاد دہانی کراتا۔ مدرسہ کے اساتذہ اور کارکنان کے علاوہ باہر اگر کوئی مالی تنگی کا شکار ہوتا تو اس کے پاس پہنچ کر از خود اس کی اعانت فرماتے، اسی طرح اگر لوگوں پر عمومی آفت یا مصیبت آن پڑتی تو جمیعت اور انجمن کے پلیٹ فارم سے ان کی جو مدد کی جاتی اس میں بھی پیش پیش رہتے، غرض یہ کہ آپ کا دل لوگوں کے غم واندوہ سے پریشان اور ان کی مسکراہٹ سے تسکین پاتا۔

مولانا انتظامی صلاحیت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، کہنہ مشق شیوخ سے لے کر نو تجربہ کار، ہر استاذ آپ کے دور اہتمام سے خوش تھا، طلبہ کے تعلق سے بھی آپ کے دل میں بے پناہ ہمدردی تھی، اگر کوئی طالب علم انتظامی امور کے سلسلے میں کوئی شکایت کرتا تو اس کو درخور اعتناء سمجھ کر اس طرف توجہ دیتے، اگر یوں کہا جائے تو بجا ہوگا کہ اہل علم سے عقیدت و محبت اور طالبان علوم نبوت کو راحت پہچانے کی فکر کو مولانا نے اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔

آج مولانا ہمارے درمیان نہیں ہیں جس کی وجہ ہر دل حزین اور ہر چہرہ افسردہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ مولانا کی رحلت واقعتہ ایک ایسا صدمہ ہے جس کو طبقہ اہل علم بالعموم اور خصوصا جامعہ کا ہر خوشہ چیں محسوس کر رہا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام سے نوازے، ساتھ ہی ساتھ مدرسہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

نیک صورت حسین سیرت

صاحب علم وحکمت کی ناگہانی رحلت

مولانا فیصل حسن میاں سونڈے، کویت

آج صبح ۴؍جولائی بروز سنیچر ایک انتہائی غمگین اور افسوسناک خبر ملی کہ جامعہ حسینیہ شریوردھن کے مہتمم، استاذ الاساتذہ، نائب صدر جمعیت علمائے ہند، جامعہ سے نکلنے والے رسالہ الہادی کے مدیر اور جناب حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈؒ کے فرزند حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحبؒ اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون. دل اس خبر کو ماننے کے لئے بالکل آمادہ نہیں ہورہا کہ حضرتؒ اس فانی دنیا کو الوداع کہہ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے، لیکن کیا کرے اگر کسی کا وقتِ اجل آجائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ٹال نہیں سکتی۔

حضرتؒ کا تعلق شریوردھن سے ہے، حضرت کی فراغت از ہر ہند، ام المدارس دیوبند سے ہوئی ہے، فراغت کے بعد سے جامعہ میں تقریباً ۴۰ سال کے عرصے تک تدریس واہتمام کو سنبھال کر اپنے فیوض وبرکات سے امت کو سیراب کرتے رہیں۔

حضرتؒ کی شخصیت مقبول عام وخاص تھی، ہر دلعزیز اور ملنسار تھی، خدمت خلق میں اپنی مثال آپ تھی، طلباء جامعہ و اساتذۂ جامعہ کا ہر طرح سے خیال رکھنا آپکا شیوہ تھا، تہجد میں اٹھ کر رب کی بارگاہ میں گڑگڑانا آپکی عادت تھی، اسی طرح اللہ رب العزت نے آپ کو بے شمار صفات حمیدہ سے متصف کیا تھا، ہم نے حضرت مولاناؒ میں جو امتیازی صفت دیکھی وہ آپ کی سادگی ہے، ویسے تو سادگی بہت سارے لوگوں میں ہوتی ہے، لیکن حضرت مولاناؒ کی سادگی اس معنیٰ کر اہمیت رکھتی ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں کافی مال ودولت سے نوازہ تھا اور اسقدر مال ودولت ہونے کے باوجود آپ بہت سادگی کے ساتھ رہتے تھے، لوگ اس بات کو بیان کرنے میں کبھی سمجھتے ہیں کہ ہم نے شاید تصنع کیا ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں حضرتؒ بیٹھتے تھے وہاں کوئی خاص مسند (گدے) کا کوئی انتظام نہیں تھا بلکہ آپ سیدھے سادے جو سترنجی ہوتی ہے اسی پر بیٹھا کرتے تھے، یہ بہت ہی اہم چیز ہے کہ اتنا مال ودولت ہونے کے باوجود اسقدر اپنے آپ کو جھکائے رکھنا اور کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

ہم نے حضرتؒ کے وہ ایام بھی دیکھے ہیں جن میں آپ کو بہت نفع ہوا اور وہ ایام بھی دیکھے جن میں نقصان بھی ہوا اور آپ کی وہ تجارت بھی نہ رہی لیکن ہم ان کے رہن سہن میں کبھی یہ امتیاز نہ کر سکے کہ جب آپ کے پاس پیسہ تھا تب آپ

ایسے تھے اور جب پیسہ کم ہوا تو ایسے ہوئے، اسی طرح ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سرپرست جامعہ حضرت مولانا شوکت نظیر صاحبؒ کے بعد آپ مرجع العلماء والحفاظ تھے، بڑے بڑے معاملات میں آپؒ سے لوگوں نے رجوع کیا اور یہ سمجھیے کہ آپ کی ذاتِ مبارکہ فتنوں پر ایک بند دروازے کی حیثیت رکھتی تھی، اللہ کرے اب اس کی جگہ دوسرا دروازہ لگ جائے اور تمام اختلافات ختم ہوجائیں۔

حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی مدظلہ کے خلیفہ ومجاز تھے، آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ محترمہ، ۵ بیٹیاں، ایک بیٹا حافظ اسجد اور انگنت آپ کے شاگرد اور متعلقین ومتوسلین ہیں۔

میں رب کریم کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ رب العالمین حضرتؒ کے درجات کو بلند کرے، جنت الفردوس آپکا ٹھکانہ ہو، اعلیٰ العلیین کی صحبت آپ کونصیب ہو، جو بھی آپ کے پسماندگان میں ہیں انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور خطۂ کوکن اور خصوصاً جامعہ کو بہترین بدل عطا کرے۔ آمین یا رب العالمین

عجب دست اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے
چمن سے پھول چننا اور ویرانے میں رکھ دینا

نماز جنازہ: ہمارے چند ساتھیوں نے دریافت کیا کہ حضرت مہتمم صاحبؒ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ میں نے اس سلسلے میں ہمارے ساتھی جامعہ کے درجہ حفظ کے استادِ محترم مفتی اسجد کردمے صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ متعدد نمازیں ہوئیں، سب سے پہلے جب جنازہ تیار ہوا تو حضرت مولاناؒ کے بیٹے حافظ اسجد صاحب نے اپنے حق پر شیخ الحدیث حضرت مولانا ابراہیم خطیب صاحب کو ترجیح دی، پھر اسکے بعد جیسے جیسے حضرتؒ کے متعلقین آپ کے آخری دیدار کے لیے آتے گئے، وہ نمازِ جنازہ پڑھتے گئے، آخر میں جب اس جسدِ خاکی کو جامعہ سے اپنے اہلِ خانہ کے دیدار کے لئے شریوردھن لے جایا گیا تو وہاں بھی نمازِ جنازہ باجماعت پڑھائی گئی اور اس وقت امامت کا شرف حضرتؒ کے حقیقی بھائی جناب عطاء اللہ بروڈ صاحب کو حاصل ہوا۔

اللہ رب العزت حضرتؒ کو غریقِ رحمت کرے، آپ کی تمام دینی ودنیوی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نواز کر آپ کے حق میں نجات کا ذریعہ بنائے، ہم اہلِ جامعہ وأبنائے جامعہ کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور آپ کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل نصیب کرے۔ ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد۔

”فإذا فرغت فانصب“ کا ایک اور نمونہ

مولانا نعمان بن قاری داؤد مقادم

نگرانِ مکاتب مرکز الفلاح انپور سندھودرگ

زمانۂ طالب علمی میں غالباً عربی دوم میں استاذِ محترم مفتی سرفراز صاحب سے یہ واقعہ سنا تھا کہ ہماری چھوٹی سی بستی انپور ضلع سندھودرگ میں مدرسہ کی سنگ بنیاد کے وقت جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن سے مؤقر اساتذۂ کرام کی تشریف آوری ہوئی، پروگرام مختصر تھا، البتہ کھانے وغیرہ سے فراغت تک رات کے ایک بج گئے، جامعہ سے انپور بستی کی مسافت تقریباً ۳۵۰ رکلومیٹر ہے، اتنی مسافت کا سفر طے کر کے مکمل وقت پروگرام میں شرکت کرنا مہمان اساتذۂ کرام کی تھکن کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے، بہر حال کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اب روانگی کا مسئلہ درپیش ہے، طے پایا گیا کہ روانگی رات میں ہی ہو، تاکہ آئندہ دن پڑھائی کا ناغہ نہ ہو، سفر شروع ہوا، لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا، لہذا تمام اساتذہ دوبارہ بستی میں آگئے اور فجر بعد روانگی طے کی گئی، تمام حضرات کو آرام کرنے میں تقریباً ڈھائی بج گئے، قریب چار سوا چار بجے ایک شخص اٹھتا ہے اور وضو کر کے مصلی پر اپنے رب کو راضی کرنے کھڑا ہو جاتا ہے، دعا کے وقت اس کے آنسو اس کے چہرے کو بھگو رہے ہیں، یہ شخصیت جامعہ کے سابق مہتمم حضرت مولانا امان اللہ بروڈ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے، حضرتِ والا جس طرح تعلیمی و تدریسی نیز اہتمامی ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دیتے تھے ایسے ہی ہر حال میں حضرت تہجد کا اہتمام بدرجہ اتم کیا کرتے تھے گویا کہ ”فإذا فرغت فانصب“ والی آیت پر حد درجہ عمل کی فکر آپ میں موجود تھی جسکی ایک مثال اوپر ذکر کی گئی، آج جامعہ اور ابنائے جامعہ ایسے مفکر مشفق و مربی سے محروم ہو گئے ہیں۔

اس وحدہ لاشریک لہ سے یہی دعا ہے کہ حضرتِ والا کو غریقِ رحمت فرمائے اور جامعہ کو موصوف کا نعم البدل عطاء فرمائے۔ آمین

یادگار مھتمم حضرت مولانا امان اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

مفتی سلیم معین الدین جھٹام، کویت

حضرت مولانا امان اللہ صاحب برودؒ کے حادثۂ وفات کی خبر سن کرہم بے انتہا غمگین ہیں، آپ کے اہتمام میں اساتذہ وطلبہ کا جوڑ وتعلق، اللہ والوں کی آمد پر خوش آمدید کہتے ہوئے بہترین استقبال، اللہ والوں کی دعائیں لیکر مدرسہ کو عروج پر پہنچانا اور اتنے قلیل عرصہ میں ہندوستان اور بیرون ممالک میں مدرسہ کی خدمات کو عام کرنا یہ آپ کے خلوص کا نتیجہ ہے اور قیامت تک کے لئے ایک نمونۂ عمل، صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت ہے۔

حضرت مہتمم صاحب بلا شبہ ہمارے لئے انعامِ خداوندی تھے، بندہ کے ساتھ ایک واقعہ غالباً عربی اول یا عربی دوم میں پیش آیا جو حضرت مولانا کی دوراندیشی کی ایک ادنی مثال اور طلبہ کے ساتھ آپ کی محبت، شفقت اور ان کے لئے آپ کی قابلِ فخر فکروں کا آئینہ ہے، واقعہ کچھ یوں ہے کہ بعد نمازِ عصر جو مدرسہ کا تفریحی وقت ہوتا ہے، بندہ نے کچھ دنیوی فن سیکھنے کی غرض سے مستقل ایک گھنٹہ آراٹھی گاؤں میں جانا شروع کیا، تقریباً ایک ماہ گزر گیا، حضرت مولاناؒ بائیک سے آتے جاتے مجھے دیکھتے، لیکن ایک ماہ تک مجھ سے کچھ نہیں کہا، بلکہ میرے والد صاحب (اللہ انہیں غریقِ رحمت فرمائے) کو بذریعہ فون اطلاع کردی کہ آپ کا بیٹا عالم دین بننا چاہتا ہے یا دنیادار؟ بس یہ دو جملے میرے مرحوم ومغفور والد محترم کے لئے اور ان کے ذریعے میری رہبری کے لئے کافی ہوگئے، اسی وقت میں نے اپنا ارادہ موقوف کیا اور حضرت مولانا کی دعا سے تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے ہوئے درجاتِ عالمیت کی تکمیل کی۔

حضرتؒ کی وفات ہم سب کے لئے اور خصوصاً جامعہ کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے، اللہ آپ کو شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے، آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جامعہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

مولانا محترم امان اللہ بروڈ رحمۃ اللہ علیہ

کی رحلت کی خبر ناقابل یقین

ڈاکٹر مبشر، مہسلہ، رائے گڑھ

خطۂ کوکن کی نامور شخصیت اور شریوردھن کی عظیم ہستی مولانا موصوف امان اللہ بروڈ رحمہ اللہ تعالی کے انتقال کی اچانک خبر جان کر دل رنجیدہ ہوگیا ہے، کل تک جو ریلیف ورک اور دیگر معاملات میں شانہ بشانہ مصروف عمل رہے اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے رہنمائی کرتے رہے آج اچانک ان کا اس دار فانی سے کوچ کر جانا، نا قابلِ یقین ہے، اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس عطا کرے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ إنا لله و إنا إليه راجعون

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه ووسع مدخله واكرم نزله آمين يارب العالمين

کوکن کی نہایت مخلص اور ایماندارانہ طرز پر اپنی ذمہ داری نبھانے والی شخصیت نہ رہی، مولانا محترم جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر، مسلم بزم اتحاد وترقی شریوردھن کے صدر، جامعہ حسینیہ شریوردھن کے فعال مہتمم اور کوکن کے متعدد اداروں سے منسلک ایک عظیم شخصیت جو آج اچانک ہم سے جدا ہوگئی، بالخصوص مدرسہ حسینیہ کے لیے ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، موصوف نے مسلسل اپنی محنت سے اس ادارے کو کئی سال تک فیض پہنچایا اور اس بلند مقام تک پہنچایا جہاں تک پہنچنے کا خواب بہت سارے ادارے دیکھتے تو ہیں، مگر شرمندہ تعبیر نہیں کر پاتے۔

مولانا محترم مہسلہ کے داماد تھے، اکثر و بیشتر مہسلہ کے مختلف پروگرام میں آپ نے شرکت فرمائی اور قیمتی آراء سے سرفراز کیا، ملی وسماجی مسائل کے پیش نظر، مہسلہ شریوردھن اور اکناف کے مسلم برادران کو آپس میں جوڑے رکھنے کے سلسلے میں بھی موصوف نے ہمیشہ تعاون کیا، مسلم بزم اتحاد وترقی شریوردھن کے صدر کی حیثیت سے آپ نے نہایت بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔

کوکن کے علاقے میں آپ کو مرکزی شخصیت کی حیثیت حاصل تھی، دینی علمی مجالس کی صدارت کے لیے آپ کو چنا جاتا رہا، اپنے منفرد انداز میں شکایت کیے بغیر ہر حال میں مسلسل قومی خدمات کرنے کا ہنر اللہ رب العزت نے انہیں بخشا تھا، ان کے چھوٹے بھائی عطا اللہ میرے (انجمن ہائی اسکول مہسلہ) کلاس میٹ رہے ہیں، لہذا بچپن سے ہی ہم نے

ان کو دیکھا اور بچپن سے ہی ہمیں ان کے ذریعے سماجی کام کی ترغیب بھی ملا کرتی رہی۔

اللہ نے جو انہیں علم وحکمت نوازی وہ انہوں نے اپنی قوم وملت پہ صرف کیا، آیئے! ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور سبھی متعلقین کو صبر عطا فرمائے۔

کوکن میں نثرگ طوفان کی وجہ سے جو تباہی مچی اس تباہی کی بھرپائی کے سلسلے میں موصوف بہت زیادہ فکرمند تھے، اسی سلسلے کی دو اہم میٹنگ میں ان کا ساتھ رہا اور رہنمائی بھی رہی، انہوں نے اپنی تقاریر میں جس سادگی کے ساتھ طوفان کا نقشہ کھینچا نیز اپنے دل کے درد کو اپنے الفاظ میں اتار کر جس طرح پیش کیا ایسی شخصیات آج عدیم المثال ہیں، شری وردھن کے علاقے کے علاوہ مہسلہ میں ریلیف کا کام کس طرح ہو رہا ہے اس متعلق بھی موصوف اکثر فون کیا کرتے تھے اور حالات کا جائزہ لیا کرتے تھے، اسی دوران موصوف کی طبیعت میں گرانی آ گئی تھی، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس غم کی گھڑی میں ہم ان کے اہل خانہ اور تمام رشتہ داروں کے غم میں شریک ہیں۔

خیال بن کے رہ گیا سوال بن کے رہ گیا
چلا گیا جہاں سے وہ مثال بن کے رہ گیا
عمل کا پاسدار تھا بڑا وفا شعار تھا
عروج یوں ملا اسے کمال بن کے رہ گیا

مبشر۔

اس غم کے موقع پر آیئے اخلاصِ قلب کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کی ہر منزل آسان کرے اور جنت کے اعلٰی مدارج سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

تھیں جس کے دم سے بہاریں وہ باغباں نہ رہا

خاکپائے اولیائے نقشبند انجینئر ارشد بن عبدالستار ابارے (پرار)

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد!

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''اولیاء اللہ کے حکایات وتذکرے اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے'' کہ ان کے تذکرے دلوں میں تقویت پیدا کرتے ہیں، اہل اللہ کا وجود امت کے لیے فتنوں سے حفاظت کا سبب ہے، مگر پچھلے کچھ مہینوں سے اس امت پر کئی سارے حوادث مسلسل پیش آئے کہ اللہ کے کئی سارے نیک برگزیدہ بندے اس دارفانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

رہنمائے ملت حضرت اقدس مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قاسمی نقشبندی نوراللہ مرقدہ کا انتقال اہل کوکن، مدرسہ جامعہ اور وابستگان سلسلہ عالیہ کے لئے ایک بہت بڑا حادثہ ہے کہ آج ایک عظیم علمی وروحانی شخصیت کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا اور ہم انکی سرپرستی سے محروم ہوگئے۔

اس عاجز کی حضرت رحمہ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات غالباً ۲۰۱۵ میں مانجرونہ مدرسے کے کسی جلسے کے موقع پر ہوئی جس میں حضرت جی پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ کے انڈیا کے خلیفہ اول حضرت شیخ صلاح الدین سیفی نقشبندی مدظلہ اور حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ تشریف لائے تھے، بعد نماز عشاء میری ملاقات حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ سے ہوئی حضرت سے اپنے حالات سنائے، حضرت نے کافی دعائیں بھی دیں، پھر میں نے حضرت سے انکا نمبر طلب کیا تو حضرت نے مسکراتے ہوئے اپنا نمبر مجھے دے دیا۔

اس جلسے کے کچھ مہینوں بعد میں ہر دس دنوں میں جامعہ حسینیہ حضرت رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوجاتا، ہر مرتبہ کی حاضری پر حضرت رحمہ اللہ علیہ سے تصوف اور سلوک کے مضامین پر کافی باتیں سننے کا موقع ملتا، حضرت اس عاجز پر بہت شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، بعض خصوصی مجلسوں کے دوران جس میں یہ عاجز اور حضرت ہی ہوتے، موقع کی مناسبت کو دیکھتے ہوئے اکثر حضرت رحمہ اللہ علیہ سے ان کے ابتدائی زندگی کے حالات بھی پوچھ لیتا تھا، جس میں پتا چلا کہ ابتدائی زندگی میں حضرت رحمہ اللہ علیہ دعوت کے کام سے بھی جڑے ہوئے تھے۔

بھائی عبد السلام ملاک صاحب کے ساتھ کافی وقت جماعتوں میں چلنے کا موقع بھی ملا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی طالب علمی کی زندگی سے ہی قطب کوکن حضرت مولانا سید شوکت علی نظیر رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے کے بغیر کوئی کام انجام نہ دیتے، طالب علمی کی زندگی میں جب دار العلوم دیوبند میں پڑھتے تھے اسی دوران حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کیا، مزید الحمدللہ یہ بات بھی پتا چلی کے حضرت کو کل تین مشائخ سے اجازت وخلافت حاصل رہی۔

سب سے پہلی خلافت ۲۰۰۹ میں سفر عمرہ کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے ایک معروف خلیفہ حضرت شیخ محمد ذکی صاحب مدنی مدظلہ سے ملی جس کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔

دوسری اجازت وخلافت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ کی جانب سے ۲۰۱۳ میں دوران اعتکاف ذامبیہ میں ملی۔

تیسری خلافت حضرت مولانا شاہ منیر احمد صاحب مدظلہ کی طرف سے ۲۰۱۴ میں حاصل ہوئی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی دعوت تعلیم اور تزکیہ دین کے ان تینوں شعبوں کا مجموعہ تھی اور اللہ رب العزت نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دین کا خوب کام لیا۔

مادر علمی ازہر کوکن جامعہ حسینیہ کے ۴۰ ر سال مہتمم رہے اور ۲۰۱۷ میں جمیعت علماء ھند کے نائب صدر منتخب ہوئے ان ساری ذمہ داریوں کو حضرت نے بخوبی نبھایا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے حضرت کی نسبتوں کے نور کو انکی نسلوں میں جاری فرمائیں۔آمین

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

ہر نصیحت جان ودل افروز تھی

جناب نذیر احمد ہرزک، دبئی

رمضان المبارک ہی سے کچھ ناخوش گوار خبریں موصول ہو رہی تھی، مگر جولائی کے ابتدائی دنوں ایک خبر جو موصول ہوئی حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کے انتقال کی یہ خبر پوری امت مسلمہ کے لیے صدمے کا باعث بنی خاص کر ہم کوکنی برادری کے لیے تو یہ خبر انتہائی افسوس ناک تھی، مگر قانون قدرت ہے ''کل نفس ذائقۃ الموت'' ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اس خبر کے ساتھ جو یادیں حضرت سے ملاقات کی ذہن پر سوار ہوئی انہی کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔

یوں تو متحدہ عرب امارات میں جب کسی کو کئی شخصیت کی آمد کی خبر یہاں کے سماجی خدمت گزار حضرات کو ملتی ہے تو دل خوشی سے اچھلتا ہے، اس درمیان وہ شخصیت جس نے کوکن کو دینی تعلیم کا مرکز بنایا ہو اس کی آمد کی خبر موصول ہو تو یہاں رہنے والوں کی جو خوشی کی کیفیت ہوگی اس کے بیان کے لیے میرے پاس الفاظ کا فقدان ہے۔

جولائی 2017 میں ایک ایسی ہی خبر دبئی میں مقیم علماء کرام کے ذریعہ ہمیں موصول ہوئی کہ انشاء اللہ حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی دبئی تشریف آواری ہو رہی ہیں، یہ خبر ہم کوکنی برادری کے لیے باعث مسرت و سرور تھی اور بہت دیرینہ خواب تھا اس شخص کو ملنے کا جس نے خطہ کوکن میں عموماً اور شریوردھن علاقے میں خصوصاً اسلامی تعلیمات کا جو باغیچہ بنایا ہے اور اس باغیچے کے پھول ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اسی میں سے متحدہ عرب امارات میں ہماری علماء کرام اور حفاظ کی بنی ہوئی ایک تنظیم ہے اور اسی تنظیم کے ذریعہ ہمیں حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

امارات کوکن کمیٹی کے ایک فرد شکیل صحیح بولے صاحب کی قیادت میں مولاناؒ سے ملا، الحمد اللہ بہت سارے تجربات مولانا نے ہم سے شیئر کئے جن کو مختصراً ایک شعر میں نقل کرتا ہوں، بقول شاعر

ہر نصیحت جان و دل افروز تھی
دوستوں کی فکر غم اندوز تھی

الحمد اللہ کئی ہدایات دی بہت کچھ ہمیں اس چھوٹی سی ملاقات میں مولاناؒ سے سیکھنے کو ملا، ایک خاص اور بہت عجیب بات جو مولاناؒ نے دران گفتگو کہی ''اختلاف رحمت ہے جبکہ مخالفت زحمت ہے'' ان دو سطری ہدایت میں ہمیں تنظیمی و فلاحی

تعلیمات کی قبیل سے بہت کچھ حاصل ہوا۔

مرحوم محترم حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کی ان ہی تعلیمات سے انشاء اللہ ہمارے مستقبل کی رہنمائی ہوگی، جس سے قوم وملت کو بلندی تک پہنچانے کی ترکیب ہم نے اس چھوٹی سی ملاقات میں سیکھی، انشاء اللہ اس کو اپنے زندگی کے لائحہ عمل میں داخل رکھنے کی پوری کوشش کریں گے، امید تھی کہ باربار یہ ملاقات کا سلسلہ جاری رہے گا اور آپ کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے رہے گے، اس لیے کہ آپ کی گفتگو کا اثر کچھ اس طرح تھا، بقول شاعر

ایک ہلچل تھی جوان و پیر میں
یہ امانت تھی تیری تقریر میں

اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه ووسع مدخله واكرم نزله وغسله بالماء والثلج والبرد اللهم نقهم من الذنوب كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس أعظمَ اللهُ أجرك وأحسَنَ عزاءَكَ.. وغَفَر ذنبك البقاء لله۔ اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائے اور سب کو صبر جمیل اجر جزیل عطا فرمائے آمین

کچھ یادیں اور مولانا مرحوم نور اللہ مرقدہ کی ماضی سے وابستہ باتیں

مولوی ابرار بن عبدالرزاق الحسینی

خادم: مسجدِ مریم حسین پورہ برونڈی داپولی رتنا گیری

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیران ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

۴؍ جولائی ہفتے کے روز (سنیچر) سورج کی روشنی بھی ماند پڑ گئی تھی اور کچھ میسج آ رہے تھے کہ مہتمِ جامعہ کی طبیعت کافی ناساز چل رہی ہے، بعد نمازِ فجر ساتھیوں کی رائے آئی کہ مہتمِ جامعہ کو بیماری سے افاقہ کے لے صدقہ نکالا جائے، یہ بات تو طے ہو چکی تھی، کچھ گھنٹے گذرنے کے بعد یہ خبر موصول ہوئی کہ مہتمِ جامعہ کی طبیعت میں کچھ افاقہ آیا ہے، تو اس پر ربِ کائنات کا شکر بجالائے، کچھ ہی لمحات گزرے تھے کہ کسی نے روتے ہوئے کہا کہ مولانا امان اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا۔

اس کا وہ دل کو دہلانے والا منظر، آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، ضبط کے باہر تھا، دل اس بات کو تسلیم نہیں کر رہا تھا کہ یہ خبر صحیح ہے یا پھر غلط، آہستہ آہستہ خبریں ارسال ہوتی گئیں کہ مولانا اس دارِ فانی سے دارِ بقاء کے لباس کو زیبِ تن کر کر رخصت ہو گئے، کیونکہ ایک طرف ابناء جامعہ، فارغینِ جامعہ، جامعہ کی در و دیوار، اربابِ جامعہ، اپنے آنکھوں کو نم، دل کو مغموم پا رہے تھے، زمین پر بھی اہلیانِ کوکن اپنی اپنی آنکھوں کو اشکبار کر رہے تھے، تو دوسری طرف آسمان بھی اپنی رحمتِ خاصّہ سے رو رہا تھا، بس سب کی زبان پر ایک ہی لفظ رواں دواں تھا کہ اس پر فتن ماحول میں، پر آشوب حالات میں، جہاں پر امت مسلمہ جن حالات سے دو چار تھی، مہتمِ جامعہ ہم تمام کو اکیلا چھوڑ کر مولائے حقیقی سے جا ملے، گویا تمام زبانِ حال سے کہہ رہے تھے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن تمام اہلیانِ کوکن، ابناء جامعہ غموں سے بے چین اور بے قرار تھے، کیونکہ چمنستانِ عالم کے باغ میں ایک ایسا درخت رونما ہوا تھا جس کے پھولوں کی خوشبو سے اربابِ جامعہ، جامعہ کی در و دیوار اور اہلیانِ کوکن کے علاوہ اطراف واکناف کو معطر کر دیا تھا اور کیوں نہ معطر ہو جن کا تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ گرامی سے تھا، ہر ایک آپ کے گفتار سے اپنے دل کے دریچوں کو مسرور کرتا، آپ کے بیان و دعا کے اندر وہ تاثیر تھی کہ سب آپ کے گرویدہ ہو جاتے اور کہنا پڑتا کہ جلسہ ہو یا کوئی دینی محفل، آپ ہی کے زیر صدارت کارواں آگے چلے گا۔

لیکن آج ہم پر یہ کیسا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے، ہم سب مشفق، محسن و مربی، استاذ الاساتذہ، حضرت مولانا امان اللہ قاسمی

صاحب جن کو پہلے دامت برکاتہم العالیہ جیسے مبارک نام سے یاد کیا جاتا تھا، آج "رحمہ اللہ" لکھتے ہوئے دل غمگین، آنکھیں اشکبار، اور ہاتھ کانپ اٹھتے ہیں، یقیناً ہم نے علم وعمل، اخلاقِ حسنہ کے پیکر، صلاح وتقوی، صبر وتحمل سے لبریز ایک حقیقی و سچی تصویر کو تن تنہا مٹی میں چھپا دیا، ہر ایک، چاہے وہ علماء کرام کا جمِ غفیر ہو یا پھر عوام الناس کا، ان کے رخصت ہونے پر مغموم ونالہ ہے۔

اس بلبلِ چمن کو چمن میں نہ ڈھونڈئے
تاجِ سخن پہ جو تھا غزل خواں نہیں رہا

آپ کی محبت طالبانِ علومِ نبوت سے بے پناہ تھی، چاہے وہ طالب علم چھوٹے درجہ کا ہو یا پھر بڑے درجات کا، سب سے یکساں پیار بھرا رویہ رکھتے، اساتذۂ کرام سے بھی شفقت اور پیار ومحبت سے پیش آتے تھے، عوام الناس سے جب ملتے تو ادب، اور ہمدردی کا نیا سبق دیتے، آپ کے علمی، وروحانی، سماجی، جہاں پر بھی پروگرام یا جلسے ہوتے تو بلا جھجک دعوت کو قبول فرما کر آنے والے کو خوشی کا سنہرا موقع فراہم کرتا اور لوگوں کی دعوت بھی زیرِ صدارت کی ہی ہوتی، آپ کا درد بھرا بیان نوجوانان سے، اور عوام سے بہت ہی اہم پیغامات پر ہوتا اور آخر میں درد بھری دعا، دعا کے وہ الفاظ ابھی کانوں میں گونج رہے (اللھم لک الحمد کلہ ولک الشکر کلہ) وہ لمحے بھی آنکھوں کے سامنے منظر کشی کر رہے ہیں جب آپ عطر کی شیشی سے عطر نکالتے اور ہاتھوں سے ڈاڑھی مبارک پر گھماتے، صبح صبح طالبانِ علوم نبوت کو سرفراز کرنے کے لیے رواں دواں ہوتے وہ عجیب منظر تھا، ہم ۲۰۱۷ کے تمام ساتھیوں کو حضرت مولانا مرحوم رحمہ اللہ سے (عمدۃ السالک) پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، بڑھا دلکش اور انوکھا اندازِ بیاں، سمجھانے کا طریقہ بھی بالکل آسان تھا۔

بہر کیف اس دنیائے رنگ وبو سے ہم تمام کو ایک وقتِ موعود پر جانا ہے، لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو ایسے کام، ایسی دل کو روشن کرنے والی یادیں اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جو رہتی دنیا تک اپنے انمٹ نقوش دلوں پر نقش کرتی ہیں، زمانہ مہتمِ جامعہ رحمہ اللہ کو ہر موڑ پر یاد کرے گا، ربِ کریم سے دعا ہے کہ مہتمِ جامعہ کی مغفرت فرمائے، اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے اور اربابِ جامعہ، فارغینِ جامعہ، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مولانا مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
آپ جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی
ائے آبروئے ابن رحیمی تجھکو سلامِ شوق
ائے آروزے مدنی تجھ کو سلامِ شوق

ہزاروں نظمیں وفاء کی ان کے

مولوی سہیل عبدالعزیز پٹیل رام راج، علی باغ

ہزاروں نظمیں وفاء کی ان کے لبوں پہ آکر مچل رہے ہیں
لبوں پہ لیکن لگے ہیں پہرے جو بن کے آنسو نکل رہے ہیں
زباں ہے ساقط قلم ہے حیراں بتاؤں کیسے میں راز پنہاں
کہ بحر غم میں اٹھا ہے طوفان تو دریا دریا ڈھل رہے ہیں

کل نفس ذائقة الموت۔ یوں تو ہر نفس نے دنیا میں جنم ہی اس لئے لیا ہے کہ ایک نہ ایک دن اسے رخصت ہونا ہے۔لیکن بعض ایسے نفوس قدسیہ ہیں جن کی جدائی اہل خانہ، اہل قرابت، اہل علاقہ، اور خصوصا اہل علم و ماتحت حضرات کے لیے ایک عظیم رنج وحزن کا باعث ہوتی ہیں۔

ان ہی نفوس قدسیہ میں ایک عظیم شخصیت ہمارے مشفق ومربی استاذ محترم حضرت مولانا امان اللہ صاحب رح کی ذات گرامی ہے، حضرت کی شخصیت واوصاف ہر ایک کے سامنے اظہر من الشّمس ہے اور ماشااللہ بہت سے اساتذہ اور ساتھیوں نے اپنے قیمتی مضامین میں ذکر بھی کئے ہیں۔

بندہ حضرت رح کا ایک ادنی سا طالب علم ہے اور ایک قلبی لگاو کے اعتبار سے کچھ یادیں کچھ باتیں رقم طراز ہے، حضرت کی ذات گرامی دکھلاوا نام ونمود وشہرت سے بالکل پرے تھی، منصب اہتمام کو سنبھالنے کا ایک نرالا انداز تھا۔ہم نے حضرت سے فقہ شافعی کی مشہور کتاب عمدہ السالک پڑھی ہے بہت قریب سے حضرت کو دیکھنے اور سنے کا موقع ملا، حضرت کا آٹھ سالہ زندگی میں ایک الگ ہی درس وطلباء کی ہمت افزائی کا انداز تھا، وہ اپنے آپ کو بہت مخفی رکھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ دوران درس ایک واقعہ سنایا، فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رح کی خانقاہ میں تھے، حضرت شیخ الحدیث صاحب رح نے ایک دن صبح خواب بیان کیا کہ رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا شرف حاصل ہوا، خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سالکین خانقاہ میں رہنے والوں کو اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا، بس یہ الفاظ مہتمم صاحب کے منہ سے نکلے اور اس قدر روئے کہ ہم تمام طلباء کو اشک بار کردیا، تب پتہ چلا کہ

ہمارے استاذ محترم ہندوستان کے مشہور و معروف اکابر کے ساتھ منسلک ہیں۔

حضرت نے طلباء کو کبھی اپنے مہتمم ہونے کا احساس نہیں دلایا خود میری زندگی کا تجربہ ہے کہ جب بھی حضرت سے مشورہ کرتا، چاہے وہ علمی ہو یا گھریلو اعتبار سے ہو تب بھی حضرت بہترین رہنمائی فرماتے، انتقال سے چند روز قبل مفتی رفیق صاحب کی ایماء پر بندہ کا اپنے استاذ محترم حضرت مولانا ناصر لانبے و دیگر اراکین انجمن حلقے علی باغ کے ہمراہ کابلہ کا سفر ہوا، اس سفر میں مہتمم صاحبؒ کو دیکھنے اور سنے کا موقع ملا۔

کیا پتہ تھا کہ یہ نورانی چہرہ آخری بار دیکھ رہے ہیں اور فکر انگیز خطاب آخری بار سن رہے ہیں، جب سے خبر موصول ہوئی ہے یقین ہی نہیں ہو رہا ہے، لیکن بالآخر دل کو یقین دلانا ہے کہ حضرت ہم میں نہیں رہے۔

انہیں چند سطروں پر قلم کو روک لیتا ہوں، آخر میں اللہ تعالی سے دعا گوں ہوں کہ اللہ تعالی حضرتؒ کی بال بال مغفرت فرمائے آمین

رہے سلامت ہماری نسبت

مولوی عدنان بن نذیر بڑے، چانڈ گاؤں روہا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

دنیا قائم ہونے کے قبل ہی سے استاذ اور شاگرد کا رشتہ چلا آ رہا ہے، قرآن مجید میں اس کی واضح ترین مثال موجود ہے، سب سے پہلے استاذ خود باری تعالیٰ ہے اور آپ کی شاگردگی کا سب سے پہلا شرف حاصل کرنے والے ابو البشر، ابو الانبیاء، سیدنا حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات گرامی ہے، استاذ اور شاگرد کی نسبت بھی روز ازل سے جاری وساری ہے۔

اسی نسبت کے رئیس اور قابل ذی وقار فدائے دل وجاں، سینکڑوں شاگردوں کے مشفق ومربی استاذ، المرحوم حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن ہیں یہ ان شخصیات میں سے ہیں جنھیں لوگ اور سماج رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے، آپ کی رحلت سے نہ صرف سماج میں بلکہ ہم علماء اور اہل علم حضرات کے لیے بھی بڑا خسارہ ہے، آپ نے ام المدارس دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنی زندگی کو لوگوں کی بہتری کے لیے اور خاص طور سے جامعہ کے لئے وقف کردی تھی، آج جو جامعہ سارے عالم میں ایک تناور درخت بن کر ساری امت کے لئے علمی سماجی خدمات انجام دے رہا ہے اس میں حضرت مولانا کا بھی کافی بڑا کردار ہے جسے بھلانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمیں آپ سے شاگردگی حاصل ہے، ہم نے آپ سے فقہ شافعی کی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ ترین کتاب جو مقبول ومعروف ہے عمدۃ السالک وعدۃ الناسک پڑھی ہے، لیکن دل سے مجھے اس بات پر بڑا فخر ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جنھیں حضرت مولانا مرحوم نے **عمدۃ السالک وعدۃ الناسک** جیسی فقہ شافعی کی ایک مشہور وعمدہ کتاب پڑھائی ہے۔

آپ کی نسبت جو ہم سے جڑی ہے وہ قابل فخر اور قابل شرف ہے، آپ ایک قابل استاذ کے ساتھ ساتھ بے مثال مہتمم ہے جس نے کم وبیش چالیس تک جامعہ کی باگ ڈور سنبھالی اور جامعہ کو زمین سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچانے میں

ہمہ وقت اپنے آپ کو کھپایا، یہ بات ہم اہلِ علم حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔

سوچا تھا تیری سادگی پہ لکھوں گا اک غزل
افسوس کے تیرے معیار کے الفاظ نہ مل سکے

استاد کی تعریف اگر ان لفظوں میں کی جائے تو غلط نہ ہوگا "ایک استاد لوہے کو تپا کر کندن، پتھر کو تراش کر ہیرا بناتا ہے استاد معمار بھی ہے اور لوہار بھی" یہ واجب الاحترام اور لائق تعظیم ہے، ایک زمانہ تھا جب طالب علم حصول علم کی تلاش میں میلوں کا سفر پیدل طے کرتے تھے، سالہا سال ملکوں میں گھومتے گھر بار سے دور رہ کر اپنے علم کی پیاس بجھاتے تھے، استاد کی سزاؤں کو جھیلتے تب جا کر نگینہ بنتے ،مگر اُس دور میں طالب علم باادب اور باتہذیب ہوتے تھے، استاد کے قدموں میں بیٹھنا، ان کی باتوں کو خاموشی سے سننا ان کا مزاج تھا، مذاق اڑانا تو دور کی بات نظر اٹھا کر بات کرنے سے بھی ڈرتے تھے۔

حضرت مولاناؒ کے پڑھانے کا اپنا ایک انوکھا انداز تھا، اکثر اوقات جب تک ہم طلبہ کو تشفی نہ ہوتی حضرت مولاناؒ اپنے انداز میں ہمیں سمجھاتے اور واقعتاً سمجھاتے اس وقت ان کے چہرہ پر جو چمک نظر آتی اسکا جواب نہیں، اسکا اندازہ آپ کو اس بات سے ہوگا کہ بسا اوقات ہم میں سے کوئی بیجا سوال بھی پوچھتا تو مولاناؒ کے چہرہ پر ذرا سا بھی نہ ہی بل نظر آتا اور نہ ہی کوئی شکن اور مولاناؒ بڑے نرم لہجہ میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتے اور اسکے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو بڑے اکرام سے کہتے مفتیانِ کرام سے جا کے پوچھ لو ہمارے یہاں الحمدللہ بہت بڑے بڑے مفتیان موجود ہیں (اس سے مراد جامعہ کے دیگر اساتذہ کرام ہیں) سچ کہے تو یقین ہی نہیں ہوتا کہ آج مولانا ہمارے درمیان نہیں رہے، اللہ حضرت مولانا کی مغفرت فرمائے۔اور انہیں اپنے فضل و کرم سے کروٹ کروٹ آرام نصیب کرے (آمین)۔

دنیا سے بڑی مشقت اور تکلیف نیز اپنے آپ کو کافی تھکا کر ہمیں یتیم کی طرح چھوڑ کر ہم سے رخصت ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اساتذہ کی مغفرت فرمائے، جو اساتذہ حیات ہیں ان کی عمر میں عافیت والی برکتیں نازل فرمائے، اور آپ کا نعم البدل نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

مجھے فخر ہیں کہ میں آپ کا شاگرد ہوں

مولوی سلمان بن عبدالحمید غوری، کوکنی

دیکھا نہ کوہ کن کوئی فرہاد کے بغیر
آتا نہیں ہے فن کوئی استاد کے بغیر

روز ازل سے دنیا کا یہ قانون رہا ہے کہ انسان دنیا میں کبھی بھی تنہا وقت نہیں گزار سکتا، وہ کئی رشتوں ناتوں کے ساتھ جڑا رہتا ہے، ان میں سے کچھ رشتے اور تعلق خون کے ہوتے ہیں، جبکہ بہت سے رشتے اور تعلق روحانی، اخلاقی اور معاشرتی طور پر بنتے ہیں، ان میں ایک رشتہ استاذ کا بھی ہے، اساتذہ کو معاشرے میں روحانی والدین کا درجہ حاصل ہے، اسلام میں استاذ کا رتبہ والدین کے رتبے کے برابر قرار دیا گیا ہے، کیونکہ دنیا میں والدین کے بعد اگر کسی پر بچے کی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو وہ ہمارے اساتذہ ہیں، کیونکہ اساتذہ ہی ہیں جو دنیا میں جینا اور رہنا سکھاتے ہیں اور کتابوں کا علم سمجھنے میں مدد دیتے ہیں، اس لحاظ سے اساتذہ واجب الاحترام شخصیات ہیں، ان میں سے ہمارے قابل ذی وقار عظیم المرتبت بلند ہمت مشفق و مربی استاذ، محترم مرحوم حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، (مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کوکن) کی ذات اقدس ہے۔

آپ نے جس حکمت اور دانائی کے ساتھ جامعہ کے اہتمام کی کٹھن ترین ذمہ داری بحسن خوبی نبھائی، ایسے ہی آپ نے علم کے پیاسوں کی تشنگی کو بڑے ہی جد و جہد کے ساتھ بجھانے میں مصروف رہے، آپ کے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں شاگرد بالواسطہ اور بلاواسطہ ملک اور بیرون ملک میں خالص اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے مختلف خدمات کے ذریعہ جامعہ اور اپنے عظیم الشان اساتذہ کے نام روشن کررہے ہیں، آپ کا شاگرد ہونا ہمارے لئے شرف کی بات ہے، آپ کے زیرِ عاطفت رہنا ہماری شان ہے، آپ سے علم حاصل کرنا ہمارے لئے فخر کی بات ہے، آپ کے وہ تمام جامع کلمات جو ابتدائی اسباق کے موقع پر سنے تھے آج بھی کانوں میں گردش کررہے ہیں، آپ کے پڑھانے کا وہ نرالا انداز آج بھی چشم گلزار بنا ہوا ہے۔

جن کے کردار سے آتی ہو صداقت کی مہک
ان کی تدریس سے پتھر بھی پگھل سکتے ہیں

آپ اپنے تمام شاگردوں کو یتیم کر گئے، آپ کی ناقدری کی بنا پر آنکھوں سے آنسو زمین پر برس رہے ہیں، آپ کی رحلت ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

تاریخ کی کتابوں میں ایک واقعہ ملتا ہے، قدیم زمانے کی بات ہے کہ ایک بار فاتحِ عالم سکندر اپنے استاد ارسطو کے ساتھ گھنے جنگل سے گزر رہے تھے کہ راستے میں ایک بڑا برساتی نالہ آیا جو تازہ موسلا دھار بارش کی وجہ سے بپھرا ہوا تھا، یہاں استاد اور شاگرد کے درمیان تکرار شروع ہوگئی کہ پہلے نالہ پار کون کرے گا؟ سکندر بضد تھے کہ نالے کی دوسری طرف پہلے وہ جائیں گے بالآخر ارسطو نے ہار مان لی اور پہلے سکندر نے ہی نالہ پار کیا، جب عالم اور طالب علم نے نالہ پار کرلیا تو ارسطو قدرے سخت لہجے میں سکندر سے مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ کیا تم نے مجھ سے پہلے راستہ عبور کر کے میری بے عزتی نہیں کی؟

سکندر نے انتہائی ادب سے قدرے خم ہو کر جواب دیا، ہرگز نہیں استاذ محترم، دراصل نالہ بپھرا ہوا تھا اور میں یہ اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، کیونکہ ارسطو رہے گا تو ہزاروں سکندرِ اعظم وجود میں آئیں گے لیکن سکندر ایک بھی ارسطو کو وجود میں نہیں لاسکتا۔

اس واقعہ سے بھی یہ بات پتہ چلتی ہے کہ استاذ عظیم المرتبت ہے اس کا احترام اور قدردانی ہمہ وقت شاگردوں پر واجب ہے۔

استاذ کی شان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور مقولہ ہے: ''جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا ہو میں زندگی بھر کے لئے اس کا غلام ہوں، پھر چاہے وہ مجھے فروخت کردے یا آزاد کردے۔''

اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ محترم کی بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جو ہمارے اساتذہ حیات ہیں ان کی عمروں کو عافیت کے ساتھ دراز فرمائے، ان کی قدردانی نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین

ماں باپ اور استاد سب ہیں خدا کی رحمت
ہے روک ٹوک ان کی حق میں تمہارے نعمت

ستارہ جو ڈوب گیا

مولوی ابرار بن اخلاق فیضی (ارن)

یہ دنیا آنی جانی ہے، یہاں ہر چیز فانی ہے، بقا اور دوام خالص اس رب کائنات کے لئے ہے جو اپنی ذات میں احد و صفات میں حی لا یموت ہے، جس کے قانون کے مطابق اس دار فانی میں کسی کو دوام نہیں، لیکن بعض حضرات اس قدر داغ مفارقت دے جاتے ہیں کہ تا دیر اس کے نقوش باقی رہتے ہیں، جس کی ترجمانی کسی شاعر نے کچھ اس طرح کی:

بچھڑا کچھ اس طرح سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے جہاں کو ویران کر گیا

ایسی ہی ایک شخصیت خطہ کوکن کے علمی طبقے کو یتیم کر کے اپنے مولائے حقیقی کو جا ملی، میری مراد مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن "مولانا امان اللہ عبد الرحیم بروڈ" رحمہ اللہ ہے۔

ویسے بھی سال ۲۰۲۰ء کو عام اسود سے تعبیر دی جائے تو شاید بندہ اپنی اس جسارت میں غلط نہیں ہوگا، اس لیے کہ دور نبوت سے لے کر آج تک مختلف فتنوں نے سر اٹھایا ہے، لیکن دجالیت وفرعونیت کا جو فتنہ سال ہذا میں اپنے عروج پر ہے جس کی زنجیروں میں ہر عام وخاص جکڑا جا رہا ہے اور ذہنوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر رہا ہے، باہمی تعلقات اور رشتہ داری میں دراڑیں بپا کر رہا ہے، اسی پر بس نہیں معیشیت کو بھی تباہ وبرباد کرتے جا رہا ہے۔

ان سنگین حالات میں جہاں قائدین کی بے پناہ ضرورت ہے، ان سنگین حالات کو باریک بینی سے معائنہ کر کے لوگوں کی صحیح رہنمائی کریں اور راہ مستقیم کے ٹمٹماتے ستارے بنیں، جس کی روشنی سے امت کو حق کی آگاہی ہو، مگر کف افسوس ملتے ہوئے یہ عبارت حوالہ قرطاس کرنی پڑ رہی ہے کہ مختلف علاقوں اور اداروں سے تعلق رکھنے والے علماء حق، پاسبان ملت، قائدین زماں، علامہ الدھر، کوکب السماء وزینت الارض اپنے مالک حقیقی سے جا مل رہے ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

اسی طرح کے کچھ سیاہ بادل ۴ رجولائی کی صبح ساڑھے ۹ سے ۱۰ کے مابین خطہ کوکن کے ضلع رائے گڑھ میں گردش کرنے لگے اور ہم تمام کے سرپرست اعلی اور میرے مشفق ومربی واستاذی مدیر جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن وجمعیت ہند

کے نائب صدر کی حیثیت رکھنے والے ٹمٹماتے ستارے کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت والا بڑے ہی باکمال تھے، آپ کے اوصاف شفاف چشمے کے مانند، آپ کے اخلاق قابل دید و رشک تھے ، بڑے شیریں زباں کے حامل، انتہائی خندہ پیشانی و سادہ مزاجی اور بڑے باوقار و ملنسار طبیعت کے حامل تھے، اپنی ذمہ داری کے احساس سے طلباء عزیز پر ایک باپ کی طرح شفقت کرنے والے اور ماں کی ممتا سی محبت کرنے والے ایک قابل رشک مہتمم تھے۔

علالت سے پہلے تک بلکہ کچھ ذرائع سے پتا یہ چلا کہ علالت کے باوجود بھی سائکلون میں تباہ ہونے والے لوگوں کی تلافی کی جستجو و حاجت روائی میں لگے ہوئے تھے اور ان ضرورت مندوں کے جبینوں کی رونق و گفتار کی سخن لا کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوئے۔

بندہ بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہے کہ اللہ حضرت والا کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کی جملہ خدمات کو شرف قبولیت سے آراستہ فرمائے، ادارے جامعہ کو بہترین نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جامعہ کی مرکزی شخصیت

حافظ محمد رضا بن مولانا زبیر فقیہ آرائی

آہ آہ آہ ایک مخلص، خداشناس، وقت شناس، ایک فعال، متحرک، انتہائی شاطر وزیرک مدیر جو خوف وخطر کی آہٹ کو دور ہی سے محسوس کر کے بڑے خوش اسلوبی وحسن تدبیر کے ساتھ جامعہ کی بدظنی کو پسپا کرنے والا خداداد صلاحیت کا مالک، میری مراد سید الاستاذ حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قاسمی رحمہ اللہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے، وہ آفتابِ کوکن سارے علاقے کو اپنی بیش بہا قیمتی خدمات کی روشنی دیتے دیتے ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یوں تو بہت سے پھول کھلتے ہیں چمن میں مگر بڑی مدتوں بعد ایک ایسا پھول کھلتا ہے جو سارے چمن کو مہکانے کی صلاحیت رکھتا ہے، کچھ لوگ اس دارفانی میں ایسے کارنامے کر گزرتے ہیں کہ وہ اپنے زرّیں نقوش تاریخ کے اوراق پر چھوڑ کر ان اوراق کی زینت کو دوبالا کر دیتے ہیں، حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی ذات گرامی بھی اس وصفِ عالی سے متصف تھی کہ جب بھی جامعہ کی تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں گے مولانا مرحوم کے کارناموں کا سنہرا باب ضرور آنکھوں کو تازگی بخشے گا۔

اس کارخانہ آب وخاک میں جب جسدِ خاکی آنکھیں کھولتا ہے تو اسی خاک میں آب ودانہ ختم ہوتے ہی وقت موعود پر دائمی نیند سو جاتا ہے جسے ہم موت سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ زندہ حقیقت ہے کہ بزم ہستی کے ہر ذی روح کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، مگر کچھ لوگ ساکنان فرش کے لیے باعث رشک، قابل تعریف، سبب چین وسکون اور چراغِ ہدایت ہوتے ہیں، اسی میں سے ایک خطہ کوکن کی عظیم وبالاثر شخصیت عارف باللہ حضرت مولانا امان اللہ بروڈ بھی ہیں، جن کی وفات سے نہ صرف خطہ کوکن بلکہ ملک کا بیشتر علاقہ سوگوار ہے، جن کا سانحۂ ارتحال خطہ کوکن کے لیے انتہائی عظیم خسارہ ہے، کیونکہ خطہ کوکن کے ذرہ ذرہ پر خصوصاً جامعہ کے در ودیوار پر مولانا کے گراں قدر احسانات ہیں، جنہوں نے کرسیٔ اہتمام پر زندگی کی چالیس سے پینتالیس بہاریں جامعہ کی تعمیر وترقی میں صرف کر دیں، آپ کی زندگی ہر ایک کے لیے بالخصوص منصب اہتمام پر براجمان مہتمموں کے لیے مشعل راہ اور ذمہ داروں کے لیے شمع ہدایت ہے۔

جہاں تک حضرت کے عہدوں کا تعلق ہے مولانا مرحوم بیک وقت جامعہ حسینیہ کے مہتمم، مسلم بزم اتحاد کے دائمی صدر، جمیعت علماء ہند کے نائب صدر، مجلس علمی کوکن کے صدر، حضرت مولانا پیر ذوالفقار کے خلیفہ ومجاز اور مجمع الامام الشافعی کے رکن تاسیسی تھے۔

بہرکیف! آپ کا مختصر تعارف یوں کہ آپ "خطہ کوکن کے دینی وعلمی سرپرست اعلیٰ اور خدمت خلق کے بحرِ بیکراں

تھے، مولانا مرحوم لحیم شحیم لمبی وگھنی داڑھی والے بڑے بہادر ونڈر انسان تھے، حضرت والا کا رب ذوالجلال سے بڑا گہرا تعلق تھا جب بھی مولانا رب کریم کے سامنے ہاتھ اٹھاتے تو فوراً آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں، مولانا کی دعا بڑی رقت آمیز ہوتی تھی، مولانا خوب ملنسار، مشفق ومربی استاذ کی حیثیت رکھتے تھے۔

حضرت نے اپنے عالی ظرف اور غیر معمولی حکمت عملی سے نہ صرف اپنے شیدائیوں کو بلکہ اپنے ناقدین ومخالفین کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا تھا، عوام کو جامعہ حسینیہ سے روشناس کرا کر عوام کے دل میں علماء کرام کی محبت اور علوم دینیہ کی چاشنی پیدا کرنے کا جو کام حضرت والا نے انجام دیا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے، مولانا مرحوم خطہ کوکن میں ایک مؤقر رہنما کی حیثیت سے دیکھے جاتے تھے، ان کی آراء کو اہل دانش کے یہاں خاصہ وزن حاصل تھا، حضرت کو اہل علم حضرات میں ایک بارعب شخصیت کا مقام حاصل تھا، جمیعت علماء ہند میں بھی آپ صاحب الرائے مانے جاتے تھے، آپ جامعہ کی مرکزی شخصیت کے حامل تھے، مولانا کی زندگی ایک بے مثال نمونہ تھی۔

اللہ پاک کا احسان ہے کہ راقم کی آنکھیں حضرت کے دیدار اور ہاتھ لقاء بابرکت سے سرشار ہیں، آپ اہل تصوف کے قول ''من عرف نفسه عرف ربه'' کی حقیقت سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ اپنے قول وعمل سے اس جملے کے ترجمان تھے، چاند مدتوں زمین کی گردش کرتا ہے تب جا کر ایسی عظیم المرتبت ہستی کو دنیا اپنی فانی آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل کرتی ہے، مولانا مرحوم جملہ نیک صفات کے حامل، عالم باعمل، تقوی وخلوص کی دولت سے مالا مال، محبت الٰہی اور عشق نبی سے سرشار ایک قدآور شخصیت کے مالک تھے جو ۴/جولائی ۲۰۲۰ء صبح تقریباً نو بجے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے داغِ مفارقت دے گئے۔ **اللھم اغفر له ورحمه......آمین**

حقیقت یہ ہے کہ ان کی سیرت کے نقوش جس قدر دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے جائیں گے مولانا کی عظمت وفضیلت کے احساسات بڑھتے چلے جائیں گے، حضرت والا کے تمام فضائل وکمالات کا احاطہ احقر کے لیے اس مختصر سی تحریر میں ممکن نہیں۔

بندہ تمام اساتذۂ کرام، ذمہ داران جامعہ اور بالخصوص حضرت کے اہل خانہ کے حق میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے، اور بارگاہ خداوندی میں ناچیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالی حضرت کا نعم البدل عطا کرے، حضرت کو غریقِ رحمت کرے اور حضرت کے درجات کو بلند فرما کر کروٹ کروٹ چین وسکون آرام اور راحتیں بخشے۔ آمین ثم آمین....

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

جزاکم اللہ خیر واحسن الجزا

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

مولوی سلمان بن عبدالحمید غوری، کوکنی

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

دل رنجیدہ ہے، آنکھیں اشکبار ہیں، ہاتھوں میں کپکپاہٹ ہے، زباں سے الفاظ نکلنا دشوار ہے، جب آپ کی رحلت کی خبر کانوں میں پڑی گویا پیروں سے زمین کھسک گئی، بدن کے پرزے ڈھیلے پڑھ گئے، آپ کی محبت کا سمندر دل ہی دل میں ٹھاٹھیں مارنے لگا آپ کی ناقدری آنسوؤں کی شکل میں بہنے لگی۔

حضرت فدائے ملت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی نقشبندی نوراللہ مرقدہ (مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن، نائب صدر جمیعت علماء ہند، خلیفہ ومجاز حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا منیر احمد صاحب کالینہ دامت برکاتہم العالیہ) کی اندوہناک رحلت کی خبر سے ملک وبیرون ملک خاص طور سے علاقہ کوکن میں صفِ ماتم بچھ گئی اور رنج والم کی لہر دوڑ گئی۔

آپ عظیم الشان رہبر اور قائد کے ساتھ ساتھ بہترین سماجیات اور خدمت خلق میں مصروف ترین شخصیات میں سے ایک تھے، آپ نے اپنی ساری زندگی خاص طور سے عمر عزیز کے آخری چند ایام رفاہی کاموں اور غریبوں اور محتاجوں کی امداد میں گزاری ہے، اور اسی تگ ودو سے متاثر ہوکر آپ نے مختصر سی علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔

ان تمام تر مصروفیات کے باوجود آپ بے مثال مہتمم اور ہزاروں شاگردوں کے مشفق استاذ بھی تھے، آپ نے کم و بیش چالیس سال تک انتہائی سنجیدگی، متانت، حلم اور بردباری سے علاقۂ کوکن کا مشہور ومعروف ادارہ جسے ازہر کوکن بھی کہا جاتا ہے جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے اہتمام کو سنبھالا ہے، الحمدللہ آج جامعہ جو آسمان علم کی بلندیوں کو چھورہا ہے اس کی ترقی میں اور اسے چمکانے میں حضرت کا بھی اہم کردار ہے، جسے بھلایا نہیں جاسکتا ہے۔

آپ بے انتہا متقی پرہیزگار عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ خوش مزاج خوش طبیعت عالی ظرف بااخلاق اور کم گو تھے، آپ کی طلباء کے ساتھ ہمدردانہ مشفقانہ اور تربیتی لب ولہجہ میں گفتگو کرنا نہایت قابل ذکر ہے اور قربان جاؤں آپ کی

سادگی پر، آپ کی سادگی آپ کے کپڑوں سے جھلکتی تھی حالانکہ اللہ تعالی نے بے انتہا مال وزر سے نوازا تھا، پھر بھی سادہ مزاج شخصیت کے مالک تھے، آپ کی ان اداؤں کو اور آپ کی ان عادتوں کو بھلانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، گویا کہ آپ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک عادت دل میں گھر کر گئی ہو۔

بیشک آپ کی رحلت سماج کے لئے اور علاقے کے لئے ایک خلا ہے، جس کا پورا ہونا مشکل ہے، آپ اتنے عالی مقام ہیں کہ آپ کی رحلت ہر ایک کے لئے غم کا باعث ہے اور آپ وہ شخصیت ہیں جسے کھونے کا زمانہ افسوس کریگا، مگر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے، اللہ تعالی کا فیصلہ اٹل فیصلہ ہے:

وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌفَاذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (اعراف: ۳۴) اور ہر گروہ کے لئے ایک مدت مقرر ہے تو جب ان کی وہ مدت آجائے گی تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہوں گے اور نہ ہی آگے۔

آپ کی حیثیت ہم طلباء جامعہ کے حق میں ایسی ہے گویا کہ باپ کی حیثیت، آپ کے رحلت کی خبر سنکر وہ تکلیف اور رنج وغم محسوس ہوا جو والد محترم کے انتقال پر بھی نہیں ہوا تھا، ہم ایک بیش قیمت موتی کی پہچان سے نا آشنا رہے، یہ ایک قدرت کا نظام ہے کہ بیش قیمت موتی کی پہچان اور قدردانی اس کے کھونے اور چلے جانے کے بعد پتہ چلتی ہے۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

اللہ رب العالمین آپ کی بال بال مغفرت فرمائے، کروٹ دہ کروٹ راحت نصیب فرمائے، اہل خانہ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، امت کے لئے آپ کا نعم البدل نصیب فرمائے اور آپ کو اعلی علیین میں مقام نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین

ستارے زمیں کے بجھے جا رہے ہیں — ہمارے اکابر اٹھے جا رہے ہیں
کچھ اس طرح ٹوٹا ہے تسبیح کا دھاگا — کہ سارے ہی موتی گرے جا رہے ہیں
مدارس ہمارے ہوئے بند ایسے — کہ ذی علم روٹھے ہوئے جا رہے ہیں
یہ نبیوں کے وارث، زمیں کا یہ سبزہ — یہ دھرتی کو ویراں کئے جا رہے ہیں
وہ جن سے تھیں روشن فضائیں وطن کی — دیئے رفتہ رفتہ بجھے جا رہے ہیں
افق پار کیا، علمی محفل ہے کوئی — سبھی اہل دانش چلے جا رہے ہیں

رخصت اے بزم جہاں سوئے وطن جاتا ہوں میں

حافظ اسامہ بن رجب برمارے، ابنِ راہی

از ہر ہند دیوبند نے اپنی تاریخ میں اپنے چشمۂ حیواں سے کئی تشنگانِ علم ودانش کی سیرابی کی ہے، اس نے امت کو کئی سپوت دیے ہیں۔علماء وصلحاء، مفتیان وفقہاء، مفکرین وقراء غرض ایک بہت بڑی جماعت تیار کی جس نے اپنے فضائلِ علمی، خصالِ احمدی، کردار کی بلندی اور امت کی رہنمائی کے جذبے کے ساتھ ماضی میں امت مسلمہ کی کامیاب رہبری کرکے دورِ صحابہ کی یاد تازہ کردی، ہمارے مخدوم ومحترم، جمعیت علمائے ہند کے قومی نائب صدر، سلسلۂ نقشبندی کے اجازت یافتہ، جامعہ حسینیہ کے ۴۰/ سال مسند اہتمام پر فائز مہتمم حضرت مولانا امان اللہ قاسمی نقشبندیؒ بھی اسی مایہ ناز جماعت کے ایک فردِ ممتاز تھے۔

حضرت بلا کی ذہانت، لطیف فطانت، حاضر دماغی وحاضر جوابی، مردم شناسی اور معاملہ فہمی جیسی کامیاب صفاتِ عالیہ سے متصف تھے۔بہترین مجوز وقائد اور انتظامی مہارت میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔مختلف نظریات، متنوع طبیعتوں، متفاوت عمروں، اور الگ الگ نقطۂ نظر رکھنے والے افراد کو ایک جگہ جمع کرکے سب کی رائے کو بڑی دوراندیشی سے اہمیت دے کران کی خواہشات وافکار پر مدبرانہ کنٹرول کرتے ہوئے ان سے کام لیتے تھے، ان گنت مسائل کے پہاڑ تھے جو اس کاخِ فقیری کے آگے دب گئے، فکری اختلاف کے کئی طوفانِ بلاخیز تھے جو اس پرسکون ساحل پر دم توڑ گئے، تملّق وحاشیہ برداری کے کئی کانٹے تھے جو اسکے سامنے پھول ہوگئے، افتراق کی کئی آندھیوں نے اس چراغ کو بجھانا چاہا مگر ناکام رہیں، اندرونی وبیرونی حالات نے اسے گرانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی مگر پائے ثبات میں جنبش بھی نہیں ہوئی، آپ والا کو افتراق وناچاقی کے لئے سم قاتل گردانا جاتا، مختصر یہ کہ آپ جامعہ کے لئے ایک آہنی دیوار تھے اور آپکا ماہرانہ اہتمام گویا اعلان کررہا تھا۔

مرے حلقۂ سخن میں ابھی زیرِ تربیت ہیں
وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ ورسمِ کج کلاہی

حضرت شیخ الاسلامؒ کے لگائے ہوئے نوآموز پودے (جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن) کے نگہبان تھے، آپ نے اسی پلیٹ فارم سے اہلیانِ کوکن کی دینی فکریں کی، کوکنی قوم کے تنِ مردہ میں حیاتِ ایمانی کی روح پھونکی، آپؒ نے جہالت کی شبِ تاریک کو سپیدۂ سحری، مردہ دلوں کو تموّجِ بحری، جذباتِ خوابیدہ کو آشفتہ سری اور حبسِ رواج وسماج کو معراجِ فکری

عطا کی، آپکی سرپرستی میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں سائلینِ علمِ نبوت حاملینِ کتاب وسنت بن کر شش جہات میں پھیلے، جن بلبلوں کی نوائے ایمانی سے کوکن کی وادیوں میں وہ نغماتِ سرمدی بلند ہوئے کہ جن سے گلشن معمور ہوگیااور بدعات وخرافات سے پاک ہوا، مگرحضرت رح ہمیشہ پردۂ خمول میں رہے، انکی سادگی، تواضع اورخاموش مزاجی بے مثال تھی، ان کی اپنے آپ کو چھُپانے کی فطری کوشش اور کسرِ نفسی کی وجہ سے ان کے کارناموں، محنتوں، مشقتوں، علمی گہرائیوں اور انتظامی امورمیں پیش آمدہ رکاوٹوں کی تفصیل جاننے والا بہت ہی محدود طبقہ ہے، کئی ایسے ہیں کہ جن کوحضرت کی رحلت کے بعدان کی علوِشان کامعترف ہونا پڑا۔

میں بے نیاز مرد ہوں صلہ کی آرزو نہیں
کسی کو فکر نام کی مجھے غرض ہے کام سے

راقم کا حضرتؒ سے ہمیشہ قلبی لگاؤ رہا، چونکہ والدِ محترم (حضرت مولانا رجب برمارے) نے حضرت ہی کے دورِ اہتمام میں جامعہ حسینیہ سے عالمیت کی تکمیل کی اور فراغت کے بعد سے تقریباً ۲۴/ سال کا عرصۂ دراز حضرت سے تعلق، رائے مشورہ اوران سے دلی عقیدت ومحبت میں گزارا، علاوہ ازیں عم زاد مفتی فیاض احمد حسینی بھی اسی چشمۂ شیریں سے سیراب ہوئے، اس وجہ سے جامعہ کے ساتھ اورخصوصاً حضرت کے ساتھ عقیدت ہمیشہ رہی۔گرچہ خودراقم کو جامعہ میں تشنگیِ علم کی سیرابی کاموقع نہیں ملا (چونکہ راقم جامعۃ العلوم گڑھا، گجرات میں زیرتعلیم ہے) مگرپھربھی تعطیلات میں ایک دن ہی سہی کشاکشا جامعہ کی پُرکیف بہاروں کی سیر کرنے ضرور جاتا اورحضرتؒ سے ملاقات ضرورکرتا۔

اسی طرح دسمبر 2018 کوایک بارجامعہ میں حاضری ہوئی، حضرتؒ سے دفتر میں ملاقات کیاوراپنا مقالہ (فخرِ کوکن...حضرت مولاناسیدشوکت علی نظیرؒ) خدمت میں پیش کیا، وہ لمحات یادکرتاہوں تودل مچل جاتاہے، ہائے ان کی محبت وشفقت اورحوصلہ افزائی کاکیاعالم تھا!!! مجھ جیسے کوتاہ نظروکم ظرف طالب علم کی وہ تشجیع کی اورخوردنوازی کے وہ جوہر دکھائے کہ راقم بس مبہوت ہوگیا۔مقالہ چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھااورکہاکہ اسکوضرورپڑھوں گا۔اورفرمایا: ’’ابن رجب بہت اچھالکھاہے۔‘‘اس جملہ کوآج بھی یادکرتاہوں توپھولےنہیں سماتا۔

حضرت مولانا رح کوراقم نے الگ الگ اوقات میں مختلف طبیعتوں کے ساتھ دیکھا، کبھی انتظامی امور میں بلا کی سنجیدگی تومذاق ومزاح کی محفلوں میں شگفتگی، چھوٹوں کے ساتھ مہربانی وخوردنوازی، بڑوں سے بات کرتے ہوئے برجستگی و شستگی، فکری بالیدگی، جذبات کی جولانی، نسرگ طوفان کے وقت لوگوں کی ضروریات بہم پہنچانے کے لیے حضرت کی

جانفشانی دیکھی، مجمع الامام الشافعی کے سیمینار میں بوقت خطاب ایک صاحبِ بصیرت فقیہ کی گہرائی و بے قراری تو اصلاحِ معاشرہ میں ایک زاہدِ شب بیدار کی دلسوزی کا مشاہدہ کیا، اہلِ ثروت کے ساتھ شانِ استغنائی تو طلباء سے تخاطب کے وقت نسلِ نو کی فکر پاسبانی سے سرشار نظر آئے اور جامعہ کے سالانہ جلسوں میں سیفِ زبانی اور شعلہ بیانی اپنے عروج پر ہوتی۔ جب بڑے رقت آمیز لہجے میں کہتے کہ ''میں تم سے تمہارے بچوں کا سوال کرتا ہوں، اپنے بچوں کو دینی مدارس میں داخل کرو...'' اس وقت راقم کو یوں محسوس ہوتا کہ ملتِ اسلامیہ کے لئے لُٹنے، مرنے اور مٹنے کی سچی لگن لیے ایک دور اندیش مجروح عندلیب گلستانِ محمدی میں کراہ رہا ہے، اور اقبال کا مصرع یاد آجاتا۔

حضورِ حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ حشر سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

مگر ان سب کے باوجود دنیا کا اصول ہے کہ ہر ایک جانے کے لیے آیا ہے، لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے کا قاعدہ کام کرتا ہے، اسی کے چلتے ان (لاک ڈاؤن) دنوں میں کئی سارے علماء وصلحاء کے انتقال کی خبروں نے مبہوت کیا ہوا تھا، دنیا کے فنا پذیر طریقۂ کار اور سلسلہ وار موتوں نے آنکھوں سے آنسوؤں کو ہی خشک کر دیا، مگر حضرت کی وفات سے جو تہلکہ مچا، دل کی جو حالت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے، والد صاحب کو تو بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے خود دیکھا اور خود راقم بالکل خاموش تھا، اس (حضرت کی بیماری والی) رات کے حالات اور حضرت کی رحلت کا سن کر سارے وجود پر ایک سکوت طاری تھا، ایک ایسا سکوت جس میں انسانیت کے دعویداروں کی عقلوں پر ماتم اور اس ظلم کے خلاف نالہ و شیون پوشیدہ تھا۔

تھے بہت طعنے ہوس کے اہل دل کی زیست پر
اے تری قدرت!! کہ مرگِ عاشقی اچھی رہی

دل یادوں کے جھروکوں سے ماضی میں اس بلند کردار کو تلاش کرنے لگا، جن سے کوکن کے آتش زار میں سایہ تھا، چھاؤں تھی، خنکی تھی، مگر ہر جگہ ایک ہُو کا عالم تھا اور شریوردھن محلہ کے قبرستان کی ایک کونے والی قبر سے یہ دلفگار آواز آ رہی تھی۔

کہو کہ شورشِ عالم یہاں چلی آئے
بڑا سکون مرے گوشۂ مزار میں ہے

حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زامبیا افریقہ میں آمد

مولانا محمد علی بن یونس صالح شر نگارتلی فی الحال مقیم زامبیا افریقہ

زامبیا براعظم افریقہ کا غریب ملک ہے جس کا اکثر علاقہ جنگلات پر مشتمل ہے، یہاں سیاہ فام لوگ جو زیادہ جنگلات میں رہتے ہیں غریب مگر قناعت پسندی عاجزی انکساری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، زیادہ تر لوگ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، علاقائی مسلمان کم لیکن سچے مسلمان ہے، مسجد سے دور ہونے کے باوجود بھی جمعہ مسجد ہی میں ادا کرتے ہیں، ۵ یا ۶ کلومیٹر دور سے آنا عام بات ہے، ۱۰ یا ۲۰ کلومیٹر دور رہنے والے صبح ۶ بجے گھر سے نکلتے ہیں اور جمعہ پڑھ کے شام گھر پہنچتے ہیں، یعنی ان کی جمعہ پورے دن کی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ زامبیا افریقہ میں میری موجودگی میں سب سے پہلے ۲۰۱۲ء رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ کے آخری عشرہ میں پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہ کی مجلس اعتکاف کے لئے تشریف لائے۔

اعتکاف ختم ہوتے ہی آپ کپری امپوشی جہاں کوکنی حضرات رہتے ہیں عید کی نماز کے بعد تشریف لائے، آپ نے ہماری مسجد (مسجد امام شافعی) میں ظہر کی نماز ادا کی اور نماز کے بعد آپ کا بیان ہوا جس میں آپ نے کوکنی حضرات کو دین کی فکر دلائی اور کوکن و جامعہ کے حالات کو سب کے سامنے رکھا، اس دوران آپ کا قیام خلیل کاپڑی صاحب کے گھر رہا اور عبدالرزاق چافیکر اور لیاقت کاپڑی صاحب آپ کے ساتھ رہے۔

اس سال جامعہ تقریباً ۱۵ لاکھ کے خسارے میں چل رہا تھا، الحمدللہ ہمارے حضرات نے بھرپور تعاون کیا خصوصاً مولانا عمر کاپڑی صاحب (فارغین اولین جامعہ) الحمدللہ مولانا عمر صاحب ہمیشہ جامعہ کی فکر کرتے رہتے ہیں اور مولانا عبدالمجید کاپڑی صاحب (استاد قرات سبعہ دار العلوم لوساکا) جن کو حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کے ساتھ قلبی لگاؤ تھا اور بندہ (امام وخطیب مسجد امام شافعی کپری امپوشی زامبیا افریقہ) آپ کے ساتھ رہے اور اس سال کا مالی خسارہ پورا ہوا، اسکے بعد ہم سب لونگسٹن (جہاں مشہور ابشار ہے) چلے گئے، وہاں حضرت نے پالتو شیر کو ہاتھ میں پکڑا تھا، دو دن بعد یہاں سے واپسی ہوئی، ان ایام میں عبدالعزیز کاپڑی صاحب نے ہمارا خوب ساتھ دیا، واپسی کے دوسرے ہی دن آپ کی ہندوستان واپسی

ہوئی یہ سارے حضرات ہوائی اڈے تک آپ کے ساتھ رہے۔

آئندہ سال پھر حضرت کی آمد اور خلافت سے سرفرازی:

آئندہ سال ۲۰۱۳ء رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ آپ پھر تشریف لائے اس سال کے مجلسِ اعتکاف میں آپ کو دستارِ خلافت سے سرفراز کیا گیا۔اس سال بھی آپ عید کے لئے کیپری امپوشی تشریف لائے اور عید کی نماز ہم نے آپ کے امامت میں ادا کی پھر ایک دن حضرت کا قیام رہا اور انڈولا مولانا عمر صاحب کی دعوت پر جانا ہوا۔اس دوران آپ نے جامعہ میں بچوں کے لئے ۳۰۰ بیڈ کا تقاضا رکھا الحمدللہ اس کو بھی ہمارے حضرات نے پورا کیا۔اس کے دوسرے ہی دن آپ کی واپسی ہوئی لیکن آپ کو ان حضرات سے اور ان حضرات کو آپ سے بڑا لگاؤ ہوگیا، پر افسوس آئندہ سال آپ تشریف نہ لا سکے کیونکہ پیر صاحب کا زامبیا میں آنا نہ ہوسکا۔

لیکن بندہ ہمیشہ حضرت سے بذریعہ فون رابطہ میں رہا، آپ کو ہر وقت جامعہ کی فکر رہتی، آپ نے وصال سے دو ماہ پہلے بھی جامعہ کے تعلق سے رابطہ کیا تھا، اللہ ہم سب میں آپ کی فکریں منتقل کرے اور آپ کا نعم البدل عطاء کرے اللہ ان کی مغفرت کرے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کرے۔

ستارہ جوٹوٹ گیا

علماء کوکن امارات

فلک پر تیری آمد سے ملائکہ جشن کرتے ہیں
تیری پاکیزگی موت پر سب رشک کرتے ہیں

آہ مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قاسمیؒ!!

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

''کل نفس ذائقة الموت'' کے قائدے کے تحت اس دارفانی میں جو بھی آیا وہ اپنے وقت موعود پر اس دنیا سے رخصت ہوا،لیکن کچھ ایسے افراد بھی آئے ہیں جنہوں نے اپنے سے زیادہ دوسروں کے لئے زندہ رہنے کو ترجیح دی ہے، جن کی شبانہ روز کی محنت نے روئے زمین پر بسنے والے افراد کے لئے ایک راہ ہموار کی، مفکر اسلام حضرت مولانا معتبر ذرائع سے پتہ چلا کہ ہسپتال میں بھی ذکر کی حالت میں مالکِ حقیقی سے جاملے۔

ملک کے علمی،فکری،ملی، دینی، مذہبی حلقوں کے علاوہ پورے عالم اسلام میں اس روشن چراغ کے گل ہونے کی خبر بجلی بن کر گری اور جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے علاوہ ہر اس شخص کو ہلا کر رکھ دیا جو مولانا کی شخصیت اوران کی خدمات سے واقف تھا۔

یہ صدمہ ایک مصلح، راسخ العقیدہ، عالم باعمل، کاروان حق کے قافلہ سالار، شریعت کی پکار، حق کی آواز کو بلند کرنے والے داعی، روحانی مرشد، قائداور صدیوں میں پیدا ہونے والی ہمہ جہت شخصیت ومفکر اسلام کی موت کا صدمہ ہے۔

الحمدللہ حیات بھی خوشگوار اور وفات بھی شاندار اور قابل رشک، آں موصوف امتیازی مقام رکھتے تھے، مفکر اسلام کے شفقت کے واقعات تو بے شمار ہیں، ان کی محبت ہر خاص و عام کیلئے تھی، جامعہ میں اپنی تدریسی زندگی کے آغاز کے بعد جامعہ کے اہم ترین عہدے اہتمام کی ذمہ داری تاحیات سنبھالتے ہوئے رخصت ہوئے، جامعہ میں تازہ روح پھونکی اور اسکو سیاسی میدان بننے سے ہمیشہ محفوظ رکھا، تعلیمی، سماجی، سیاسی، جماعتوں کے قائدین اور شہر کے ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات شریک ہوتے۔

حضرت اپنے مفید کلمات، گرانقدر مشوروں اور ہدایت سے نوازتے، جس سے ذہن کو حرارت اور فکر میسر آتی، دل کے اضطراب کو دور کرنے، انسانی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کے لئے سامان تقویت اور امن وسکون ملتا۔

عالم ربانی کے پاکیزہ اخلاق، نرم روی، زندگی کے طور طریقے میں انتہائی درجے کی سادگی، مزاج کی شگفتگی ونرمی کے علاوہ اللہ نے دنیا میں جو مرحوم کو مقام عطافرمایا تھا وہ قابل دید اور لاحق تحسین ہے۔

مرحوم کا عوام سے خطاب ہو یا طلباء سے گفتگو، اہل علم سے درددل کہہ رہے ہوتے، سب کو وعظ ونصیحت کے بجائے آئینہ دکھانے پر یقین رکھتے، ان کی ملکی اور عالمی پیمانے پر گہری نظر تھی، سرگرم سیاست سے دور رہے، لیکن وطن عزیز کی محبت اورخوشحالی اور ترقی کے لئے بے چین رہتے، نفرت وکدورت کی خلیج کو محبت و پیار میں بدلنے، درپیش مشکلات ومسائل کے حل کے لئے قرآن وحدیث سے رجوع کرنے کا درس دیتے اور خلوص کو کامیابی کی کنجی وایمانی فراست کو کامیابی کی ضمانت سمجھتے۔

ماضی قریب میں مفکر اسلام کی تقاریر میں وطن عزیز بٹنے نہ دینے پر زور دے کر فرماتے ہم اس ملک کے مالی اور چمن آرا ہیں، توانائی اور ہم نے بہترین صلاحیتیں صرف کی ہیں، کسی صورت میں ہم اس ملک کو تاراج ہوتے، اسکا نقشہ بگڑتے اور اسکا نقصان ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔

مولانا کہیں دردمندی کے ساتھ دل کے دروازے پر باوقار انداز میں دستک دیتے تھے، تہذیب وتمدن، سیاست و حکومت، ادب وفلسفہ اور علوم وفنون کے آشیانے انسانیت کی شاخ پر قائم ہیں، اگر انسانیت کی شاخ باقی تو آپ جیسا چاہیں ویسا نشیمن بنالیں، ورنہ نشیمن کا بقاء کہاں؟ طلبہ سے فرماتے: ''شاخ ملت تم ہی سے ہری ہوسکتی ہے۔''

مدارس عربیہ کی اہمیت کو اجاگر فرماتے کہ مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے، جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلم ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں جہاں پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے اور جہاں پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے۔

اختصار کے ساتھ پیش یہ ہے کہ ایسی جامع شخصیت کے بارے میں کیا رقم کریں؟ مرجع خاص وعام، امت مسلمہ کا سرمایہ، علم وتقوی کے اعتبار سے مینارہ نوران کے دم سے ہم شاگردوں کی عزت وآبرو، سادگی ان کا شیوہ، عزم واستقلال ان کی ڈھال، زاہد بے ریا، ہر مکتب فکر کے لئے قابل قبول، عالم اسلام میں جامعہ کو جو عظمت ومقبولیت ملی ان میں مولانا کے خلوص، عظیم شخصیت اور ذات گرامی کا بڑا دخل اور کردار ہے، انشاء اللہ علماء کو کن امارات مرحوم استاذ الاساتذہ کی فکروں اور عزائم کو زندہ رکھنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔

دعا ہے کہ رب ذوالجلال جامعہ کی فضیلت وامتیاز کو برقرار رکھے، مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطافرمائے، جامعہ کو نعم البدل سے نوازنے کے ساتھ مدارس عربیہ کی حفاظت فرمائے۔ ربنا تقبل منا

عقیدت مند اظہار عقیدت ایسے کرتے ہیں　　　تیری خاطر دعائے مغفرت ہر لمحہ کرتے ہیں

قائدٌ وفقيدٌ رَحِلَ عَنَّا وَلَمْ يَرْحَلْ مِنَّا

أمان الله عبد الرحيم برود (أبو أسجد)

الشيخ محمود فرفرے، رياض

الحمد لله الذي اختص نفسه بالبقاء ، و قهر عباده بالفناء ، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ، وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

إن يوماً أتى عليك ليوم ... كورت شمسه و كان مضيئًا
كتب الموت على الخلق فكم ... فل من جيش وأفنى من دول

رحم الله ذاك القائد و الفقيد .. الذي كان سداً منيعاً بتوفيق الله تعالى لكثير مما حدث في إطار الجامعة، اللهم ارفع درجته في عليين و اخلفه في عقبه في الغابرين و اجعل له لسان ذكر في الآخرين.

إن فقد العالم ليس فقدًا لشخصه ولا لصورته، وليس فقدًا للحمه ودمه، ولكنه فقد لجزء من ميراث النبوة، وهو العلم، وذلك مؤذن بقرب الساعة وفشوّ الضلالة؛ عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: إِنَّ اللهَ لا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رؤوسًا جُهَّالاً، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔ (رواه البخاري و مسلم) وبقلب يعتصره الألم، تقبلت قضاء الله وقدره بحزن أليم، وإيمان عميق، وصبر بالغ ، لقد ترك فقيدنا رحمه الله فراغاً كبيراً لا في قلب فقط ، بل وفي قلوب جميع مَن عرفوه ، من صغار و كبار ، ومن أقرباء وأصدقاء ، فانهدم بموته ركن عظيم من أركان الجامعة ، و انطفأت شعلة كان لها سنى البرق وأريج المسك، وفقدت به الجامعة رجلاً كبيراً وقائداً عظيماً، كبيراً بعقله، كبيراً بأعماله. ف:

المرء بعد الموت أحدوثة ... يفني وتبقى منه آثاره
فأحسن الحالات حال امرئ ... تطيب بعد الموت أخباره
يا قائدنا ، ما أنتَ في ذا أولٌ ... كلُّ نفسٍ للمنايا فرضُ عَيْن

هلكَتْ قبلك ناسٌ وقرَى　　ونَعى الناعون خيرَ الثقلين
غاية ُ المرءِ وإن طالَ المدى　　آخذٌ يأخذه بالأصغرين
وطبيبٌ يتولى عاجزاً　　نافضاً من طبِّه خفيْ حنين
إنَّ للموتِ يداً إن ضَرَبَتْ　　أَوشكَتْ تصْدعُ شملَ الفَرْقَدَيْنْ

(الفرقدين: النجم القطبي ونجم آخر يشبهه) فالمصاب عظيم، والخطب جلل، كيف لا وهو يتعلق بإنسانٍ له مكانة كبيرة بيننا، وخاصة نحن أبناء الجامعة، حيث إن فقد شخص عزيز على القلوب ليس بالأمر السهل أن تسمعه الآذان وتتناقله الألسن بمجرد خبر فقط كطيف عابر.

إنا فقدنا شخصية جليلة وقائداً عظيماً "أمان الله عبد الرحيم برود" أبا أسجد"، نسأل الله أن يتغمده بواسع رحمته ويدخله فسيح جناته۔ له بالغ الأثر في قلوبنا جميعاً، فقد جاءنا هذا الخبر المفجع، فكان وقعه كالصاعقة على نفوسنا، والكل في دهشة وانبهار عند سماعه فجر السبت الرابع من يوليو لعام 2020م.

لا شك أن الحديث عن قائدنا وفقيدنا لا تحصيه هذه العبارات من خلال هذه الأسطر البسيطة المتواضعة، فهو ليس كأي شخصية عادية نكتب عنها ونذكر مناقبها وما إلى ذلك، إنه رجل وأي رجل، قائدٌ وأي قائد، رجل الحكمة، وقائد فذٌّ حكيم، تشهد له الجامعة وأهلها.

وفي حياته الخاصة: كان المثل المضروب في نبل الشمائل، وكريم الصفات، فكان متقياً زاهداً ورعاً، بعيداً عن السمعة والرياء، ولا علاقة له بالقنوات الاجتماعية (سوشل ميديا)، ولكن حينما دعت الحاجة للجامعة نادى عبر إحدى هذه القنوات، فهزت في جميع أنحاء وأرجاء العالم نفوس من لهم علاقة وحب بالجامعة.

ها هي القلوب قد تفجعت ألماً، والنفوس انفطرت حرقة، والدموع سالت عن بكرة مفجعاً، عند رحيلك يا أبا أسجد، يا من كنت الحامي للجامعة وأهلها، ولكن حين اختارك الله عز وجل، فلم يبق لنا إلا الرضا بالقضاء والقدر والتسليم لأمره سبحانه وتعالى، ولا نملك إلا أن نقول: قدر الله ما شاء فعل، "إنا لله وإنا إليه راجعون".

لكن العظماء لا يرحلون حقاً، وذكرياتهم تخلدهم في القلوب ما دام النبض، ونحن الموجوعون

بفقده ، المشتاقون لمحياه الأغر ، نفقده جسداً وصوتاً وحدثاً جديداً ، لكنه مقيم ما حيينا في كل ضلع ووريد، وكلماته لن تغادرنا وهو يحمل أمانتنا لفضلاء الجامعة "اعتبروا كل منهم أمان الله شخصياً".

وإن كان الفقد بحجم الفقيد العظيم الذي لا يتكرر على مستوى البشرية جمعاء، إلا أن العزاء الذي تركه لنا بحجمه أيضاً فنحن نحبه قبل الرحيل وبعد مغادرته للرفيق الأعلى، نسأل الله أن يتغمده بواسع رحمته، ويدخله فسيح جنته، وجزاه خير ما جزى قائداً عظيماً وزعيماً حكيماً عن الجامعة وأهلها وأباً عن أبنائه.

فنم قرير العين أيها الملهم الكبير... فأنت لم تمت أبداً... لأن الموت البيولوجي هو نهاية الأجساد... أما أنت أيها الكبير... أيها الأب والأخ والزميل والصديق فستبقى حياً خالداً، لأنك لم تكن جسداً خاملاً.. .بل كنت روحاً تسري بيننا، وقلباً ينبض بالأمل، وطموحاً جارفاً نحو المعالي... كنت يا ايها القائد العزيز قيماً تمشي ورسالة تتجسد وتلك كلها معان لا تموت ، بل هي باقية تخلد ذكراك ورسمك.

نم قرير العين يا أبا أسجد، فالجامعة ستبقى خالدة خلود الحرف والكلمة والصورة والصوت... نم فأهل الجامعة سيؤدون رسالتها النبوية كاملة غير منقوصة بإذن الباري ووفق الخطى الاحترافية والحضارية التي أعليتَ صرحه عالياً في سماء الدين والإسلام... نم يا فارس الجامعة فأهل الجامعة على العهد باقون... ولن يتخاذلوا ولن يتهاونوا في إكمال مسيرتك في بناء مشاريع الجامعة العظيمة توقف قلبك الكبير من أجله.

لِجَنَّةِ الْخُلْدِ فِي رَوْحٍ وَرَيْحَانِ ... مُنَعَّمًا بَيْنَ حُورٍ ثُمَّ وِلْدَانِ
وَفِي كَرِيمِ رِحَابٍ سَوْفَ تَسْكُنُهَا ... بِإِذْنِ رَبِّ الْوَرَى يَا "أبا أسجد"
تَلْقَى الْجَزَاءَ لَدَى الدَّيَّانِ مُدَّخَرًا ... يَوْمَ اللِّقَاءِ غَدًا يَا ابْنَ "عَبْدَ الرَّحِيمِ"
فَاللهُ يُنْزِلُ مَنْ يَخْشَاهُ جَنَّتَهُ ... وَعْدًا وَيُعْلِيهِ فِي قَدْرٍ وَفِي شَانِ
لِذَا فَوَدِّعْ بِرِفْقٍ دُونَمَا أَسَفٍ ... هَذِي الْحَيَاةَ وَهَذَا العَالَمَ الفَانِي

امان اللہ فی ذمۃ اللہ

مولانا نثار احمد دروگے صاحب دامت برکاتہم

دنیائے رنگ و بو اور چمنستان گل و لالہ میں کتنی کلیاں کھلیں اور مرجھا گئیں، کتنے آئے اور چلے گئے، یہ ایک سلسلہ ہے، جو رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ اس چہار دانگ عالم میں کچھ ایسے بھی لوگ آئے، جن کے چلے جانے سے نہ صرف ان کا گھر اور کنبہ وقبیلہ سوگوار رہا، بلکہ محلہ، بستی، گاوں، شہر، علاقہ، ریاست اور ملک میں صف ماتم بچھ گئی، میکدۂ علم وعرفان پہ ویرانی چھا گئی، محفلِ وعظ ونصیحت سونی پڑ گئی، علم وکمال کی دنیا میں سناٹا چھا گیا، انہیں نادرِ روزگار شخصیتوں میں عزم وعمل کا کوہِ گراں، جرات وعزیمت کا پہاڑ، عالمِ جلیل، اسلاف کے علمی وروحانی کارناموں کے رمز شناس، فقیہ النفس، تہجد گذار، عالم باعمل، متانت وسادگی کا عکسِ جمیل، پر وقار شخصیت کا مظہر، متحمل مزاج، وسیع القلب، ظریف الطبع، نہایت جفاکش، ہمہ وقت چاک و چوبند، راہب لیل، فارس نہار، جامعہ حسینہ عربیہ کا بارعب مہتمم، جمعیت علماء ہند کا نائب صدر، بزم اتحاد و ترقی کا دائمی صدر، مجلس علمی کا سرپرست، جامع مسجد شریوردھن کا دردمند خطیب وواعظ اور نجانے کتنے اداروں کی سرپرستی وابستہ رہی جن سے وہ حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کی عالی مرتبت ذات تھی جو احقاق حق کے علمبردار اور دین کے ترجمان ہونے کے ساتھ مختلف دینی وتعلیمی شعبوں کے روحِ رواں، مسند اہتمام کی زینت، بڑے فعال اور متحرک، جدوجہد کرنے والے، باعزم، دلیر، محنتی مخلص عالم باعمل تھے۔

تیرے جانے سے اس طرح چھا گئی ہے خزاں　　　ہر کلی ہے نوحہ گر ہر پھول کے آنسو رواں

نسرگ طوفان کے موقع پر مختلف مقامات پر رفاہی کاموں اور خدمات کے سلسلہ میں اسفار کی کثرت کے بعد مختصر سی علالت کے بعد آج صبح بتاریخ ۴؍جولائی بروز سنیچر چیمبور کے ایک ہسپتال میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر کے داغ مفارقت دے گئے۔ إنا للہ و إنا إلیہ راجعون

اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائے، قبر کشادہ کر کے کروٹ کروٹ آرام عطا فرمائے، تمام خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے، پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

صدق طلب، سچی تڑپ، سالوں سال جس ادارہ کے لئے اپنا تن من دھن لٹاتے رہے اور جسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا، آخری سفر بھی اسی مسکن سے مدفن تک ہوا۔

گلشن تیری یادوں کا مھکتا ھی رھے گا

مولانا عبدالسلام حجو صاحب

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

چند تمہیدی کلمات حیات مستعار کے متعلق عرض ہیں باری تعالی کا ارشاد:

الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلو کم ایکم احسن عملا

نیز شیخ سعدیؒ کا شعر:

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر　　زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

زندگی کا خلاصہ:

بچپن کی معصوم شوخیاں کس قدر ماضی کی حسین یادیں بن جاتی ہیں، عہد شباب کا سیل تند رو وقت کے کوہ بیابان کو رفتار کی کس تیزی سے طے کر کے انسانی زندگی کا افسانہ پارینہ بن جاتا ہے اور کہولت و بڑھاپے کی سنجیدگیوں کے دشت میں دوڑنے کے بعد جب زندگی کے اختتام پر راہ حیات کا مسافر برسوں کے لمحات پہ مشتمل قافلہ وقت پر طائرانہ نظر ڈالتا ہے تو اس کو بچپن، جوانی، کہولت آور بڑھاپے کی شام وسحر سے مرکب حیات مستعار ایک ایسا خواب محسوس ہونے لگتا ہے جس کی ابتداء کا ابھی پوری طرح شعور بھی نہ ہوا ہو کہ آنکھ کھلنے سے اسکے اختتام کا مرحلہ بھی سر ہو جائے۔

یہاں نہ اپنی مرضی سے آمد ہے اور نہ اپنی خواہش سے جانے کا سفر، آنے والے کو حیات لائی، تو وہ آ گیا، قضا جب چاہے گی لے چلے گی، پھر کہاں اپنی مرضی سے آنا اور جانا ہوا؟

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے　　اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

بس اسی قانون قدرت کے تحت حضرت مولانا امان اللہ فی جوار اللہ اس دار فانی سے دار بقا کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون اور اپنے پیچھے ایک بڑی تعداد کو حزین وغمگین چھوڑ گئے، باری تعالی آپکو اپنی خصوصی رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔

رسالة عزاء

الشیخ محمود فرفرے، ریاض

إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ، إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ، إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ.

لا شک أنه نبأ عظیم ومؤلم، ولکن لم یکن البقاء لمن هو أفضل البشر فکیف بمن دونه، "فالبقاء لله"، "إِنَّکَ مَیِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَیِّتُونَ" فنسأل الله لنا وله حسن الخاتمة، کما نسأل له الثبات عند السؤال، والدرجات العلی من الجنة، کما ندعو: اللهم اغفر له وارحمه وأدخله الجنة وأعذه من عذاب القبر ومن فتنته ومن عذاب النار، اللهم اغفر له وارحمه، وعافه واعف عنه، وأکرم نزله، وسّع مدخله، وباعد بینه وبین خطایاه، کما باعدت بین المشرق والمغرب، ونقّه من الذنوب والخطایا، کما یُنقّ الثوب الأبیض من الدنس، واغسل خطایاه بالماء والثلج والبرد، وجازه بالحسنات إحساناً، وبالسیئات عفواً وغفراناً.

ونقول للجامعة وأهلیها: أحسن الله عزاکم، وغفر میتنا ومیتکم، وجبر خواطرکم، وألهمکم الصبر والسلوان. "إن لله ما أخذ وله ما أعطی وکل شيء عنده بأجل مسمی. فلنصبر ولنحتسب" ورجال الدین یرحلون من الدنیا ولا یرحلون من القلوب، فترحل أبدانهم وأسماؤهم تبقی۔

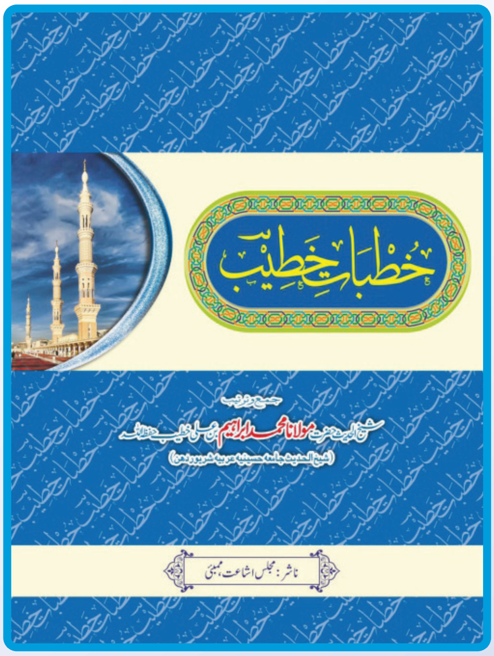

وفاة علم من أعلام الكوكن

الشيخ أبو عبد الله محمد أشفاق القاضي

المسجد الجامع ببومباي

مدير الجامعة الحسينية العربية بشريوردهن، أستاذنا الكريم ومديرنا العظيم وقائدنا الرهيب الشيخ أمان الله برود القاسمي انتقل إلى رحمة الله و ارتحل إلى ذمة الله، رحمه الله رحمة واسعة وأسكنه فسيح جناته۔

بقلوب مؤمنة بقضاء الله وقدره، وببالغ الحزن والأسى تلقينا نبأ وفاة أستاذنا الغالي ومديرنا العالي وبطلنا الجليل ورئيسنا العظيم وقائدنا الرهيب الشيخ أمان الله برود القاسمي رحمه الله رحمة واسعة.

ولا نقول إلا ما يرضي ربنا جل وعلا، فللّٰه تعالى ما أخذ ولله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمى.

ننعى أنفسنا وجميع إخواننا ورفقائنا ومحبيه وبالأخص فضلاء الجامعة الحسينية العربية بشريوردهن جميعا والمسلمين عامة، نسأل الله عز وجل أن يعظم أجركم ويحسن عزاءكم، وأن يخلف سبحانه وتعالى خيرا في هذا المصاب الجلل، كما نسأله جل وعلا بعونه وتوفيقه أن يتغمد الفقيد بالرحمة والمغفرة والرضوان، و"إنا لله وإنا إليه راجعون".

فقدناک يا رمز التواضع والهدوء!
فقدناک يا مديرنا العظيم الرهيب!
فقدناک يا أستاذنا العبقري الكريم!
فقدناک يا صاحب العطف والرحمة!
فقدناک يا صاحب الهموم والشجون!
فقدناک يا مربي الجيل ومنير السبيل!
فقدناک يا أيتها النفس المطمئنة الراضية المرضية!

الأستاذ الفاضل السيد الراحل الشيخ أمان الله (أبو أسجد) برود القاسمي من العلماء الأفاضل الذين جهدوا طوال حياتهم في خدمة الإسلام والمسلمين، والله انه رجل عظيم وبطل كبير وهو أستاذنا الحميم، صاحب العلم والفضل والمعرفة، درسنا عنده كتاب "عمدة السالک وعدة الناسک" وكان درسه رائعا جدا، نتذاكر إلى اليوم إهتمامه في ضبط أوقات الدرس وتسجيل حضور الطلاب وتدريسه في أسلوب خاص ونمط مختلف، عندما كنت ذهبت إلى حيدرآباد لدراسة الفقه والإفتاء عند الشيخ خالد سيف الله رحماني حفظهم الله فقال الراحل رحمه الله بيتا (شعرا) في لغتنا الأوردو:

وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا
عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا

فقيدنا الكريم كان مديرا للجامعة الحسينية العربية بشريوردهن في الكوكن في ولاية مهاراشتر الهند أكثر من أربعين سنة مع حسن إدارته وكمال إهتمامه، وهو ترک وراءه تراثا علمياً ضخماً تقبل الله منه وجعله الله تعالى في ميزان حسناته إن شاء الله، وهو صدقة جارية له ولوالده وإهله بإذن الله تعالى.

والله مازالت لا اتيقن بهذا الخبر الحزين، لكن القدر قد غلب على كل شئ فرحم الله فقيدنا وتقبل الله جهوده التي بذلها في سبيل دينه ورفع الله قدره ومنزلته في الجنة واسكنه في جنة الفردوس الاعلى وجعل قبره روضة من رياض الجنة، والهم أهله وزويه الصبر والسلوان ورضي الله عنه وأرضاه، آمين.

مسلم بزم اتحاد وترقی شریوردھن

کی طرف سے تعزیتی کلمات

مکرمی جناب حافظ اسجد امان اللہ بروڈ صاحب، جنگر محلہ شریوردھن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب! آپکی خدمت میں یہ تعزیتی قرارداد روانہ کرتے ہوئے بے حد رنج وغم محسوس ہورہا ہے کہ جناب حضرت مولانا المرحوم امان اللہ صاحب بروڈ کی وفات ملت اسلامیہ اور خصوصاً اہل کوکن، جامعہ حسینیہ، مسلم بزم اتحاد وترقی شریوردھن اور اہلِ علم حضرات کے لیے بظاہر ایسا نقصان اور خسارہ ہے کہ جس کی تلافی جلد نظر نہیں آتی۔

تقریباً ستائیس سال تک ادارہ مسلم بزم اتحاد وترقی شریوردھن کی صدارت سنبھالی، حضرت مولاناؒ دینی اور سماجی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے، پورے علاقے کو اپنے قیمتی خطابات اور اصلاحی مواعظ سے سیراب کئے ہوئے تھے، مولانا کا اندازِ سخن بالکل منفرد تھا جس سے ہر فرد محظوظ ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کو حافظہ بھی بہت قوی دیا تھا، آپکی زندگی کا سب سے بڑا مقصد پیغام ’’اتحاد ومحبت‘‘ اور آپس میں ہمدردی، بھائی چارگی، اور ایثار وقربانی تھا۔

مولانا دیگر ملی وسماجی کاموں کو اپنا کام سمجھتے، کام میں آنے والے حالات پر کڑوے گھونٹ بہت خاموشی کے ساتھ پی جاتے اور اپنے چھوٹوں کو نصیحت فرماتے کہ کام کرتے رہیے، اصل اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔

مولانا مرحوم کوکن میں نسرگ طوفان آنے کے بعد سے عوام کی راحت رسانی کے لیئے کافی متحرک اور سرگرم تھے، زندگی کے آخری ایام میں بھی نسرگ طوفان سے متاثر علاقوں میں ریلیف کے کاموں میں برابر شریک رہے اور انہیں فکروں کے ساتھ آپؒ ہم سے رخصت ہوئے۔

آج ہر ایک کو اس بات کا احساس ہے کہ ہم ایک سائبان سے محروم ہوگئے، مولانا ہم سب کے لئے سہارا تھے، اس قدر یتیمی اور تنہائی کا احساس اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، اسوقت چھوٹے سے بڑا، عوام وخواص، ذمہ داران وکارکنان سب ہی غم میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر ایک آنسوؤں کے ساتھ ہی دوسرے کو تسلی دے رہا ہے، پورا علاقہ اشک بار ہے۔

اللہ کی مصلحت کو کون ٹال سکتا ہے؟ مولانا اتنی ہی زندگی لے کر آئے تھے جسے پوری کر کے چلے گئے۔

اس غم کے موقع پر ہم مجلس منتظمہ مسلم بزم اتحاد و ترقی شریوردھن کے تمام ممبران مرحوم کی رحلت پر اپنے شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعاء گو ہیں کہ رب کریم مرحوم کی مغفرت فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں لے کے جنت الفردوس عنایت کرے، قبر میں کروٹ کروٹ راحت دے اور انکے روح کو ٹھنڈا رکھے اور آپ تمام جملہ رشتہ داروں اور متعلقین و احباب کو صبرِ جمیل عطاء کرے۔ آمین

مسلم بزم اتحاد و ترقی شریوردھن کی تمام خوبیاں و نیکیاں حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحبؒ کی جھولی میں داخل ہیں۔ نیک خواہشات و نیک دعاؤں کے ساتھ!

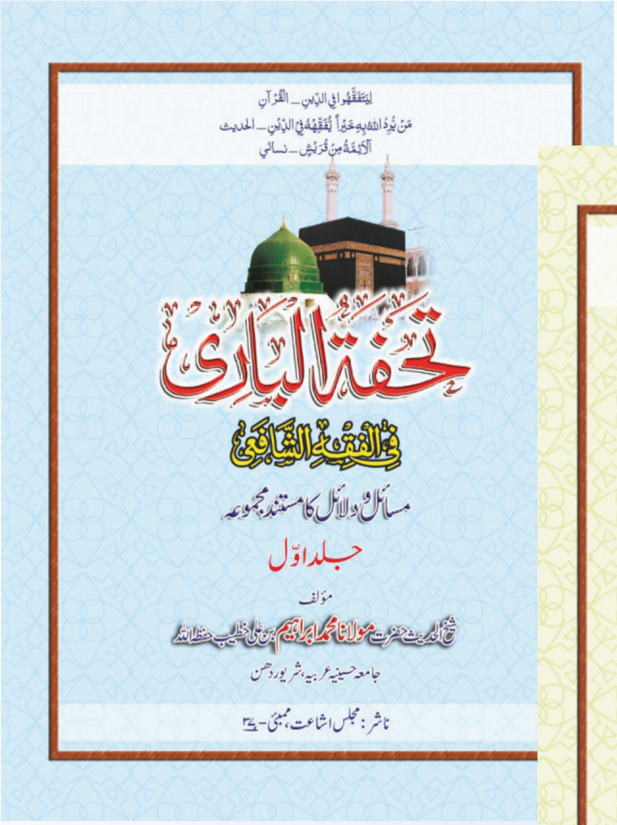

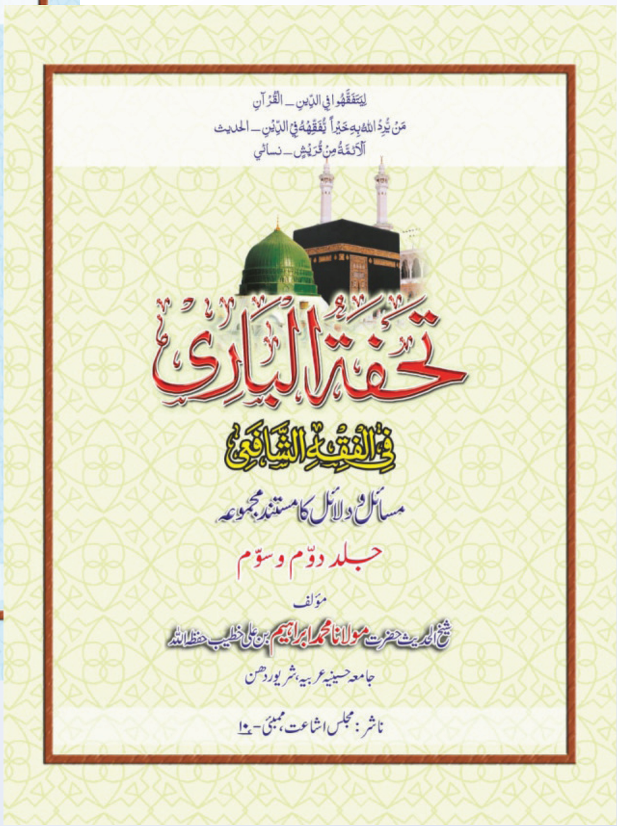

تعزیتی کلمات

بروفات حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ

مولوی سہیل اقبال مقادم

خادم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ

۴رجولائی بروز سنیچر کی صبح ایک افسوسناک اور دل دہلانے والی خبر موصول ہوئی کہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندي، استاذ الاساتذہ، حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمہ اللہ ہمارے درمیان نہیں رہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

انسان کی جان اللہ کی امانت ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنے پاس بلاتا ہے، ہرایک کا وقت مقرر ہے اور ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے ’’کل نفس ذائقة الموت ‘‘ اللہ کے اس فیصلہ پر ہر ایک کو راضی ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا کے دنیا سے چلے جانے سے جامعہ کے ساتھ پورے خطہ کوکن کا بڑا خسارہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اسکا بہترین نعم البدل ہم سب کو عطا کرے، آمین حضرت مولانا بہت ہی خوش مزاج، ملنسار، ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے، ہرایک سے ایسے ملتے کہ ملنے والے کو لگتا کے ان سے کوئی پرانا تعلق رہا ہو، اور نوجوان نسل کے تعلق سے بہت ہی متفکر تھے، ہمیشہ کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور ہر ایک سے تواضع سے ملتے تھے، طلبہ کے ساتھ بہت مشفق اور رحمدل تھے، مدرسہ کی ترقی کے ساتھ سماجی وعلاقی ترقی میں ہمیشہ سرگرم رہا کرتے تھے، حضرت کے جانے سے لگتا ہے ہم ایک مربی و مشفق سے محروم ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر مبارک کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنادے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

عاجزی اور انکساری والی شخصیت

مولانا سرور ایوب کرجیکر
فارغ التحصیل: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، سملک، گجرات

آج بروز سنیچر ۴ رجولائی کی صبح بجلی کی کوند کی طرح یہ خبر کانوں میں پڑی کہ ہمارے مشفق ومحب ومربی حضرت مولانا امان اللہ عبدالرحیم بروڈ صاحب (مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن وقومی نائب صدر جمعیت علمائے ہند) اپنے مالکِ حقیقی کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون, إن لله ما أعطى وإن له ما أخذ, وكل شيء عنده بأجل مسمى.

آں موصوف کی کن کن خوبیوں کو یاد کریں، کہ جناب والا بڑی ہی عاجزی اور انکساری والی شخصیت تھے اور اپنے ماتحتوں سے خوب پیار کرنے والے پدر مشفق تھے، ہمہ تن طلبہ کی فکر دامن گیر رہتی تھی، ان پچھلے چالیس سے زائد سالوں میں آپ نے اپنے وقت کو جامعہ کے لئے گویا وقف کر دیا تھا، وہ ایک ایسے جوہری تھے جو راہ سے پتھر اٹھا کر اسے لعل گوہر بنانا جانتے تھے، آج جو کوکن کے اطراف واکناف میں ہیرے موتی کے مانند علماء کرام اپنے نور ایمانی کو پھیلا رہے ہیں وہ سب اللہ تعالی کے فضل وکرم سے آں موصوف کی مرہون منت ہیں، المرحوم کی باتوں سے (ان کی ہر مجلس میں) ہمہ تن امت کے تئیں فکر اور ملک کے حالات پر گہری فکر جھلکتی اور کیسے نہ ہو آخر اس بانی کے فرزند ارجمند تھے آپ، جنہوں نے شیخ العرب والعجم کے اشارے پر لبیک کہا اور جامعہ کی بنیاد ڈالی اور اسی ایمانی پودے کو لالہ وگلزار بنانے میں آں موصوف نے اپنی زندگی لگا دی یہاں تک کہ داعیٔ اجل کا بلاوہ آیا اور جیسا کہ پختہ ذرائع سے پتہ چلا کہ المرحوم کی زبان آخری لمحات میں ذکر سے پر تھی، یہ ہوتے ہیں خیر خلف لخیر السلف کا مصداق۔

میں عبد فقیر الی اللہ اپنے رب کے بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اے اللہ تو رحیم ہے اور اپنے اہل اور اپنے خواص پر خاص رحم فرماتا ہے، تو ان پر اور جتنے بھی جامعہ کے متعلقین جو اس دنیا سے جا چکے ہیں ان پر خاص انعام واکرام فرما ان کے لواحقین کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرما۔ آمین۔

مجھے یاد آتا ہے جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک کے مہتمم حضرت مولانا سعید احمد بزرگؒ فرمایا کرتے: جب قیامت کے روز اللہ تعالی پوچھے گا کہ سعید کیا لائے ہو تو کہدوں گا کہ اے رحمٰن ورحیم لایا تو کچھ نہیں لیکن تیرے پیارے حبیب کے وارثوں کا ایک جمِ غفیر ہے جن کیلئے کوشاں رہتا تھا، یہی حال کچھ حضرت مہتممؒ کا بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ

لاکھوں میں ایک فرد عجیب وغریب تھا

جناب نذیر احمد ابھارے، قطر

دنیا میں کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن سے ایک مرتبہ ملاقات ہوجائے تو انسان اس شخصیت کا گرویدہ ہوجاتا ہے اور پھر اس سے ملاقات کے بہانے تلاش کرتے ہوئے بار بار ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھنے کی کوشش کرتا ہے، محترم مولانا امان اللہ بروڈ بھی ایسی شخصیت کا نام تھا۔

ہم ہی میں رہتے ہیں وہ لوگ جن کے سبب
زمیں بلند ہوئی آسماں کے رہتے ہوئے

مولانا امان اللہ ایک شخص کا نہیں ایک انجمن کا نام تھا، اہلِ کوکن ان کی ”خدمت خلق“ اور اہلِ ادب ان کی ادب نوازی اور خلوص کے پوری طرح سے قائل ہیں۔

مولانا ہماری قدیم تہذیب کا بے مثل نمونہ تھے، شرافت اور نیک نفسی ان پر ختم تھی، دنیا کبھی اچھوں سے خالی نہیں ہوتی، اب بھی بہت سے صاحب علم وفضل، نیک سیرت اور نیک دل لوگ موجود ہیں، مگر افسوس مولانا امان اللہ بروڈ نہیں۔

آخر میں دو اشعار اور اس دعا کے ساتھ کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین

ایسے اٹھ گیا کہ بزم میں اب زندگی نہیں
ہم دل جلا رہے ہیں مگر روشنی نہیں
لاکھوں میں ایک فرد عجیب و غریب تھا
اس تہ نشین کا اوج ثریا نصیب تھا

وہ آسمان تھا مگر جھک کے سب سے ملتا تھا

جناب ولید بن اقبال لانبے

کل نفس ذائقة الموت، اس دار فانی میں جو بھی انسان آیا اسے ایک دن اپنے وقت موعود پر خالق حقیقی سے جا ملنا ہے، لیکن کچھ افراد اس دار فانی میں ایسے بھی ہیں، جنہوں نے اپنے سے زیادہ دوسروں کے لئے زندہ رہنا اہم سمجھا، انہی اہم لوگوں میں سے ہمارے قائدو رہنما (حضرت مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی صاحبؒ) جنکی شب و روز کی محنت نے رؤے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کیلئے ایک راہ ہموار کردی۔

حضرت کے موت کی خبر پورے عالم اسلام میں ایک بجلی بن کر گری جس نے خصوصاً جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن اور عموماً ہر اس شخص کو ہلا کر رکھ دیا جو حضرت کی شخصیت اور انکے خدمات سے واقف تھا، مفکر اسلام کے شفقت کے واقعات تو بے شمار ہیں انکی محبت ہر خاص و عام کیلئے تھی۔

کسی کو ہو نہ سکا ان کے قد کا اندازہ
وہ آسمان تھا مگر جھک کے سب سے ملتا تھا

الحمدللہ حضرت کی حیات بھی خوشگوار اور وفات بھی شاندار اور قابل رشک!

فلک پر تیری آمد سے ملائکہ جشن کرتے ہیں
تیری پاکیزگی موت پر سب رشک کرتے ہیں

دعا ہے کہ رب العالمین جامعہ کی فضیلت و امتیاز کو برقرار رکھے، مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، جامعہ کو نعم البدل سے نوازنے کے ساتھ مدارس عربیہ کی حفاظت فرمائے اور اپنے امان میں رکھے۔ اللھم آمین رب العالمین

پھول تونے وہ چنا جو گلشن کو ویران کر گیا

مولوی ارشاد دلاور حسین چکٹے، واؤ گھر، داپولی
فارغ التحصیل جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن، ۲۰۱۹

اے فرشتہ اجل کیا خوب تیری پسند ہے
پھول تو نے وہ چنا جو گلشن کو ویران کر گیا

موت ایک اٹل حقیقت ہے، لوگ آتے ہیں اور وقت مقررہ پر چلے جاتے ہیں، کچھ وہ ہوتے ہیں جن سے رب کریم راضی ہوتا ہے، اور آسمانوں میں اعلان کرتا ہے کہ اے فرشتو! میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، پھر ساری مخلوق اس بندے سے محبت کرتی ہے، پھر جب ان کا بھی وقت مقررہ آتا ہے، وہ بھی دار بقا کے لئے رخت سفر باندھ لیتے ہیں اور محبین ومحبوبین اپنی ضعیف حالی سے اس کے لئے اپنے اللہ سے دعاؤں میں مگن ہوجاتے ہیں اور ان کی صفات حمیدہ، کردار صالح، موعظت حسنہ اور حکمتِ امن کی پیروی واتباع میں اپنی بساط بھر کوشش کرتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل ہوتا ہے چمن میں ایسا دیدہ ور پیدا

ہمارے مشفق ومربی، استاذ الاساتذہ، پیر طریقت، نائب صدر جمیعت علمائے ہند، مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ حضرت مولانا امان اللہ عبدالرحیم بروڈ رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تخم جس کا تو ہماری کشت ویراں میں بو گیا
شرکت غم سے وہ الفت اور محکم ہو گی

اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، فیضان علم وفکر کو عام فرمائے اور متعلقین وپسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

تعزیت مسنونہ

محترم حضرت مولانا امان اللہ بوروڈ رحمۃ اللہ علیہ اِنتقال پرملال

مولانا آصف ڈھونگڑے

امام اسٹیشن مسجد محمد علی چوک کلیان

آج بمؤرخہ ۴؍جولائی بروز سنیچر صبح ۹ بجے جامعہ حسینیہ شریوردھن کے مہتمم استاذ الاستاذ نائب صدر جمیعت علمائے ہند جامعہ سے نکلنے والے رسالہ الہادی کے مدیر اور جناب حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈ کے فرزند حضرت مولانا امان اللہ بروڈ اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم ایک خوش خلق ملنسار اور مدرسے کے عظیم کام میں ایک ستون تھے اور اصول پسند صفات کے حامل تھے، ناچیز کا گزشتہ ۴۰ سالوں سے تعارف ہے، بلاشبہ مرحوم کا اِنتقال اُن کے اہل خانہ کے ساتھ ساتھ مدرسہ شریوردھن کے لئے ایک بہت بڑا خلا ہوا ہے، حق تعالیٰ مرحوم ومغفور کی بال بال مغفرت فرمائے اور اپنے جوار قرب و رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ہم حافظ اسجد اور اُن کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، آپ کے برادران و جملہ متعلقین و پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں، آپ کے گھرانے اور مدرسے کے مدرسین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں۔ والسلام

حلقہ احباب کوکن قطر

کی طرف سے تعزیتی کلمات

الحمدللہ و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین

قلم لرزاں ہے کہ کیسے انہیں رحمہ اللہ لکھوں؟

مولانا امان اللہ، اللہ یرحمہ، کی موت اہل کوکن کی لئے خاص طور پر ایک بہت بڑا نقصان ہے، ان سے میرے تعلقات حلقہ احباب کوکن قطر کے حوالہ سے مزید استوار ہوئے، یہ حقیقت ہے کہ ان کے والد رحمہ اللہ کے بعد مدرسہ حسینیہ کی نوک و پلک سنوارنے میں آپ نے تاعمر اپنا وقت کلی طور پر لگایا، کوکن کی فضاؤں میں گونجنے والی روحانی صداؤں کی ترویج واشاعت میں مولانا کی مخلصانہ محنتوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

میری ان سے تمام ملاقاتوں میں گفتگو کا محور ہمیشہ کوکن میں دینی تعلیم کی آبیاری اور نشرواشاعت کی فکر رہی، اللہ غریق رحمت فرمائے، بڑی خوبیاں تھیں ان کی سادہ سی ذات میں۔

حلقہ احباب کوکن قطر مولانا کی موت کو اپنا ذاتی نقصان تسلیم کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالی اہل کوکن کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، ان کی سیئات سے درگذر کرکے ان کے درجات بلند فرما کر اعلی علیین میں جگہ دے۔

اللہ یرحمہ و یغفر لہ و یسکنہ فی فسیح جناتہ أمین یارب العالمین

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

باغبان حسینیہ کی مثالی باغبانی

ابنائے جامعہ کویت کی طرف سے تعزیتی پیغام

عرصہ دراز سے شب و روز، گرمی، سردی، بارش، بہار، خزاں، دھوپ، چھاؤں میں اپنے خون جگر سے جس چمن کو سجایا، سنوارا، نکھارا اور جسے بار بار ہزار بار دیکھا، اوروں کو دکھایا یہ کہہ کر یہ دفتر اہتمام ہے، یہ مہمان خانہ، یہ دارالافتاء، یہ دورہ حدیث، یہ درجہ ششم، یہ پنجم الی آخرہ، یہ حفظ (الف)، یہ (ب)، یہ (ج)، یہ وضوخانہ اور حوض، یہ مسجد، یہ کتب خانہ، یہ تدریب الافتاء، یہ دارالاقامہ، یہ مطبخ، یہ طعام گاہ، یہ غسل خانہ، یہ آم کا باغیچہ، یہ پھولوں کے غنچے اور یہ میری دھڑکن مہمان رسول طلبہ، میرے بھائی اور بچے، یہ اساتذہ جامعہ کی شان اور قرآن وسنت کے معلم و مربی، سچے، ایک سے بڑھ کر ایک اور پکے، چہک چہک کر فرط مسرت سے ہر سالانہ اجلاس میں داستان دلپذیر رپورٹ کی صورت میں پیش کر کے جبین ناز پر بے انتہاء خوشی کے نقوش کا خوش کن منظر دکھانے والے مہتمم جامعہ واستاذ الاساتذہ مربی و مشفق حضرت مولانا امان اللہ صاحب، جن کے مناصب و مآثر اور فضائل ومناقب، اوصاف وخصائل مختلف ارباب قلم کی نگارشات میں چمک دمک رہے ہیں، یہاں ہم جامعہ حسینیہ عربیہ کے خوشہ چیں اور فارغین ان کی ناگہانی رحلت پر ان کے اعزہ واقارب متعلقین ومنتسبین کے ساتھ اپنے قلبی غم وحزن کو روک نہ سکے اور یہ چند بے ضبط کلمات صفحہ قرطاس سے لپٹ کر عیاں ہو گئے۔

اس کے جذبہ جنوں کو سلام، ہر دم مدرسہ کی فکر میں رہنے والے کا دنیا سے آخری لباس، آخری سفر بھی اس منظور نظر، محبوب جگر جگہ سے ہوا جہاں وہ اپنے بیشتر اوقات قربان کیا کرتے، کیا یہ مثالی باغبانی و پاسبانی نہیں کہ اپنی حیات میں جسے دیکھتے رہے آنکھیں بند ہونے کے بعد بھی انہیں وہاں سے رخصت کیا گیا۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ان سے محبت وتعلق اور مخلوق خدا کے دل میں ان کی عظمت وچاہت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آنا فانا دنیا کے گوشہ گوشہ سے اور بڑے بڑے اداروں سے تعزیتی پیغامات اور خراج عقیدت کے مضامین آنا شروع ہوئے جن میں ان کی خوبیوں وخدمات کو سراہا گیا، جو حسن قبول کی علامت اور عنداللہ مقبولیت کی نشانی ہے۔

حق تعالی شانہ مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے، پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین

حفاظ وعلمائے کویت خوشہ چین جامعہ تلامذہ حضرت مولانا امان اللہ رحمہ الله رحمة واسعة وأسكنه فسيح جناته ويلهم أهله وذويه الصبر والسلوان, إنا لله وإنا إليه راجعون لله ما أعطى وله ما أخذ وكل شيء عنده إلى أجل مسمي وإنا بفراقک یا شیخنا لمحزونون, ولا نقول إلا ما يرضي ربنا.

ملت ایک معتبر عالم ومصلح سے محروم ہوگئی

حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد الیاس فلاحی

(معاون امیر جماعت اسلامی مہاراشٹر)

سوشل میڈیا کے ذریعے حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ کے انتقال پر ملال کی خبر موصول ہوئی، مرحوم ایک وسیع الفکر عالم دین، خدمت خلق اور خدمت دین کے کاموں میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے، جمیعت علمائے ہند کے نائب صدر اور علاقہ کوکن کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم جامعہ حسینیہ کے مہتمم تھے، موصوف کے انتقال سے امت ایک مخلص قائد وعالم سے محروم ہوگئی، قحط الرجال کے اس دور میں مولانا مرحوم کی رحلت ملت اسلامیہ کا بڑا نقصان ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کی مساعئ جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل اور ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

ابناء جامعہ یو کے

کی طرف سے تعزیتی کلمات

بروفات حضرت مولانا امان اللہ بورڈ رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریور ڈھن

عجب قیامت کا حادثہ ہے، آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، اُفق پہ مہر مبین نہیں

ابھی سید عبدالمنعم صاحبؒ کے سانحۂ وفات کا زخم تازہ ہی تھا کہ سنیچر 4 / جولائی کی صبح استاذ الاساتذہ مولانا امان اللہ بروڈ رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریورڈھن کے حادثہ ارتحال نے دلوں پر بجلی گرادی، اس الم ناک خبر نے دل ودماغ کو ہر دوسرے موضوع سے بے الگ تھلگ کر دیا سکتہ کی سی کیفیت طاری ہوئی اور ماضی کی داستانیں دل ودماغ پر جاری ہوئی، خیر! ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر.

مگر ہر جانے والا اپنے پیچھے ایسا مہیب خلا چھوڑ کر جا رہا ہے کہ اس کے پُر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی، جہاں تک علم کے حروف ونقوش، کتابی معلومات اور فن کا تعلق ہے اس کے کرنے والوں کی تو کوئی کمی نہیں، لیکن دین کا ٹھیٹھ مزاج وتوکل علی اللہ، استغناء و دنیا سے بے رغبتی، تقویٰ وطہارت، سادگی وقناعت اور تواضع وللّٰہیت کا البیلا انداز، جو ہمارے بزرگوں کا تھا وہ دھیرے دھیرے ختم ہو رہا ہے، یہ دونوں حضرات بھی ایسی ہی شخصیت کے مالک تھے کہ جن کے شجر سایہ دار تلے پہنچ کر ہر کس وناکس راحت وسکون پا سکتا تھا، مشورے کا طلبگار صحیح رہنمائی پاتا تھا، حالات کا مارا سکھ چین حاصل کرتا تھا، اس موقع پر ہم ابناء جامعہ یو کے آپ کے غم میں برابر شریک ہیں بالخصوص حافظ اسجد صاحب واہل خانہ، جمیع اساتذہ اکرام ومتعلقین، ساتھ ہی اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، درجات عالیہ نصیب فرمائے، جامعہ کے لئے آپ کی خدمات کا عرصہ 40 سال سے زیادہ کا ہے، چالیس 40 کا عدد یہ پسندیدہ عدد ہے، ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ موصوف کو بھی اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائے۔(اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِی نَعِیْمٍ یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے، پسماندگان کو صبر جمیل اجر جذیل عطاء فرمائے اور ادارہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

مدرسہ فیض العلوم علی باغ

کی طرف سے تعزیتی پیغام

بنام اساتذہ کرام و منتظمین جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

اخلاص وللہیت کے چراغ اور بے لوث جدوجہد کی مجسم تصویر حضرت مولانا امان اللہ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً سفرِ آخرت پر اس طرح اچانک روانہ ہوئے کہ کانوں کو یقین نہیں آیا اور آج بھی دل ماننے کو تیار نہیں ہے، لیکن کیا کریں تقدیر کے فیصلوں کے آگے سبھوں کے سر تسلیم خم ہیں، حضرت ملت کے ان عظیم قائدین میں سے تھے جن کی تعلیمی و سماجی خدمات وسرگرمیاں بظاہر خاموش ہوا کرتی ہیں، لیکن درحقیقت ان کے نتائج پُراثر ہوا کرتے ہیں، ان کی عظیم خدمات سے جامعہ نے ایک لمبی مدت تک فائدہ اٹھایا اور ان شاء اللہ ان کا یہ فیض مدتوں باقی رہے گا اور انکے حق میں ثواب جاریہ ثابت ہوگا، غمِ امت میں تڑپنے اور کُڑھنے والے اور طعن وتشنیع کی برسات میں بھی قومی ترقیات کے لیے فکر مند، اور جوان عزم، اور اپنے ماتحتوں کو شانہ بشانہ لے کر چلنے والے، اس قحط الرجال کے دور میں خال خال ہی پائے جاتے ہیں، اور یہی دراصل اندھیروں کے چراغ ہوتے ہیں، اللہ تعالی ان کی یہ صفات ان کے شاگردوں میں منتقل فرمائے۔ آمین

موصوف تادمِ حیات مدرسہ فیض العلوم علی باغ کے سرپرست رہے ہیں اور ہمیشہ مفید مشوروں سے نوازتے رہے، آپ مدرسے کے سالانہ اجلاس میں بھی مختصری دعوت پر وقتاً فوقتاً تشریف لاتے، آپ کے انتقال سے اساتذہ مدرسہ فیض العلوم اور منتظمین بہت ہی مغموم ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی روح کو اپنے الطاف وانعام سے ڈھانپ لے اور تمام اہل خانہ وپسماندگان بالخصوص اہلِ جامعہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور آپ کے انتقال سے جو ایک عظیم خلا پیدا ہوگیا ہے وہ جلد از جلد اللہ اپنے خزانۂ غیب سے پُر فرمائے۔ آمین

منجانب: مہتمم و منتظمین مدرسہ فیض العلوم علی باغ

جامعہ حلیمہ للبنات موربہ

کی طرف سے تعزیت نامہ

بنام حافظ اسجد و جملہ اہل خانہ ارباب جامعہ اساتذہ جامعہ ابنائے جامعہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہیکہ جمع حضرات بخیر وعافیت ہونگے۔

حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۳/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سنیچر اچانک سفر آخرت پر روانہ ہونا آج بھی دل اس کا انکار کر رہا ہے لیکن تقدیر کے فیصلوں کے آگے ہم سرے تسلیم خم ہیں، آج ہم سب ایک جامع محسن ومربی ومخلص قوم وملت کے قائد سے محروم ہوئے ہیں اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ آپ کو غریق رحمت کرے۔

ہم اراکین جامعہ حلیمہ للبنات موربہ حضرت مہتمم صاحب کے جملہ لواحقین کے غم میں برابر شریک ہیں، اللہ رب العزت ہم اہل کوکن وعلماء کوکن کیلئے حضرت مہتمم صاحب کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔

مورخہ ۲/ جون ۲۰۲۰ء میں آنے والے نسرگ طوفان سے ۴/ جولائی (موت تک) امت کے لئے بے قراری کی کیفیت نا قابل بیان ہے، صرف ایک ماہ میں طوفان سے متاثرہ علاقوں کا متعدد بار دورہ کرنے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت سے امت کی حالت دیکھی نہیں جا رہی ہے، جامعہ حلیمہ للبنات موربہ میں ایک مہینہ میں ۳/ مرتبہ سفر کیا حضرت کا اکثر وبیشتر دوران سفر یا مدعو کرنے پر بارہا جامعہ حلیمہ میں آنا جانا ہوتا تھا اور مفید مشوروں سے نوازتے تھے آخری سفر جو وفات سے تقریباً ۱۵/ دن قبل ہوا حضرت نے دوران طعام جلیبی کھاتے ہوئے فرمایا: ”ہم سب کو جلیبی کی طرح ایک دوسرے سے مل کر رہنا چاہیے اور کام کرنا چاہئے اور آپس میں جلیبی کی طرح میٹھاس (نرم دل نرم زبان) رہنا چاہئے“۔

جامعہ حلیمہ للبنات موربہ اور تمام اہل کوکن اور جملہ امت پر آپ کے بے حد احسانات ہیں، جسکا بدلہ اللہ ہی آپ کو عطا فرمائے، حضرت تو قرآن پاک کی آیت: ”**ما اسئلکم علیه من اجر،ان اجري الا علی رب العالمین**“ کے مصداق تھے۔

جامعہ حسنیہ میں جب بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی حضرت کی ملاقات ایک مستقل عمل ہوتا تھا، لیکن آج ہم

اس جگہ کے خیر اور مشفقانہ نصیحتوں سے اپنے آپ کو محروم سمجھ رہے ہیں۔

اللہ رب العزت حضرتؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور انکو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور ہم تمام امت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ہم تمام اراکین و ابناء جامعہ اور پوری قوم و ملت کی طرف سے آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔آمین

حضرت مہتمم صاحب کے خدمت میں حضرت سیدنا حضرتِ ابوبکرؓ کے وفات سے قبل کے جملے یاد آرہے ہیں،

''اے میرے اللہ! میں نے جو کام کیا ہے اس سے مرا مقصد صرف مسلمانوں کی اصلاح ہے'' اور فرمایا: ''میں آپ کے حکم سے اس دنیا فانی کو چھوڑ رہا ہوں، اے اللہ! آپ اس امت میں بہترین خیرخواہ علماء وحفاظ پیدا فرما''۔

مہتمم و اراکین جامعہ حلیمہ للبنات موربہ

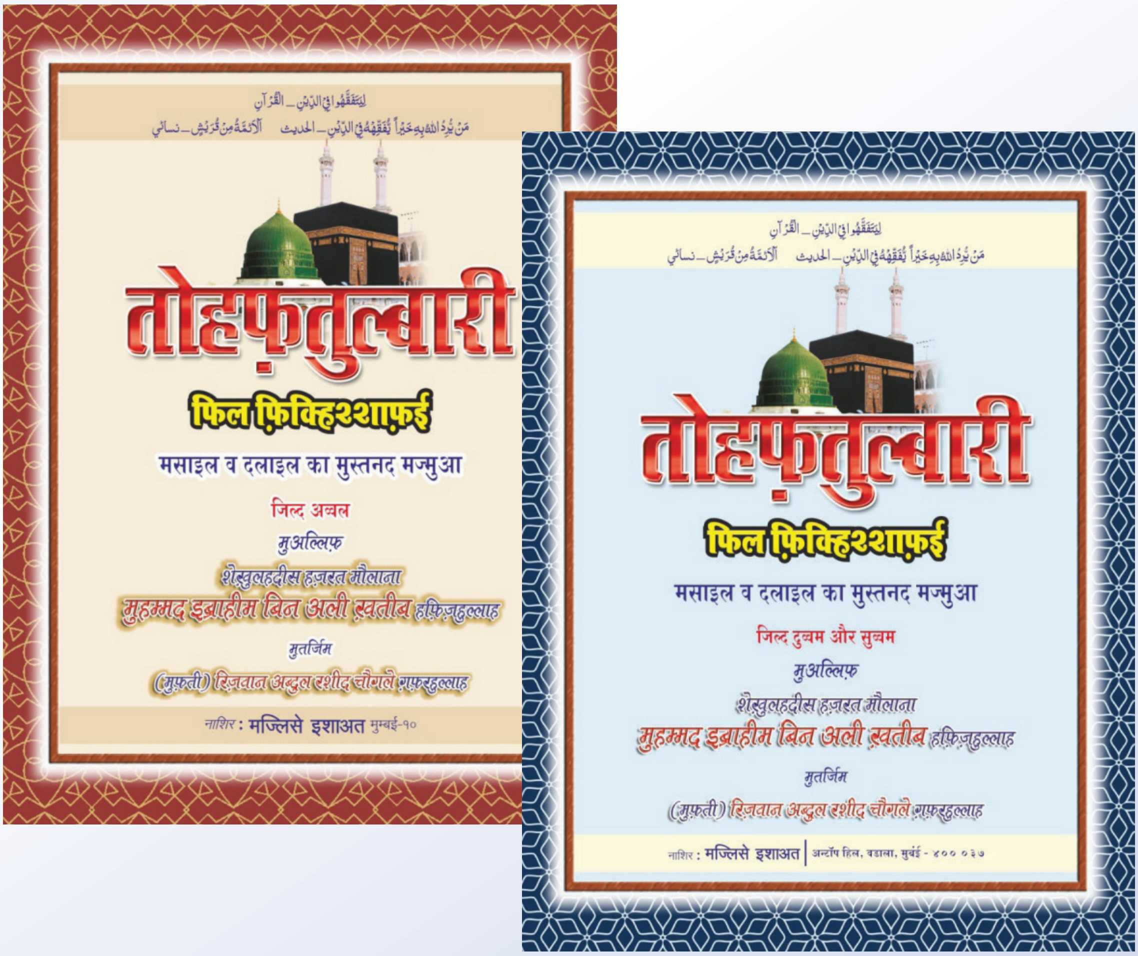

بزم فلاح المسلمین جدید مانجرونہ

کی طرف سے تعزیتی پیغام

محترم عزیز القدر حافظ اسجد مولانا امان اللہ بروڈ نیز۔مؤقر قابل احترام اساتذہ کرام ومعزز اراکین مدنی مجلس شریوردھن، وجامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴/جولائی ۲۰۲۰ء بروز سنیچر حضرت الاستاذ مولانا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کی وفات کی خبر نے ہر کسی کے ذہن ودماغ کو مغموم کردیا، بالیقین یہ قوم وملت بالخصوص اہل کوکن اور جامعہ حسینیہ کا ایک عظیم نقصان ہے، جسکی تلافی دور دور تک نظر نہیں آتی۔

حضرت سے ہمارا تعلق روحانی اولاد کا ہے، حضرت ہمارے لئے ایک مشفق نرم دل باپ کی طرح تھے، آپؒ نے اپنی عمر شریف کا نصف سے زائد حصہ قوم وملت اور جامعہ کی خدمت میں گذارا، اللہ تعالی آپ کے مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، حضرت کا مانجرونہ اور اہل مانجرونہ سے خصوصی تعلق تھا، چنانچہ آپؒ ہماری ادنی سی دعوت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہماری سب کی قیادت ورہنمائی کیا کرتے تھے، جسکا اعتراف ہر کس وناکس کو ہے، آپؒ کی تجہیز وتکفین میں نامساعد حالات کی بناء عدم شرکت پر ہم کافی مغموم ہیں، ہم قضاء الہی پر راضی ہوتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل مرحوم کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان (اہل خانہ) کو صبر جمیل عطا فرمائے، نیز اساتذۂ کرام جامعہ کو ہمت وقوت دے اور جامعہ کے فیض کو ہر شر وفتن سے محفوظ رکھتے ہوئے جاری وساری رکھے، آمین یارب العالمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

من جانب

اراکین بزم فلاح المسلمین جدید مانجرونہ، مانگاؤں، رائے گڈھ

سرپرست اعلی: مولانا مشتاق ایلوکر

مولانا رضوان سنگے، مولانا اکرم سنگے، مولانا ناصر کرجیکر، مولانا واجد فرفرے

تعزیت نامہ

مولانا وسیم جوھر علی بروڈ

مشہور ومعروف ادارہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کی متعارف شخصیت فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا امان اللہ عبدالرحیم صاحب بروڈ قاسمی نقشبندی مجددی، مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن جواب ہمارے درمیان نہیں رہے۔

ہمدردارن جامعہ! حضرت مرحوم کا سانحۂ ارتحال ''موت العالم موت العالم'' کا حقیقی مصداق ہے، اس سے جو زبردست خلا پیدا ہوگیا ہے اس کا پر ہونا بیحد مشکل ہے، ان کا انتقال پُرملال جامعہ حسینیہ عربیہ اور اہل کوکن کا ہی نہیں، بلکہ پورے مسلمانان ہنداور پوری ملت اسلامیہ کا زبردست نقصان ہے، اللہ رب العزت ان کی مغفرت تامہ فرمائے اور قبر کو منور فرمائے۔

اللہ پاک حضرت مولانا مرحوم کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرما کر انکے درجات کو بلند فرمائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی قبر پر رحمتوں کی بارش کرے اور ان کی تمام منازل کو آسان کردے۔آمین یارب العالمین

آپ حضرات خصوصاً حضرت مرحوم صاحب سے محبت وتعلق رکھنے والے اہل خیر اور جامعہ کے محسنین جس طرح حضرتؒ کی زندگی میں آپ حضرات نے جامعہ کی ترقیات کے لیے اپنی جانی و مالی امداد کے ذریعہ تعاون کیا اسی طرح حضرتؒ کی رِحلت کے بعد بھی اپنی محبت ومؤدت کا ثبوت بڑھ چڑھ کر دیں اور چونکہ جامعہ کی امدادی وسائل آپ حضرات کی خصوصی صدقات وعطیات کے علاوہ کوئی اور سبیل بھی نہیں کہ ناسازگار حالات کا بآسانی سدباب کیا جائے۔

لہٰذا ہمدردان جامعہ وملت اور حضرتؒ کے متعلقین ومحبین حضرات پاسبان رحیمی کے گلشن حسینی کو اپنی زکوۃ وصدقات نیز خطیر عطیات سے ہمیشہ بھرپور سینچتے رہیں اور حضرتؒ سے محبت و ہمدردی کا ثبوت مالی تعاون کے ذریعہ دیتے رہیں، آپ حضرات سے آئندہ بھی یہی امید ہے کہ آپ یہ سلسلہ جاری رکھیں گے اس لئے کہ یہ طریقہ بھی حضرتؒ سے محبت کا عین متقاضی ہے اور دینی فریضہ بھی۔

اللہ رب العزت جامعہ اور جامعہ سے تعلق رکھنے والوں کی تمام حضرات کی جائز مقاصدِ حسنہ کے اندر مکمل باعزت کامیابی وکامرانی نصیب فرمائے اور تاحیات جامعہ کی خدمات کرنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین یارب السمٰوٰت والارض۔

اولیات مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا امان اللہ صاحبؒ کے اولیات

بقلم: صاحب اولیات مولانا عبدالسلام حجبو یوکے

* سب سے پہلے جامعہ کے قاسمی مہتمم آپ تھے۔
* سب سے پہلے جامعہ میں عالمیت کی تکمیل آپ کے اہتمام میں ہوئی۔
* سب سے پہلے شیخ ابرار احمد دھلیویؒ نے جامعہ میں ختم بخاری آپ کے اہتمام میں کی۔
* سب سے پہلے جامعہ سے فن قرآت (حفص وسبعہ) کی تکمیل آپ کے اہتمام میں ہوئی۔
* سب سے پہلے جامعہ سے افتاء کی تکمیل آپ کے اہتمام میں ہوئی۔
* سب سے پہلے فقہ شافعی پر عالمی سمینار آپ کے اہتمام میں ہوا۔
* سب سے پہلے پیر ذوالفقار صاحب کے کوئی خلیفہ ہونے کا شرف آپ کو تھا
* سب سے پہلے جمعیت علماء ہند کے کوئی نائب صدر کا شرف آپ کو تھا۔
* سب سے پہلی جامعہ کی شاخ مدرسہ قاسم العلوم شر نگار تلی آپ کے دور اہتمام میں قائم ہوئی۔
* سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالحلیم جونپوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ کی جدید عمارت کے سنگ بنیاد کے موقع پر موصوف کے زمانے اہتمام میں تشریف لائے۔
* سب سے پہلے حضرت علامہ انظر شاہ کشمیریؒ کی جامعہ میں تشریف آوری آپ کے اہتمام میں بتوسط راقم الحمد اللہ ہوئی تھی۔
* سب سے پہلی بیعت حضرت رح نے شیخ ذکریاؒ سے کی تھی۔
* سب سے پہلے شریوردھن کے حافظ قرآن ھونے کا شرف مولانا امان اللہ کو حاصل تھا۔
* سب سے پہلے حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ بھی حضرت مولانا امان اللہؒ کے اہتمام میں تشریف لائے تھے۔
* سب سے پہلے آپ کے اہتمام میں درجہ تجوید کے لیے مدرس راقم کو رکھا گیا۔
* سب سے پہلی کتاب حضرت مہتممؒ کے ایصال ثواب کے لیے حضرت مفتی نذیر صاحب کی سب سے پہلی کتاب (کتاب الفتاوی) کا باب الاضحیہ ہے۔

تعزیت نامه مجمع الأمام الشافعي العالمي

بسم الله الرحمن الرحيم

مجمع الإمام الشافعي العالمي

MAJMA-UL IMAM AS-SHAFAI AL-AALAMI

H.O. JAMIA ZIA UL ULOOM Kandlur. 576211, Udupi Dist, Karnataka, INDIA

الرقم: ....
التاریخ: ۱۳/ ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

Ref: ....
Date: 05/07/2020

تعزیت نامہ

بروفات حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

محترم ومکرم ذمہ داران واساتذہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کوکن کے معروف عالم دین اور ہمارے مشفق، جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم، انجمن دردمنداں تعلیم وترقی کے سرپرست، مسلم بزم اتحاد شریوردھن کے صدر، جمیعت علماء ہند کے قومی نائب صدر اور پورے کوکن کے علماء ومدارس کے سرپرست، مجلس علمی کوکن کے صدر، مجمع الامام الشافعی العالمی کے رکن تاسیسی حضرت مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی صاحب کی وفات حسرت کی خبر سن کر دل غمگین ہے، انکھیں اشک بار ہیں۔

مولانا بے انتہاء متواضع، منکسر المزاج، اسلاف کے نمونہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈؒ کے تربیت یافتہ تھے، ہم سے بڑے تھے لیکن دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور بہترین سرپرست کا رول ادا فرماتے تھے، جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور سے آپ کو خاص لگاؤ تھا، وقتاً فوقتاً جامعہ میں آپ کی حاضری ہوتی تھی، تین سال قبل مجمع الامام الشافعی العالمی کے قیام کے بعد اس تعلق میں مزید اضافہ ہوگیا۔

مولاناؒ مجمع الامام الشافعی العالمی کے تاسیسی رکن تھے۔ پہلے دن ہی سے مولاناؒ اس ادارہ کی ترقی کے فکرمند رہے، اس کے مشوروں میں باوجود مصروفیات کے اہتمام سے شرکت کرتے، مفید مشوروں سے نوازتے۔ مجمع الامام الشافعی العالمی کے دونوں فقہی سمیناروں کی کامیابی میں آپ کا بڑا کردار رہا، سمینار کی تاریخ کے اعلان کے بعد جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں کوکن کے مفتیان کو جمع فرماتے اور سمینار کی اہمیت بتلاتے اور مقالات لکھنے کی ترغیب دیتے بلکہ یہاں تک فرماتے جس کو مقالہ لکھنا ہے وہ جامعہ میں آکر قیام کرے۔

چند مہینہ پہلے جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور میں منعقدہ سمینار میں آپ ایک روز پہلے ہی تشریف لائے، مسلسل تین دن قیام فرمایا، ساری نشستوں میں شریک رہے، آپ کے چلے جانے سے مجمع الامام الشافعی العالمی اپنے ایک محسن اور سرپرست سے محروم ہوگیا، اس ادارہ کے لئے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

اس موقع پر ہم سرپرستان، ذمہ داران اور جملہ متعلقین مجمع الامام الشافعی العالمی مولانا مرحوم کے اہل خانہ ولواحقین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو اور خصوصا ان کے گھر والوں کو اللہ تعالی صبر جمیل عطا فرمائے اور مجمع الامام الشافعی العالمی اور پورے کوکن کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔

شریک غم

جنرل سکریٹری مجمع الامام الشافعی العالمی

مجمع الإمام الشافعي العالمي

JAMIA ZIA UL ULOOM Kandlur. 576211, Kundapur Taluk, Udupi Dist, Karnataka, INDIA
E-mail: mjishafaia@gmail.com, munadvi@gmail.com Mobile: 9845034770

تعزیت نامہ جمعیۃ علماء الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

23311455
23317729
Fax. : 23316173

Jamiat Ulama-i-Hind
1-BAHADUR SHAH ZAFAR MARG, NEW DELHI-110 002
E-mail : jamiat@vsnl.com URL : www.jamiatulama.org

جمعیۃ علماء الہند

پریس ریلیز　　　　　　　　　　　　　　برائے اشاعت

کوہ کن کے معروف عالم دین اور جمعیۃ علماہند کے نائب صدر مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

جمعیۃ کی طرف سے خراج عقیدت اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی

نئی دہلی ۴؍جولائی ۲۰۲۰ء

کوہ کن کے معروف عالم دین اور جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر مولانا امان اللہ قاسمی نے آج مختصر علالت کے بعد ۶۸ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ موصوف قدیم دینی وعلمی درسگاہ دارالعلوم حسینیہ شری وردھن ضلع رائے گڑھ (مہاراشٹرا) کے مہتمم بھی تھے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم ڈھابیل گجرات میں حاصل کی، 1978 میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، اس کے بعد تعلیم اور خدمت خلق کو مقصد حیات بنایا۔ ایک ہفتہ سے بخار کے عارضہ میں مبتلا تھے، ہفتہ کی صبح چیمبور ممبئی کے ایک ہسپتال میں علاج کے دوران زندگی کی آخری سانس لی۔ جمعیۃ علماء ہند کے حلقے میں لگاتار یہ دوسرا صدمہ ہے، ابھی دو روز قبل مفتی خیر الاسلام صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کا انتقال ہوا اور اب دوسرے نائب صدر مولانا امان اللہ قاسمی صاحب رحلت فرما گئے، یہ دونوں حضرات ایک ساتھ ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۷ء کو جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس مجلس منتظمہ بمقام نئی دہلی نائب صدر منتخب ہوئے تھے۔ اس سے قبل گزشتہ ماہ مولانا عبدالحق صاحب آنند سابق صدر جمعیۃ علماء گجرات اور مولانا حسام الدین صاحب سابق صدر جمعیۃ علماء مغربی بنگال نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا امان اللہ قاسمی کے سانحہ ارتحال پر **جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری اور جنرل سکریٹری مولانا محمود مدنی** نے قلبی رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے اسے جمعیۃ علماء ہند کے حلقے کے لیے خصوصاً اور دینی ومذہبی دائرہ میں عموماً موت العالِم موت العالَم کا مصداق قرار دیا ہے۔ مرحوم کی شخصیت اس نازک زمانہ میں آپ اپنی مثال تھی، ان کی زندگی خدمت خلق اور قربانیوں کی مرقع تھی۔ وہ انتہائی متواضع اور خلیق انسان تھے۔ سال گزشتہ سانگلی وکولہاپور سیلاب سے تباہ حال افراد کی امداد میں پیش پیش تھے۔ اسی طرح نسرگ طوفان متاثرین کی امداد وراحت رسانی میں عین علالت سے قبل تک مصروف تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کی خدمت ان کی حیات عزیز کا محبوب مشغلہ تھا۔ جمعیۃ علماء ہند کے اکابر سے ان کو اور ان کے خاندان کو ہمیشہ لگاؤ رہا۔ ان کے والد محترم حضرت عبدالرحیم صاحب بروڈ رحمۃ اللہ علیہ، قطب عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے مجاز وبیعت تھے اور ان کے نام پر کوہ کن میں دارالعلوم حسینیہ کی بنیاد رکھی جس کے چشمہ فیض سے پورا خطہ کوہ کن سیراب ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا امان اللہ قاسمی صاحب اسی ادارے کے مہتمم تھے۔ ان کے دور اہتمام میں دارالعلوم حسینیہ میں تعلیمی، تدریسی، اور تعمیری ترقی ہوئی۔

صدر جمعیۃ علماء ہند و جنرل سکریٹری نے مولانا مرحوم کی وفات کو باعث صد حسرت اور ملک وملت کا عظیم نقصان بتاتے ہوئے تمام پسماندگان بالخصوص صاحبزادہ محترم مولانا امجد صاحب و دیگر کی خدمت میں دلی ہمدردی وتعزیت مسنونہ پیش کی ہے اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی مولانا مرحوم کو جنات عدن میں مقام اعلی عطا فرمائے۔ انھوں نے جملہ جماعتی احباب و متعلقین وائمہ مساجد سے پرخلوص اپیل کی ہے کہ مولانا مرحوم کے لیے دعائے مغفرت و ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

مدیر محترم اس پریس ریلیز کو شائع فرما کر شکر گزار کریں۔

جاری کردہ

تعزیت نامہ فکر و خبر

FIKROKHABAR
BHATKAL

Shamsuddin Road, Nawayat Colony
Near Rabita Complex Bhatkal (U. K. Dist.)

FIKROKHABAR
Bhatkal

فکر وخبر بھٹکل

Ref. ....
Date. ....

تاریخ:..............................

تاریخ:۱۴/ ذوالقعدہ ۱۴۴۱

تعزیت نامہ بروفات حسرت آیات حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قاسمی رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن، مہاراشٹرا

بخدمت محترم اساتذۂ کرام اور جملہ ذمہ دارانِ جامعہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

مؤرخہ ۱۲/ ذوالقعدہ سنہ ۱۴۴۱ مطابق ۴/ جولائی ۲۰۲۰ عیسوی بروز سنیچر یہ افسوس ناک خبر موصول ہوئی کہ خطۂ کوکن کے مشہور ومعروف عالمِ دین اور مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن، مہاراشٹر حضرت مولانا امان اللہ صاحب بروڈ قاسمی اس دارِ فانی سے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کی وفات کی خبر سن کر یقین ہی نہیں آرہا ہے کہ مولانا اتنا جلد اچانک ہم سب کو داغِ مفارقت دے جائیں گے لیکن اللہ تعالی کے فیصلوں میں جو حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں، ان کا علم صرف اسی کو ہے۔

مولانا علیہ الرحمۃ کو بھٹکل اور اہلِ بھٹکل سے جو گہرا تعلق تھا، اس کی ایک بنیادی وجہ یہاں پر موجود جنوبی ہند کی عظیم درسگاہ جامعہ اسلامیہ تھی، دونوں اداروں کے مابین علمی، تعلیمی اور ثقافتی تعلقات کا آغاز سابق مہتمم جامعہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمۃ اللہ اور ان کے رفقائے کار کے ذریعہ ہوا تھا، ان شاء اللہ اس کی تفصیلات مستقل مضمون کی شکل میں قلمبند کرنے کا ارادہ ہے۔

اسی جامعہ اسلامیہ کے طفیل ہی فارغینِ جامعہ کے قائم کردہ اکثر اداروں سے کسی نہ کسی حد تک مولانا واقف تھے، جن میں سے ایک "ادارہ فکر وخبر بھٹکل" بھی ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ کو ہمارے اس ادارہ سے بھی ربطِ خاص تھا، سینکڑوں کلومیٹر کی دوری پر واقع بستی میں مقیم ہونے کے باوجود آپ فکر وخبر بھٹکل کی خدمات سے پوری طرح واقف تھے، جس کا حقیقی اندازہ ہمیں اس وقت ہوا جب فکر وخبر کا ایک وفد بانکوٹ میں منعقدہ پروگرام کو نشر کرنے کی غرض سے جس میں ادارے کے معاون مدیر اداری مولانا سید اظہر برماور ندوی اور رفیقِ فکر وخبر جناب نوید مصباح صاحب موجود تھے، تلوجہ میں مجمع الامام الشافعی العالمی کی پہلی فقہی کانفرنس سے واپسی پر شریوردھن پہنچا، حسنِ اتفاق سے وفد کا قیام ایک دن جامعہ ہی میں تھا۔ اس موقع پر مولانا نے ہمارے وفد سے بات کرنے کے لئے اپنا قیمتی وقت فارغ فرمایا، تقریبا ڈیڑھ گھنٹہ تک فکر وخبر کی خدمات اور اس کی سرگرمیوں اور موجودہ حالات اور خطرات پر گفتگو ہوئی۔ جس میں مولانا نے اسلامی صحافت کو موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے ہمیں اس میدان میں مستقبل میں مزید آگے بڑھنے کے لئے مختلف مشوروں سے نوازا۔

Email : fikrokhabaronline@gmail.com
Urdu, English, Kannada Websites - wwwfikrokhabar.com, wwwfikrokhabar.in

FIKROKHABAR
BHATKAL
Shamsuddin Road, Nawayat Colony
Near Rabita Complex Bhatkal (U. K. Dist.)

FIKROKHABAR
Bhatkal

فکروخبر بھٹکل

Ref. ....
Date. ....

تاریخ:..............................

الحمدللہ جب ادارہ کے تحت چلنے والے "فقہ شافعی" کے شعبے کی بات آئی تو مولانا نے جس قدر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دعاؤں اور نیک خواہشات سے نوازا تھا، اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، اس کا تعلق اس مجلس کے مشاہدہ سے تھا۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ عزیزی مفتی فیاض احمد محمود برمارے کے توسط سے اس کی تفصیلات ہمیں آ موصول ہوتی رہتی ہیں، وہ خود کئی ایک مسائل میں ہم سے اور یہاں پر قائم دارالافتاء سے مربوط رہتے ہیں۔ مولانا نے کام کو مزید مستحکم کرنے کے سلسلہ میں ہمیں ایک مرتب لائحہ عمل کے ساتھ آگے بڑھنے پر زور دیا۔ اس ملاقات کے بعد ہمیں اندازہ ہوا تھا کہ مولانا محترم کی شخصیت دعوتی مزاج کی حامل ہے، وہ ہر وقت اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کی جانے والی ہر کوشش کو سراہتے، کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کرتے اور انھیں خوب دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ اب خصوصاً مولانا کے انتقال کے بعد آپ کی جو خدمات سامنے آرہی ہیں، اس کے بعد اس نتیجہ تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی کہ کس طرح مولانا نے دینی اور دعوتی میدان میں کام کیا ہے، بالخصوص جامعہ حسینیہ عربیہ کو اتنی بلندی تک پہنچانے میں مولانا کی خدمات سنہرے حروف میں رقم کی جائیں گی۔

ہم مولانا کے انتقال پر جملہ پسماندگان و متعلقین اور جامعہ حسینیہ کے ذمہ داران سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ حضرت مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور امت کو خصوصاً اہلیانِ کوکن کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

سید ہاشم نظام ایس ایم ندوی (ایڈیٹر)
صدر وایڈیٹر اور جملہ رفقاء
ادارہ فکروخبر بھٹکل

FIKROKHABAR MEDIA & CULTURAL CENTRE TRUST REGD. ☆
FIKROKHABAR.IR

Email : fikrokhabaronline@gmail.com
Urdu, English, Kannada Websites - wwwfikrokhabar.com, wwwfikrokhabar.in

تعزیت نامہ جامعہ فیض القرآن، کالستہ

JAMIA DARUL ULOOM FAIZUL QURAN - KALUSTA
At & Post: Kalusta, Tal: Chiplun, Dist: Ratnagiri.
Pin: 415618 Kokan, Maharashtra, (India)
Ph. Off - (02355) 231011 Resi: 231111 A/c 231281

جامعہ دار العلوم فیض القرآن کالستہ
مقام و پوسٹ: کالستہ، تعلقہ: چپلون، ضلع: رتناگیری (مہاراشٹر)
فون آفس: (۰۲۳۵۵) ۲۳۱۰۱۱، ۲۳۱۱۱۱، اکاؤنٹ آفس: ۲۳۱۲۸۱
Regd. No. E/691-28/10/93

تعزیت نامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم ومکرم حافظ امجد صاحب، ہمارے جلیل القدر موقّر اور جان سے بھی زیادہ عزیز محترم اساتذۂ کرام اور معزز اراکین جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن!

۱۲ر ذوقعدۃ الحرام ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ر جولائی ۲۰۲۰ء، سنیچر کا یہ دن ہم اہل جامعہ ہی نہیں بلکہ پورے خطہ کوکن، اسی طرح پورا صوبۂ مہاراشٹر، حیدرآباد، کیرلا، تمل ناڈو تمام کے لئے انتہائی حزن وملال، رنج وغم سے بھرا ہوا دن تھا، جب یہ خبر ہم پر بجلی بن کر گری کہ ہمارے اپنے مشفق ومربی استاذِ محترم، ایک حقیقی والد سے بھی زیادہ پیار کرنے والے ہم سب کو یتیم کر کے اس دنیائے فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ لکھتے ہوئے آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، دل انتہائی مغموم ہے اور دل سے ہم باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ: اے اللہ! اے رحیم وکریم ذات! ہمارے روحانی باپ اور مشفق ومربی حضرت مہتمم صاحب کی بال بال مغفرت فرما۔ ان کے درجات کو بلند فرما۔ ان کی قبر کو جنت کا باغ بنا دے۔ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرما۔ اور انہوں نے اپنے پیچھے ہزاروں تلامذہ چھوڑے ہیں، جو دینی، ملی اور سماجی کاموں میں مصروف ہیں، یہ ان کے لئے صدقۂ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ (آمین)

حضرت اخیری وقت تک دینی، ملی، رفاہی اور سماجی کاموں میں مصروف رہے۔ اور اپنا تن، من، دھن اور وقت سب کچھ قربان کر دیا۔ ان کی اعلیٰ صفات وکردار کے متعلق جتنا بھی لکھا جائے کم ہی ہے۔ وہ ہمارے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) ہم تمام اراکین، منتظمین اور اساتذۂ جامعہ فیض القرآن کالستہ آپ تمام کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

نمازِ جنازہ وتدفین میں شدید خواہش اور اخیری حد تک کوشش بھی جاری تھی، مگر نامساعد حالات کی وجہ سے اس سے بھی محروم رہے۔

چار وناچار جامعہ فیض القرآن کالستہ میں ہی مقامی طلبہ، اساتذۂ کرام، نیز، منتظمین واراکین جامعہ اور مقامی افراد کے ساتھ نمازِ غائبانہ کا اہتمام کیا گیا۔

اخیر اً ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے اہلِ خانہ وخاندان، نیز اربابِ جامعہ کو صبرِ جمیل اجر جزیل عطا فرمائے اور اپنی طرف سے ان کا بہترین نعم البدل بھی مرحمت فرمائے۔ آمین۔

منجانب

اراکین، منتظمین واساتذۂ جامعہ فیض القرآن کالستہ، چپلون، رتناگری

تعزیت نامہ مدرسہ اشرفیہ عربیہ توڑیل

Regd. No. F/1662
(Raigad)

مُدرسہ اشرفیہ عربیہ

زیر اہتمام: فروغ دینی تعلیم لوئر توڑیل

تعلقہ مہاڈ، ضلع رائے گڈھ۔ پن کوڈ: ۴۰۲۱۱۵۔ مہاراشٹر، ہندوستان

MADRASA ASHRAFIYA ARABIYA

Managed by : **FAROGE-DINEE-TALEEM**

Lower Tudil, Tal. Mahad, Dist. Raigad, Pin. 402 115. Maharashtra (India)

☎ : (+91) (2145) 278186

Ref. No. :

Date :

تعزیتی کلمات

بنامِ گرامی حافظ اسجد بن حضرت اقدس مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی صاحب رحمہ اللہ

واہلِ خانہ، دیگر اقرباء، اربابِ جامعہ و مشفق اساتذۂ کرام و منتظمہ کمیٹی جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

السلام علیکم و رحمة الله وبركاته

امید ہے کہ آپ جمیع حضرات بخیر و عافیت ہوں گے۔

بروز سنیچر، مورخہ ۱۳ر ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ، بمطابق ۴ر جولائی ۲۰۲۰ء صبح تقریباً ۳۰-۹ بجے کے بعد شان کوکن و مینارۂ علمِ دین جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم اور جمیعت علماء ہند کے نائب صدر حضرت مولانا المرحوم امان اللہ صاحب بروڈؒ کا سانحۂ ارتحال پیش آیا جو پوری امتِ مسلمہ اور خصوصاً اہلِ کوکن کے لیے ایک ایسا سانحہ ہے کہ جس کا تدارک ہونا بظاہر مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ حضرت کے دورِ اہتمام میں جامعہ حسینیہ شریوردھن نے ہر اعتبار سے ترقی کے منازل طے فرمائے جس کی وجہ سے آج پورا خطۂ کوکن جگمگا رہا ہے اور مستفیض بھی ہو رہا ہے۔ حضرت خطۂ کوکن کے کئی مدارس اور انجمنوں کے ذمہ دار اور سرپرست تھے اور الحمدللہ مدرسہ اشرفیہ عربیہ لوئر توڑیل سے حضرت کو خاص لگاؤ اور تعلق تھا۔ حضرت اس مدرسہ کے تعلیمی کمیٹی کے صدر بھی رہ چکے تھے۔ مدرسہ کی انتظامیہ حضرت سے وقتاً فوقتاً تعلیمی اور انتظامی اُمور کے بارے میں صلاح و مشورہ کرتی تو حضرت اپنے مفید اور کارآمد مشوروں سے نوازتے اور ہم انتظامیہ کی ہمت افزائی بھی فرماتے۔ حضرت کے سانحۂ ارتحال کیوجہ سے آج مدرسہ نے اپنے ایک مخلص سرپرست کو کھویا جس کا ہمیں ہمیشہ افسوس اور رنج رہے گا۔ ہم حضرت کے تمام لواحقین، متعلقین رشتہ دار، دوست و احباب اور اہلِ کوکن کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اُنھیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور امتِ مسلمہ اور خصوصاً اہل کوکن کو اُنکا نعم البدل عطا فرمائے۔

منجانب

صدر، سیکریٹری، انتظامیہ کمیٹی و اساتذہ کرام مدرسہ اشرفیہ لوئر توڑیل

تعزیت نامہ مدرسہ دار الفلاح وڈولی

MADRASA
DARUL FALAH WADWALI
Managed By :ALFALAH EDUCATION TRUST
At.Post: Gondghar, Tal: Mhasla, Dist: Raigad
Pin : 402105 Regd No: 613 Raigad

مدرسہ دار الفلاح وڈولی
زیر اہتمام الفلاح ایجوکیشن ٹرسٹ
مقام پوسٹ: گونڈگھر، تعلقہ: مہسلہ، ضلع: رائے گڈھ
رجسٹرڈ نمبر: ای ۶۱۳ رائے گڈھ

مہربان مربی مشفق مہتمم کا سانحہ ارتحال

مولانا امان اللہ صاحب مرحوم علاقہ کوکن کی امتیازی شان اور جامعہ حسینیہ کے حوالہ سے بڑے مقام ومرتبہ والے نام ور عالم دین تھے۔ اسلاف کا زندہ وجاوید نمونہ، خالص دینی مزاج، شرعی احکام کے پابند، سنتِ رسول کے متبع، اہتمامِ جامعہ کے اعلیٰ وعظیم الشان منصب پر فائز ہونے کے ساتھ تدریسی خدمات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے علاقہ کی دیگر قومی، ملی، تعمیری، اصلاحی ورفاہی خدمات کے علاوہ چند سالوں سے ملکی سطح پر جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر ہونے کی نسبت سے بڑی جلیل القدر خدمات کے سبب تمام ارباب جمعیت کی نگاہ میں نہایت قدر ومنزلت کا مقام پائے ہوئے تھے جن سے سرزمین کوکن کا نام روشن تھا۔

۴؍جولائی بروز ہفتہ صبح دس بجے ان کی وفات کی خبر سے سارا کوکن غمگین ہوگیا مدرسہ دار الفلاح وڈولی کے تمام اساتذہ ومنتظمین اور طلبہ دم بخود آزردہ ہوگئے **انا للہ وانا الیہ راجعون تغمدہ اللہ برحمتہ واسکنہ فسیح جناتہ ویلھم اھلہ وذویہ الصبر والسلوان** مولانا مرحوم پیر ذوالفقار نقشبندی کے خلیفہ ومجاز تھے ان سب نمایاں واعلیٰ مناصب کے باوجود ان کے تواضع ہی میں اضافہ ہوتا رہا جیسے ثمر بار شجر جامعہ حسینہ کی مکمل ترقی جملہ ذیلی شاخوں کی رہنمائی اور پورے علاقہ کی دینی رہبری علماء کرام کی مشفقانہ تربیت تمام امور بشاشت کے ساتھ بحسن خوبی انجام دیتے رہے اور کبھی پیشانی پر بل تک نہیں آنے دیا۔ مولانا مرحوم مدرسہ دار الفلاح وڈولی کے سرپرست تھے اور تعلیمی کمیٹی کے ذمہ دار بھی تھے بلکہ یہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ مدرسہ کی بنیاد ہی مرحوم کے مشورہ سے ہوئی اور مدرسہ دار الفلاح وڈولی کی ترقی آپ ہی کی رہینِ منت ہے وہ ہمیشہ قیمتی مشوروں سے نوازتے اور اکثر وبیشتر مدرسہ میں اجلاس ہو یا تکمیل حفظ کی مجلس ہو بنفس نفیس شرکت فرما کر اپنے بیان سے سامعین، اساتذہ وطلبہ کو مستفیض فرماتے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مرحوم کو ان کی تمام کاوشوں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور خدماتِ جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے، سیئات کو حسنات میں مبدل فرمائے، قبر کو ریاض الجنۃ بنائے، جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے آمین

رونق بزم وابستہ تھی تمہارے دم سے　　　تم نہ ہوں گے تو بہت یاد کرے گی دنیا

مہربان مربی کے فراق پر حزین
مدرسہ دار الفلاح وڈولی کے تمام متعلقین

تعزیت نامہ ابناء جامعہ، ریاض

فَقِيْدُ الْجَامِعَةِ "أبا أسجد"
أَنْتَ مَنْ فَقَدْنَاكَ وَفَقَدَتْكَ الْجَامِعَةُ

فَقَدْنَاكَ فِقْدَانَ السَّحَابَةِ لَمْ يَزَلْ — لَهَا أَثَرٌ يُثْنِى بِهِ السَّهلُ وَالْوَعْرُ
مَسَاعِيْكَ حلَیٌّ لِلَّيَالِیْ مُرَصَّعٌ — وَذِكْرُكَ فِیْ أَرْدَانِ أَيَّامُهَا عِطرُ

فَقِيْدُ الْجَامِعَةِ "أبا أسجد"

لا نقول أنك أفنيت شبابك وهرمك ، بل نقول أنك من الذين أفنوا أعمارهم وحياتهم في العلم تعلُّماً وتعليماً.

والفقه في الدين من علامة محبة الله لعبده، وإرادة الخير له. قال صلى الله عليه وسلم: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ» متفق عليه. وإنَّ في رحيل العلماء ثُلْمَةٌ لا تُسَد، كيف لا يكون ذلك وهم الذين يبصِّرون الناس أمور دينهم، ويعلمونهم العلم النافع، ويضيئون لهم طريق الهدى والرشاد؛ لما ورثوه من علم شريف، وحازوه من قدر مُنيف، وفتحٍ لأبواب الخير، وإغلاق لأبواب الشر، ففضلهم كبير، ودورهم في المجتمع جليل، فهم أنفع الناس للناس

فَقِيْدُ الْجَامِعَةِ "أبا أسجد"، فـ:

على مثلك تبكى البواكى وتندب — وما كنت إلا الطيب بل هو أطيب
وفزتَ بوُدِّ الناس إذ عِشتَ وامقاً — لهم فأحبوك ومنك تقربوا
ويبقى لك القدح المعلى إذا سجت — تنورها قصدا ولا يتنكب
أبا أسجد لقد طبت حياً وميتاِ — وكنت كمثل القطر بل هو أعذب
فيا رب نضر وجهه أعل قدره — وأسكنه جنات بها يتقلب

فَقِيْدُ الْجَامِعَةِ "أبا أسجد"

إنك كنت من خيار العلماء الناصحين المربين في هذا الزمن لما لك من جهود علمية وعملية، منذ توليك التعليم والاهتمام بهذه الجامعة، **"الجامعة الحسينية العربية"** الواقعة في شريوردهن.

أبا أسجد فَقِيْدُ الْجَامِعَةِ: فأنت:

من عاش يحمل همّ الجامعة التى — لما تزل في كل صقع في بلاءْ
من قد أتاه الحق ليلة سبت ودَّعَتْه — الدموع حارقة موجعة قبيل المغرب
يا رب فاجعل قبره في روضة — وامنحه فيه من الرحابة والضياءْ
يا رب نرضى بالذي قدرته — أنت الإله الحق تفعل ما تشاءْ
كلٌ يموت وليس يبقى غيره — هو وحده من قد تفرد بالبقاءْ
قد كنا نطلب الدعاء وكلنا — قد كان يدعو الله يطلبه الشفاءْ
لكنما الأجل المقدّر قد أتى — ممن على المخلوق قد كتب الفناءْ
يا رب ضاعف أجره وثوابه — واغفر له يا ربنا ما قد أساءْ
وارزقه دار الخلد دارسعادة — بجوارخيرالخلق خير الأنبياءْ
يارب بارك في خليفة يخلفه — واجعله خير خلف لخير سلف

وفي الأخير نقول : أن اسمك أمان الله ، ونرجو أن تكون في أمان الله ، ، ،

إعداد :

أبناءك أبناء الجامعة – الرياض

تعزیت نامہ انجمن دردمندانِ تعلیم و ترقی ٹرسٹ، مہاڈ

Anjuman Dard-Mandane
Talim-O-Tarakki Trust Mahad
Opp S.T. Bus Dept,A/P.Tal.Mahad.
Dist.Raigad 402301. Maharashtra.
Tel:(02145)(O)226026 (R)2222478
Regd No: B-320

انجمن دردمندان
تعلیم وترقی ٹرسٹ، مہاڈ
نزد ایس ٹی بس ڈپو مہاڈ، ضلع-رائیگڈھ-۴۰۲۳۰۱
ٹیلی فون آفس:۲۲۶۰۲۶ رہائش:۲۲۲۲۴۷۸
رجسٹرڈ نمبر:۳۲۰-بی

صدر: مفتی رفیق محمد شفیع پورکر
سیکریٹری: مولوی عثمان شیخ علی کارباری

07/02/2020 15/11/1441

انجمن دردمندان کی تمام خوبیاں ونیکیاں حضرت مولانا مرحوم کی جھولی میں داخل ہیں

علاقہ کوکن میں اس وقت جو دین بیداری، دینی ماحول، دین کی خدمت میں مصروف علماء ومفتیان، اصلاحی وتعمیری کوششیں، سماجی اور فلاحی خدمات نظر آرہی ہیں وہ اس علاقہ کے بزرگوں اور اسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ ہے، ان بزرگوں میں نمونہ سلف، فکر حسینی کے امین اور طرز رحیمی کے پیروکار، میرے مشفق ومربی حضرت مولانا امان اللہ صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن تھے، جو مختصر سی علالت کے بعد حسن خاتمہ کے ساتھ یہ پیغام دیتے دیتے رخصت ہوگئے:

اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھو، ذکرواذکار کا اہتمام کرو، ایک دوسرے کو معاف کرنا سیکھو، دل بڑا کرو، یہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے، مچھر کا پر ہے، مکڑی کا جالا ہے۔ اس مختصر سی زندگی میں کسی سے حسد نہ رکھو، کسی سے بیر نہ رکھو، کسی سے نفرت نہ کرو، دلوں کو صاف کرو،، معاف کرنا سیکھو، معافی مانگنے میں پہل کرو، چھوٹوں کا ادب بڑوں کا احترام کرو، اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، چھوٹا وہ ہے جو اللہ کی نظر میں چھوٹا ہو، بڑا وہ ہے جو اللہ کی نظر میں بڑا ہے۔ ایک دوسرے کو ذلیل نہ کرو، ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہ سمجھو۔ چھوٹوں کی ہمت افزائی کرو۔ ہر کام اخلاص سے کرو۔ سادگی اور تواضع اختیار کرو۔

یہ کامیاب زندگی کی بنیادی اور کلیدی باتیں ہیں جو میں بچپن سے ہی اپنے اساتذہ اور بزرگوں سے سنتے آرہا تھا، اور عمل کی کوشش بھی کررہا تھا، لیکن ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی عملی تفسیر میرے محسن، مربی، سرپرست، سفر وحضر کے رفیق حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی ذات اقدس تھی۔

مولانا نے مختلف علمی ورفاہی شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور سماجی ہم آہنگی وبھائی چارہ کے فروغ میں بھی پیش پیش رہے۔ مولانا ایک جید عالم دین ہونے کے علاوہ انتظامی صلاحیتوں سے بھی لیس تھے۔ اخلاق وکردار میں اپنی الگ شناخت رکھتے تھے۔ مولانا مرحوم پورے علاقہ کو اپنے خطابات اور اصلاحی مواعظ سے سیراب کئے ہوئے تھے۔ مولانا کا انداز سخن منفرد تھا۔ جس سے ہر شخص محظوظ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو حافظہ بھی بہت اچھا دیا تھا۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن پیغام اتحاد ومحبت" اور آپس میں "الفت، ہمدردی وبھائی چارگی، ایثار وقربانی، عفو ودرگزر" تھا۔

نوجوان علماء جب میدانِ عمل میں اترتے ہیں اس وقت اگر انھیں بہترین سرپرستی اور تجربہ حاصل ہوجائے تو پھر ان نوجوان علماء کی محنت رنگ لاتی ہے، انھیں منزل تک پہنچنا ممکن ہوتا ہے، اگر کسی بڑے کی سرپرستی نہ ہو تو سفینہ ساحل پر لنگر انداز ہونے سے پہلے ہی غرقاب ہوجاتا ہے، میں ان خوش قسمت نوجوانوں میں سے ہوں جن کو بڑوں کی سرپرستی اور اعتماد حاصل رہا ہے، جامعہ اسلامیہ مدینہ یورسٹی سے فراغت کے بعد میدان عمل میں اترنے کا موقع آیا تو مولانا مرحوم نے جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں بغرض تدریس منتخب فرمایا، اس سے بڑا کرم یہ فرمایا

کہ انجمن دردمنداں تعلیم وترقی مہاڈ کے ذریعہ سماجی، اصلاحی ورفاہی کاموں کے لئے سنیچر اور اتوار دوروز رخصت منظور فرمائی، اور آخری سانس تک میری سرپرستی فرمائی، انجمن دردمنداں تعلیم وترقی کے کاموں کو آپ نے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا، ہمت افزائی کرتے رہے، مفید مشوروں سے نوازتے رہے، کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی فرماتے رہے، انجمن کے ہونے والے پروگرام میں نہ صرف شریک ہوتے بلکہ سرپرستی فرماتے ،کوکن میں انجمن کی خدمات میں آپ کا بہت بڑا دخل اور بہت بڑا حصہ ہے، اگر مولانا فیاضی کا مظاہرہ نہ فرماتے اور دل بڑا نہ کرتے اور میرے لئے ابتداء ہفتہ میں دو دن پھر چند سالوں کے بعد ہفتہ میں چار دن رخصت منظور نہ فرماتے تو انجمن کے کاموں کی توسیع اس قدر نا ممکن تھی۔ کوکن کے اسکولوں میں جامعہ کی سرپرستی اور انجمن کے تعاون سے مجلس علمی کوکن کے ذریعہ دینی تعلیم کے نظام میں آپ کی صدارت وخدمات ناقابل فراموش ہیں، زندگی کے آخری ایام میں بھی نسرگ طوفان سے متاثرہ علاقوں میں انجمن کے ذریعہ ریلیف کے کاموں میں برابر شریک رہے، اور انھیں فکروں کے ساتھ آپ ہم سے رخصت ہوئے۔

بندہ نے جامعہ حسینیہ میں تقرری کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ کے تخصصات کی تفصیل مہتمم صاحب کے سامنے رکھی، وہاں جس انداز سے تحقیقی مقالات لکھوائے جاتے ہیں اس کا خاکہ سامنے رکھ کر جامعہ حسینیہ میں تخصص فی الفقہ شروع کرنے کی اجازت طلب کی تو مہتمم صاحب نے اس حقیر وناتواں پر بھروسہ اور اعتماد کر کے انتظامیہ سے مشورے کے بعد تدریب الافتاء والقضاء کے دوسالہ کورس کو جامعہ میں شروع کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس سے متعلق ساری ضروریات کو بدرجہ اتم ممکن بنایا، آپ کے دور اہتمام میں اس شعبہ نے اس قدر ترقی کی کہ ملک اور بیرون ملک کے لئے ذی استعداد اور باصلاحیت مفتیان کی ایک بڑی تعداد تیار ہوئی، اور جامعہ کے اس شعبہ سے استفادہ کرنے والوں نے اپنے اپنے علاقوں میں فقہ شافعی کے مدارس میں اس شعبہ کو قائم کیا، اور یہاں کے مفتیان ملک وبیرون ملک میں اس کے فیض کو عام کرنے میں مصروف ہیں، یقیناً مہتمم صاحب کے حق میں جامعہ کا یہ شعبہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔ مہتمم صاحب کو ان مفتیان کے مقالوں کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی بڑی فکر اور آرزو تھی، اللہ کرے یہ آرزوں آپکی وفات کے بعد ہی سہی تکمیل کو پہنچ کر آپکے حق میں صدقہ جاریہ ثابت ہو۔

مولانا مرحوم کی عادت یہ تھی کہ جامعہ کی ترقی کے لئے ہر قسم کے مشورہ کو قبول کرتے اور حتی المقدور اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے، چنانچہ عزیز القدر استاذ جامعہ اور مرکزی دارالقضاء کوکن کے چیف قاضی مفتی محمد حسین ماہمکر صاحب جب امارت شرعیہ پٹنہ میں قضاء کی تربیت پا رہے تھے اس دوران بندہ سے خط وکتابت کے ذریعہ رابطہ میں تھے، بندہ نے مہتمم صاحب کے سامنے علاقہ کے حالات کی نزاکت کو دیکھ کر جامعہ میں دارالقضاء کے قیام کا مشورہ دیا، حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا اور وقت کی ضرورت قرار دیا، پھر انتظامیہ سے مشورہ کے بعد دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا اور اس دارالقضاء کی زیر نگرانی پورے کوکن میں مختلف مقامات پر دارالقضاء قائم ہوئے ہیں، اس کے نتیجہ میں عوام الناس سرکاری عدالتوں کے بجائے انھیں دارالقضاء سے رجوع ہو کر اپنے معاشرتی وازدواجی مسائل شریعت کی روشنی میں حل کرتے ہیں۔

حضرت مولانا میرے مہتمم تھے، میں ان کا ادنی خادم تھا، لیکن جامعہ میں تقرری کے بعد سے آخری سانس تک مولانا نے نہ اپنے مہتمم ہونے کا احساس دلایا اور نہ مجھے خادم واستاذ ہونے کا تصور دیا، بلکہ ہمیشہ ایک والد اور دوست کی طرح رہے، مختلف جلسوں اور پروگرام میں اپنے ساتھ رکھا، چاہے کوکن یا بیرون کوکن مدارس کے سالانہ اجلاس ہوں یا اصلاح معاشرہ کے عنوان سے پروگرام ہوں، ہمیشہ آگے بڑھایا، بلکہ مجھے اپنی ذات پر ترجیح دی، سفر حضر میں ساتھ رکھا چاہے علاقہ کوکن کے اسفار ہوں یا کوکن سے باہر بھٹکل، کنڈلور، کیرلا گجرات یوپی وغیرہ کے اسفار ہوں یہاں تک کہ بیرون ملک کے اسفار میں بھی ساتھ رکھا، جن میں حج وعمرہ، قطر اور سری لنکا کے سفر بڑے یادگار ہیں، لیکن سفر میں بھی ایسے بے تکلف اور کھلے دل کے ساتھ رہتے کہ کبھی اپنے بڑے یا مہتمم ہونے کا اظہار نہ فرماتے۔ میری اپنی کمر کی تکلیف کی وجہ سے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت والا ٹرین کی اوپری برتھ پر سو کر مجھے نچلی برتھ پر بزور زبردستی سلا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا کو ظاہری وباطنی اوصاف سے نوازا تھا، ایک طرف ظاہری طور پر جامعہ کے باوقار مسند اہتمام پر فائز ہونے کے ساتھ کئی مدارس کی بھی سرپرستی فرماتے، اور دیگر ملی وسماجی کاموں کو اپنا کام سمجھتے، کام میں آنے والے حالات پر کڑوے گھونٹ بہت خاموشی سے پی جاتے اور اپنے چھوٹوں کو نصیحت فرماتے: "کام کرتے رہیے اصل اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے"، دوسری طرف تعلق مع اللہ، توکل علی اللہ، ذکر واذکار کے معمول میں اپنے بزرگوں کے سچے جانشین تھے، میں نے حضرت کو بہت قریب سے دیکھا ہے، ان کے زندگی کا معمول تھا کہ وہ رات کے آخری پہر تقریباً تین بجے بیدار ہو کر تہجد اور دعاؤوں میں مشغول ہو جاتے اس معمول میں سفر کی مشقتیں بھی کبھی مانع نہیں بنتیں، رب کے دربار میں ایسی نیاز مندی اور آہ وزاری کرتے کہ بہت سی مرتبہ مولانا کی آواز سے میری آنکھ کھل جاتی پھر مولانا کی برکت سے میں بھی عبادت میں مصروف ہو جاتا، مولانا کا یہ پہلو ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہا، اور انھوں نے اس کا کبھی اظہار نہیں کیا، اس لئے کہ تشہیر اور دکھاوے سے دور دور تک ان کا واسطہ نہیں تھا، منصب اور عہدوں سے ہمیشہ دور رہے، اسی کا نتیجہ تھا کہ زندگی کے آخری سالوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک کی قدیم تنظیم جمعیۃ علماء ہند کے قومی نائب صدر کے اعلیٰ منصب سے نوازا، آپ نے قلیل عرصہ میں اپنی خدمات کے ذریعہ اس عہدہ کا حق ادا کیا۔

مولانا کی وفات کس قدر خوبصورت اور پیاری تھی کہ مولانا آخری دودنوں میں باوجود طبیعت کی ناسازگی کے مستقل ذکر واذکار اور نوافل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ایمبولنس میں سوار ہونے کے بعد اسپتال تک اور اسپتال میں آخری سانس تک زبان پر اللہ ہی کا نام تھا، ایک لمحہ کے لئے بھی خاموشی نہ رہی۔ مولانا زندگی کے کامیاب مسافر بن کر رخصت ہوئے، لیکن کسے پتہ تھا کہ مولانا اس قدر جلدی ہم سے جدا ہوں گے، زندگی میں تو کسی سے خدمت نہ لی جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو بھی ہر قسم کی خدمت سے مستغنی ہو کر اپنی آرام گاہ پہنچ گئے، مدرسہ میں آخری دن تک دن ہو یا رات تنے تنہا اسکوٹر پر سوار ہو کر آتے رہے۔

آج صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ہر ایک کو اس بات کا احساس ہے کہ ہم ایک سائبان سے محروم ہو گئے، مولانا ہم سب کے لئے سہارا تھے، اس قدر یتیمی اور تنہائی کا احساس اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن ہو یا انجمن دردمندان تعلیم وترقی یا کوکن کا کوئی اور دینی ادارہ سب کے لئے مولانا مرحوم کی ذات ایک پاورہاؤس کی طرح تھی، اس وقت چھوٹے سے بڑا، عوام وخواص، طلبہ واساتذہ، ذمہ داران و کارکنان سب ہی غم میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر ایک آنسوؤں کے ساتھ ہی دوسرے کو تسلی دے رہا ہے، پورا علاقہ اشک بار ہے، لیکن مولانا اتنی ہی زندگی لے کر آئے تھے، جسے پوری کر کے چلے گئے۔

اس موقع پر ہم انجمن دردمندان تعلیم وترقی ٹرسٹ مہاڈ اور اس کی تمام ذیلی شاخوں کی طرف سے ہر شخص کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں خصوصاً مدنی مجلس کے اراکین، جامعہ کے اساتذہ وعملہ نیز مولانا کے اہل خانہ ان کے رشتہ داروں کی خدمت میں جن کے لئے مولانا ایک بہت بڑی نعمت تھے۔

دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقی اور علمی پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ کے درجات کو بلند فرمائے، سیئات کو حسنات میں تبدیل فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا کرے۔ آمین یارب العالمین

دعاگو

مفتی رفیق محمد شفیع پورکر مدنی

صدر واراکین انجمن دردمندان تعلیم وترقی ٹرسٹ مہاڈ

تعزیت نامہ دارالافتاء والارشاد جامع مسجد ممبئی ٹرسٹ

DARUL IFTA WAL IRSHAD
دارالإفتاء والإرشاد
Jama Masjid of Bombay Trust
جامع مسجد ممبئی ٹرسٹ

باسمہٖ تعالیٰ

تعزیت نامہ

آہ!!! مہتمِ جامعہ مرحوم حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عزیز ومحترم حافظ اسجد سلمہ وجمیع اہل خانہ، حضراتِ اساتذۂ کرام وجمیع ابناءِ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خطۂ کوکن کی عظیم علمی ودینی شخصیت، جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمِ باوقار، جمعیۃ علماء ہند کے قومی نائب صدر، مسلم بزم اتحاد وترقی شریوردھن اور مجلس علمی کوکن کے تادمِ حیات صدرنشین، مجمع الامام الشافعی العالمی کے رکنِ رکین، انجمن دردمندانِ تعلیم وترقی اور پورے علاقۂ کوکن کے علماء ومدارس کے سرپرستِ اعلیٰ، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا امان اللہ بن حاجی عبدالرحیم بروڈ قاسمی صاحب نوراللہ مرقدہ وبردمضجعہ کے رحلت و وفات کی خبر ہم سب (صدرنشین، ناظر ومشاورین، ائمہ ومؤذنین وجملہ خدامِ دارالافتاء والارشاد جامع مسجد بمبئی) کے لئے انتہائی اندوہناک اور بہت ہی زیادہ باعثِ حزن وملال اور رنج والم ہے۔

یقیناً حضرت مولانا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کے اس سانحۂ ارتحال نے آپ کے ساتھ ساتھ ہمارے دلوں کو بےچین وبےقرار، ذہن ودماغ کو ساکت ومبہوت کرکے رکھ دیا ہے، ہمارے سابقہ امام وخطیب، نمونۂ سلف، محبوب العلماء والصلحاء، فخرِ کوکن مرحوم حضرت مولانا سید شوکت علی نظیر صاحب نوراللہ مرقدہ وبردمضجعہ کی وفات حسرت کے بعد حضرت مہتمم صاحب ہم سب کے لئے بہت بڑا سہارا تھے، آپ ہی وہ ہستی تھے کہ جنہیں ہم اپنی علمی مجالس کی زینت بناتے اور نشستِ صدارت آپ کے سپرد کرکے اطمینان وسکون سے اپنا فریضہ انجام دینے کی کوشش کرتے تھے، ابھی چند ماہ قبل ''آل کوکن مسابقۂ قرآن کریم'' میں آپ کی صدارت کا منظر ابھی بھی ہماری نگاہوں میں گردش کررہا ہے، آپ ہی کے کاندھوں پر ہم اپنے اشک بہاتے اور آپ ہی کو اپنے مصائب ومشاکل سنا کر اپنا دل ہلکا کیا کرتے تھے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ سفید امامہ اور گھنی ڈاڑھی سے مزین، پُررعب وباوقار صورت نظروں کے سامنے ہے اور اس طرح دل وخیالات میں رچی بسی ہے کہ طبیعت مفارقت کو تسلیم کرنے کے لئے راضی نہیں۔۔

مرحوم حضرت مولانا امان اللہ صاحب بےشمار اوصاف وکمالات سے متصف تھے، جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے منصبِ اہتمام پر ۴۰/ سال سے زائد عرصہ اس کامیابی وخوش اسلوبی سے گذارنا ہی آپ کے عظیم سرپرستِ اعلیٰ، کامیاب مہتمم، دوراندیش مصلح ومرشد اور مربی ہونے کے لئے کافی وافی ہے۔

مولانا مرحوم خلد بریں کا تعلق مسجد جامع بمبئی اور یہاں کے ائمہ ومؤذنین ودیگر ذمہ داران ومشاورین سے بہت ہی دیرینہ اور انتہائی گہرا تھا، خود فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل اور پھر دارالعلوم دیوبند جانے کے لئے بمبئی آیا کرتے تو جامع مسجد بمبئی میں ضرور حاضری دیتے، پھر اہتمام کی ذمہ داری کے بعد مختلف مذاکروں اور مشوروں کی مناسبت سے اکثر وبیشتر حضرت مولانا سید شوکت علی نظیرؒ نوراللہ مرقدہٗ

46, Janjikar Street, Mumbai - 400002 • email: qaziashfaq1@gmail.com / ashfaq_251979@yahoo.co.in • Contact: +91 22 2345 5441

وبرد مضجعہ کی خدمت میں حاضری رہتی، ہم متعلقین جامع مسجد بمبئی کو بھی آپ کے اس اچانک چلے جانے سے بہت ہی گہرا رنج وملال ہے، حضرت مولانا کی یہ خواہش رہا کرتی اور کئی مرتبہ اس کا تذکرہ بھی فرمایا کہ مشاورین جامع مسجد بمبئی کا سفر جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن بار بار ہونا چاہئے اور ہم بھی بار بار جامع مسجد بمبئی میں حاضری دیتے رہیں گے تاکہ یہ رشتہ مزید مستحکم ومضبوط ہو اور علمی ودینی خدمت کی راہیں مزید آسان اور ہموار ہوتی چلی جائے۔

مولانا مرحوم جنت نشیں نے سچے اور امانتدار تاجر ہوکر تجارتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مکمل توجہ اور بلا کسی نقص وکوتاہی کے تعلیم وتدریس، اصلاح واہتمام، نیز رفاہی وسماجی اور فلاحی وملی خدمات انجام دی ہیں۔

حدیثِ مبارکہ ہے: عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ''إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية، وعلم ينتفع به، وولد صالح يدعو له'' (سنن الترمذی: باب فی الوقف: حدیث: ۱۳۷۶)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے، ایک صدقۂ جاریہ، دوسرا ایسا علم جس سے لوگوں کو فائدہ ہو، اور تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

مولانا مرحوم فردوسِ بریں کی حیاتِ مبارکہ ان تینوں سعادتوں کا مرجع مجموعہ ہے، نہ صرف جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن بلکہ آپ کی بے لوث سعی وکوشش اور محنت وجدوجہد سے کئی ادارے، مدارس، مساجد، انجمنیں اور تنظیمیں وجود میں آئیں، یہ سب آپ کے حق میں صدقۂ جاریہ ہے، اور ان اداروں میں تعلیم وتدریس تا قیامت علمِ نافع کی اشاعت وترویج بن کر آپ کے لئے باعثِ اجر وثواب ہے اور نیک صالح صلبی اولاد میں فرزند ارجمند حافظ اسجد اور پانچ بیٹیوں کے علاوہ، ابناء جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کی شکل میں کئی سارے حفاظ وعلماء، قراء ومفتیانِ کرام آپ کے میزانِ عمل کا حصہ ہیں۔

ہم تمام اراکین ومتعلقین جامع مسجد بمبئی رب کائنات کے حضور عاجزی والتجاء کرتے ہیں کہ اے بارِ الٰہا! تو رحمن ورحیم اور غفور وشکور ہے، اپنے اس بندے کے ساتھ اپنا خاص فضل واحسان، لطف وامتنان کا معاملہ فرما، قبر وحشر کی تمام منزلوں کو آسان فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرما اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما اور اہلِ کو کن خصوصاً جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کو اپنے غیبی خزانہ سے بہترین خلف اور نعم البدل عطاء فرما۔ آمین

انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اعطی ولہ ما اخذ وکل شیئ الی اجل مسمی، اللھم اغفرہ وارحمہ وبرد مضجعہ واجعل الجنۃ مثواہ۔

اس کو رخصت تو کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
سارا گھر لے گیا گھر چھوڑ کے جانے والا
آسماں اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

دارالافتاء والارشاد، جامع مسجد بمبئی ٹرسٹ

۱۷/ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بمطابق ۹/جولائی ۲۰۲۰ء

تعزیت نامہ جامعہ ضیاء العلوم، کنڈلور

جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور
JAMIA ZIA-UL-ULOOM KANDLUR
ಜಾಮಿಯಾ ಝಿಯಾವುಲ್ ಉಲೂಮ್ ಕಂಡ್ಲೂರು
MANAGED BY ZIA EDUCATIONAL TRUST ® KANDLUR

Ref:...............

Date: ۱۳/ ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ
05/07/2020

تعزیت بر وفات حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

محترم ومکرم ذمہ داران واساتذہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کوکن کے معروف عالم دین اور ہمارے مشفق، جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے مہتمم، انجمن دردمنداں تعلیم وترقی کے سرپرست، مسلم بزم اتحاد شریوردھن کے صدر، جمعیت علماء ہند کے قومی نائب صدر اور پورے کوکن کے علماء و مدارس کے سرپرست، مجلس علمی کوکن کے صدر، مجمع الامام الشافعی العالمی کے رکن تاسیسی حضرت مولانا امان اللہ بروڈ قاسمی صاحب کی وفات حسرت کی خبر سن کر دل غمگین ہے، آنکھیں اشک بار ہیں۔

مولانا بے انتہاء متواضع، منکسر المزاج، اسلاف کے نمونہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ حاجی عبدالرحیم صاحب بروڈؒ کے تربیت یافتہ تھے، ہم سے بڑے تھے لیکن دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور بہترین سرپرست کا رول ادا فرماتے تھے۔

جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور سے آپ کو خاص لگاؤ تھا، وقتاً فوقتاً جامعہ میں آپ کی حاضری ہوتی تھی جس سے جامعہ کے طلبہ واساتذہ کو مستفید ہونے کا موقع ملتا تھا، ہم بھی جب جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں کسی پروگرام یا مشورہ میں شرکت کرتے تو پرتپاک استقبال کرتے، اپنائیت کا احساس دلاتے، بہترین ضیافت فرماتے، معمول کے خلاف ہمارے ساتھ کھانا تناول فرماتے، ملک کے حالات اور مدارس کے متعلق امور پر بڑی دلچسپی اور فکرمندی کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ یقیناً آپ کا چالیس سالہ دور اہتمام جامعہ حسینیہ عربیہ کی تاریخ کا سنہرا باب ہے، جامعہ نے اس زریں دور میں بڑی ترقی کی اور پوری دنیا میں اس کی خدمات کا دائرہ وسیع تر ہو گیا، آپ کی رحلت سے بہت بڑا نقصان ہوا ہے، اپنے ہی خاندان کے ایک بڑے سرپرست کے چلے جانے کا احساس ہو رہا ہے۔

اس موقع پر ہم تمام اراکین، متعلقین، اساتذہ، فارغین وطلبہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور اہلیان جامعہ حسینیہ اور مولانا مرحوم کے اہل خانہ ولواحقین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو اور خصوصاً ان کے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور جامعہ اور پورے کوکن کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔

شریک غم

ناظم جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور

ناظم
جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور • 576240
تعلقہ کنداپور، ضلع اڈپی، کرناٹک، انڈیا

جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور ناڈک الہند ٥٧٦٢٤٠
Jamia Ziya-ul-Uloom
Kandloor, Karnataka
India
576240

Post: KANDLUR. 576211, Kundapura Taluk, Udupi Dist, Karnataka, INDIA
Mobile: 9845034770, Email: jzuk1994@gmail.com

تعزیت نامہ مدرسہ تجوید القرآن، پمپلی

۶، جولائی ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعزیت نامہ

محترم ومکرّم معزّز اساتذۂ کرام، منتظمین ومتعلقین جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ تعزیت نامہ ہے آپ حضرات کی خدمت میں ایک ایسے چھوٹے سے ادارہ کی طرف سے جس کی بنیاد ہی سے حضرت مہتمم صاحب نوّر اللہ مرقدہ کی سرپرستی، دعائیں، فکریں اور مشوریں ساتھ رہے ہیں۔ آج دل پر پتھر رکھ کر اس حقیقت کو ماننا پڑھ رہا ہے کہ ہم مہتمم صاحب کی سرپرستی سے محروم ہوگئے، بالفاظِ دیگر ہم یتیم ہوگئے۔ رہا اہلِ جامعہ کا حال تو اس اندوہناک حادثہ کی وجہ سے اہلِ جامعہ پر جو گذری اس کا تصور بھی محال ہے۔

علم و عمل کا مہرِ درخشاں نہیں رہا، ایک بہترین ناظم دوراں نہیں رہا،
اس کے فضل وکمال کے ہیں چرچے جگہ جگہ، یعنی فسانہ رہ گیا عنوان نہیں رہا

حضرت مولانا کو اللہ رب العزت نے وہ ملکہ عطا فرمایا تھا کتنی ہی بڑی پریشانی، کام میں درپیش مسائل اور مشکلات کا شکوہ ہو فون پر دو بول ہی سارے شیش محل کو پارہ پارہ کر دیتے اور از سرِ نو کام میں مہمیز ملتی۔ ’’ارے عمر!‘‘ مخاطب کرنے کا ایسا پیارا اور انوکھا مشفقانہ انداز کہ جس کی حلاوت کو محسوس کر کے آنکھیں نم ہیں۔۔۔

حالِ دل کس کو سنائے دل کا درماں چل بسا، زخمِ دل کس کو دکھائیں جب مسیحا چل بسا

حضرت مولانا نے چالیس (۴۰) سال کا عرصہ جامعہ کی آبیاری میں گذارا ہے جس خوش اسلوبی سے اس خاردار مسندِ اہتمام کو سنبھالا ہے یہ اثر بزرگوں کی نظرِ انتخاب کا بھی ہے معاً آپ کی کرامت بھی، ورنہ یہ راہ بہت دشوار ہے۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں، صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

حضرت مولانا کی ہمہ جہت مصروف ترین شخصیت پر ہر مضمون نگار خصوصاً ابنائے جامعہ آپ کی محبت

میں ڈوب کرایک ایک موتی اجاگر کررہے ہیں آپ کی ذات خود ایک انجمن تھی جس سے بے شمار کارہائے نمایاں انجام پاتے تھے۔عمر کے اس پڑاو میں بھی مولانا مرحوم کی اقدامی عملِ پیہم کی اسپریٹ نئی نسل کے فضلائے مدارس کے لئے اور خصوصاً ہم ابنائے جامعہ کیلئے قابل تقلید اسوہ ہے

سربکف رہتے تھے اکثر خدمتِ ملّت میں جو　　　قوم کو تھی جن سے اک قلبی لگن رخصت ہوئے

عالمِ اسلام ہے غمگین فرقت میں امان اللہ کی　　　شیخِ کامل چھوڑکر علمی گگن رخصت ہوئے

معزّز و مکرّم متعلقینِ جامعہ یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے اس دل دہلا دینے والے حادثہ پر ہمارے لب یہی کہیں گے۔۔۔انّا للہ و انا الیہ راجعون۔۔۔۔　　　اللھمّ لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنّا بعدہ۔

ہم اپنے رب سے یقینی گمان رکھتے ہیں کہ ہم سب کے دلوں کی دھڑکن مشفق ومربّی مولانا امان اللہ فی امان اللہ پہنچ کرخوش ہوں گے اور بزبانِ حال یہ کہہ رہے ہوں گے''یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین"

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی　　　میرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

آخر میں ہم تمام اہلِ مدرسہ بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس فکرِ حسینی مدنی کو جو سادات کے سلسلہ سے آپ کو ودیعت کی گئی تھی اور اس کی تکمیل میں آپ نے زندگی کا یہ سفر مکمّل کیا، ہمارے اندر منتقل فرمائے۔ اور ہم تمام کو بھی ان نکات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جامعہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین

منجانب

مہتمم،اراکین وجمیع اساتذۂ کرام مدرسہ تجوید القرآن پمپلی

تعزیت نامہ مفتی محمد اسماعیل قاسمی (مالیگاؤں)

رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ مہاراشٹر شاخ کل ھند رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

صوبائی مرکزی دفتر رابطۂ مدارس اسلامیہ عربیہ مہاراشٹر واقع دارالعلوم اصحاب کہف اورنگ آباد نزد ایم آئی ٹی کالج بیڑ بائے پاس اورنگ آباد

Rabta Madaris Islamia Arabia Maharashtra Br,Rabta Madaris Islamia Arabia Darul-uloom Devband

E-mail: rabtamdarismh2017@gmail.com Mb:9890524526/9764444130 Pin:431005

تعزیت نامہ

محترم المقام حافظ محمد اسجد صاحب ذمہ داران واساتذہ کرام دارالعلوم حسینیہ شری وردھن رائے گڑھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پروردگار عالم آپ کو عافیت دارین سے ہمکنار فرمائے (آمین)

مؤرخہ ۴/جولائی ۲۰۲۰ء یوم سنیچر کو یہ خبر غم موصول ہوئی کہ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ مہاراشٹر شاخ کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کے نائب صدر، کوکن کی قدیم دینی وعلمی درسگاہ دارالعلوم حسینیہ شری وردھن رائے گڑھ کے مہتمم، جمعیۃ العلماء ہند کے نائب صدر، مجلس علمی کوکن کے صدر، مسلم بزم اتحاد ترقی کے صدر، جماعت المسلمین شریوردھن کے صدر، رسالۃ الھادی کے مدیر، حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی کے خلیفہ ''حضرت مولانا امان اللہ صاحب قاسمی شری وردھن رائے گڑھ'' اس سرائے فانی میں جامِ سکون وسکوت نوش فرما چکے ہیں بے ساختہ ''**انا للہ وانا الیہ راجعون**'' کے کلماتِ استرجاع لبِ زباں جاری ہوگئے آپ کے دلوں پر جو نا قابلِ ادراک بجلیاں گر رہی ہوگی اسکا خیال آتے ہی فوراً بارگاہ ایزدی میں ان جملوں کی سوغات پیش کی ''**واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین**'' تاہم ضروری محسوس ہوا کہ اس غیر معمولی حادثۂ فاجعہ پر تعزیتِ مسنونہ کے کلماتِ پر تسکین آپکے حضور پیش کئے جائیں ''**ان للہ ماأخذ ولہ ماأعطی وکل شئ عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب**'' امید کہ تعزیت مسنونہ قبول فرمائیں گے ہم دربارِ خدوندی میں دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل ''حضرت مولانا امان اللہ صاحب قاسمی مرحوم'' کی نیکیوں اور انکے حق میں کی جانیوالی دعاؤں ایصال ثواب کو ان پر ابر رحمت بنا کر برسائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے دارالعلوم حسینیہ شری وردھن رائے گڑھ اور ملت اسلامیہ کو انکا نعم البدل عطا فرمائے۔

فقط والسلام

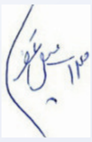

۱۴/ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

۶/جولائی ۲۰۲۰ء

از: (مفتی) محمد اسماعیل قاسمی مالیگاؤں

صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ مہاراشٹر ورکن شوری دارالعلوم دیوبند

تعزیت نامہ دارالعلوم اسلامیہ عربیہ، تلوجہ

Darul Uloom
Islamia Arabia Taloja
Tal. Panvel, Dist. Raigadh, Navi Mumbai
Manage by
Dawood Trust (Redg No: B298)
Pin Code: 410208

دارالعلوم
اسلامیہ عربیہ تلوجہ
تعلقہ پنویل، ضلع رائے گڈھ، نوی ممبئی
زیر اہتمام: داؤد ٹرسٹ (رجسٹر نمبر: B298)
پن کوڈ: ۴۱۰۲۰۸

Contact No. 9224234723/9821443589

تعزیت نامہ

تاریخ: 05-07-2024

دنیا میں ہر انسان آتا ہے جانے کے لیے ہر انسان اپنی متعینہ مدت پوری کر کے کسی چھوٹے بڑے واقعہ کا شکار ہو کر اس دنیا سے چلا جاتا ہے لیکن کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو "**ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون**" کا مصداق بن کر دنیا کے لیے ایک نمونہ چھوڑ جاتی ہیں اور اپنے پیچھے ایک ایسا خلا چھوڑ جاتی ہیں جس کا پر ہونا ناممکن نہ سہی لیکن مشکل ترین ضرور ہوتا ہے۔ انہی ہستیوں میں ہمارے کوکن کی سب سے پہلی عظیم و قدیم دینی درسگاہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن کے لائق و فائق مہتمم حضرت مولانا امان اللہ بروڈ صاحب رحمۃ اللہ الواسعہ کا بھی شمار ہے۔ کل اچانک جن کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ ہزار کوشش کے باوجود دل و دماغ اس خبر کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو رہے تھے بالآخر قضائے الٰہی کو قبول کرنا ہی پڑا اور اپنے دل کو یہ سمجھانا ہی پڑا کہ تم اور پورا کوکن اپنے مشفق و مربی قائد سے محروم ہوگیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے "نعمت کی قدر بعد زوال ہوتی ہے" اور کوکن کا ہر علمی دوست اس بات کو ضرور محسوس کرتا ہوگا کہ ہم نے حضرت رحمۃ اللہ کی جتنی قدر کرنا چاہیے تھی نہیں کی۔ مولانا مرحوم اتنی بڑی عمر میں بھی ایک جوان کی طرح خدمتِ خلق میں مصروف تھے اور عوام کی راحت رسانی کی عظیم خدمت کرتے کرتے میں محبوب حقیقی سے جا ملے۔

اس مختصر سی تحریر میں حضرت کی مثالی زندگی پر روشنی نہیں ڈالی جا سکتی البتہ مولانا مرحوم کا ایک امتیازی وصف جس کو طلبہ و اساتذہ، عام و خاص، امیر و غریب ہر شخص محسوس کرتا تھا کہ آپ کو حلم و بردباری، عاجزی و انکساری، اخلاص و للٰہیت خوف و خشیت کا ایک وافر حصہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تھا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک لمبے عرصے تک جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن جیسی عظیم دینی درسگاہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ کئی اصلاحی و فلاحی تنظیموں و تحریکوں کی سرپرستی کا کام لیا ہے۔ جن میں جمعیۃ العلماء ہند بھی شامل ہے۔

ہم تمام دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ کے اراکین، اساتذہ و طلبہ حضرت مولانا مرحوم کے اہل خانہ کے غم میں شریک ہے کیونکہ آپ امت کی ایسی شخصیات میں سے ایک تھے جس کے جدا ہونے سے امت جتنا رنج کرے کم ہے۔ اللہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، اپنے نیک بندوں کے زمرے میں شامل فرما کر درجات کو خوب بلند فرمائے، آپ کے تمام خدمات کو قبول کرتے ہوئے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، صلبی و علمی پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن و کوکن کو حضرت مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے۔

شریکِ غم

صدر و اراکین، اساتذہ و طلبہ

دارالعلوم الاسلامیہ العربیہ تلوجہ

DARUL-ULOOM ISLAMIYA ARABIA TALOJA B-298 دارالعلوم الاسلامیہ العربیہ

darululoom547@gmail.com

تعزیت نامہ شفاء چاریٹیبل ٹرسٹ، دابھول

SHIFA CHARITABLE TRUST.
Regd.Under Bombay Public Trust act,1950
Dabhol (Vankar Mohallah),Tal:Dapoli, Dist:Ratnagiri
(Maharashtara).Pin Cod No.415706

شفاء چاریٹیبل ٹرسٹ
دابھول (ونکر محلہ) تعلقہ داپولی ضلع رتناگیری ۴۱۵۷۰۶ (مہاراشٹر)

Ref. No. Date :

07/05/2020

تعزیتی کلمات

برادران اسلام وملت

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اس عالم آب وگل میں جو بھی آتا ہے، جانے کے لئے ہی آتا ہے اور ہر جانے والا اپنے پیچھے سب کو سوگوار چھوڑ جاتا ہے؛ لیکن کچھ جانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں، جن کے جانے سے صرف رشتہ دار اور تعلق والے ہی مغموم نہیں ہوتے؛ بلکہ اطراف واکناف کے علاقے بھی ماتم کدہ بن جاتے ہیں، ایسے ہی جانے والوں میں شان کوکن جامعہ حسنیہ عربیہ شرودھن کے مہتمم وجمعتہ علماء ھند کے نائب صدر حضرت مولانا المرحوم امان اللہ برودر حمہ اللہ ہیں، جنھوں نے احباب واقارب کے علاوہ ہزاروں شاگردوں، قرب وجوار کے علاوہ خطہ کوکن کے لوگوں کو سوگوار چھوڑ کر دعوتِ رحیل کو لبیک کہا، بلاشبہ حضرت مولانا کی وفات جامعہ حسنیہ عربیہ شرودھن کے لئے عمومی طور پر اور شفاء چاریٹیبل ٹرسٹ اور ان کے تلامذہ کے لئے خصوصی طور پر ایک بہت بڑا خسارہ ہے؛ لیکن قضاوقدر کے فیصلے پر صبر وشکیب کے علاوہ چارہ کار نہیں. ٹرسٹ کے بہت سے معاملات میں ان کی رائے ہمیشہ آبِ حیات کا کام کرتی رہی۔

ہم تمام ممبران شفاء چاریٹیبل ٹرسٹ، مولانا کے اہل تعلق کے غم میں برابر کے شریک ہیں، ہم ان سے تعزیت کرتے ہیں اور پسماندگان کے لئے اس شعر کے ساتھ صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں:

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں

صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

حضرت مولانا اپنے متعلقین و محبین کے دلوں میں بہت اچھی یادیں چھوڑ گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے حسنات کو قبول فرمائے، سیئات سے درگزر فرمائے اور ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے،

آمین یارب العالمین.

ACTIVITIES : MEDICAL, SOCIAL, WELFARE, EDUCATION, WATER, SPORTS, NATIONAL PROGRAMS, COMPUTER EDUCATION, LIBRARY, COACHING CLASS, MEHNDI CLASS, TAILORING CLASS, ARABIC CLASS, DRAMA, STUDENT GUIDANCE, FIRST AID CENTER, COMMUNITY CENTER HERITAGE, PRINTING CLASS, NURSERY CLASS, FOUNDATION, BLIND RELIEF, INFORMATION TECHNOLOGY.

تعزیت نامہ جامعہ دار ارقم، دھترولی

JAMIA DAR-E-ARQAM, DHUTROLI
Taluka Mandangadh, Dist.: Ratnagiri, Maharashtra. Pin - 415203
Managed By
Anjuman Dardmandane Talim-o-Tarakki, Mahad. Regd. No. B-320

جامعہ دارِ ارقم دھترولی
تعلقہ منڈنگڈھ، ضلع رتناگیری، مہاراشٹر پن کوڈ: ۴۱۵۲۰۳
زیرِ اہتمام: انجمن دردمندانِ تعلیم وترقی مہاڈ رجسٹرڈ نمبر بی ۳۲۰

Date: ۵/ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ
۲۷/اگست ۲۰۲۰ء

بنام اساتذۂ کرام ومنتظمین ومتعلقینِ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

موت اس کی ہے جس پر کرے زمانہ افسوس

ہر دلعزیز، رونقِ مجلس، نمونۂ اسلاف، اخلاص وللّٰہیت کے چراغ، حضرت مولانا امان اللہ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں ایسے وقت میں داغِ مفارقت دے گئے جب قوم وملت ایک نازک موڑ سے گزر رہی ہے اور ملک کے حالات ناگفتہ بہ ہوئے جارہے ہیں ایسے وقت میں حضرت کا اچانک سانحۂ ارتحال نا صرف ان کے اہلِ خانہ ومتعلقینِ جامعہ کا بلکہ پورے خطۂ کوکن کا ایک عظیم ترین خسارہ ہے، مولانا کی دینی و علمی خدمات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں، آپ کی خدمات کا دائرہ وسیع تر تھا آپ نے مختلف پلیٹ فارموں سے اور مختلف جہتوں سے اہم خدمات انجام دیں، یہاں تک کہ حالتِ علالت میں بھی رِفاہی کاموں کی فکر دِلگیر رہی اور ضرورت مندوں کی طرف متوجہ کراتے رہے، آپ ہمیشہ نسلِ نو کی دینی تعلیم کے لئے فکر مند رہتے، علاقۂ کوکن کے مکاتب کی طرف ابنائے جامعہ کو خصوصی توجہ دلاتے اور مفید مشوروں سے نوازتے رہتے، اور ہمیشہ اخلاص وللّٰہیت اور آپسی بھائی چارگی کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب دیتے۔

حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جامعہ دار ارقم کے ساتھ خصوصی تعلق تھا آپ جامعہ کے سرپرست تھے تعمیراتی کاموں سے متعلق بڑے فکر مند تھے، دار ارقم کے سالانہ اجلاس اکثر آپ ہی کی صدارت میں منعقد ہوئے اور حسن اختتام سے مالامال ہوئے، وفات سے چند روز قبل بھی جامعہ میں حضرت کا ورود مسعود ہوا اور اس وقت بھی نسرگ طوفان سے جامعہ کو ہونے والے نقصان کا جائزہ لے کر اس کی درستگی سے متعلق فکر دلائی اور ہمت افزائی کے کلمات ارشاد فرمائے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور اہلِ خانہ ومتعلقین اور خصوصا جامعہ حسینیہ کے طلبہ واساتذہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، اور جامعہ کے لئے اللہ پاک اپنے فضل سے نعم البدل عطا فرمائے۔

منتظمینِ جامعہ دارِ ارقم دھترولی منڈن گڑھ

حضرت مہتمم صاحبؒ کے سانحہ ارتحال پر ہندوستان کے مختلف و مشہور اخبارات میں چھپنے والے تعزیتی پیغامات کے تراشے

اردو ٹائمز
Urdu Times
05.07.2020

کوکن کے معروف عالم دین
مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

ممبئی (اسٹاف رپورٹر) کوکن کے معروف عالم دین مولانا امان اللہ

ممبئی اردو نیوز
05.07.2020

کوکن کے معروف عالم دین مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

جمعیۃ علماء اور جماعت اسلامی کی طرف سے خراج عقیدت اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی

روزنامہ راشٹریہ سہارا
05.07.2020

کوکن کے مشہور عالم دین، جمعیۃ علما ہند کے نائب صدر، دارالعلوم حسینیہ شریوردھن کے مہتمم حضرت مولانا امان اللہ صاحب کا انتقال

عکسِ کوکن

تعزیتی کلمات بروفات حضرت مولانا امان اللہ بورڈ رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن

سیاسی افق
SIYASI UFUQUE
05.07.2020

کوہ کن کے معروف عالم دین اور جمعیۃ علما ہند کے نائب صدر مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

جمعیۃ کی طرف سے خراج عقیدت اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی

بزرگ عالم دین مولانا امان اللہ قاسمی کا سانحۂ ارتحال

خطہ کوکن کی مشہور اور قدیم دینی درسگاہ جامعہ حسینیہ کے مہتمم اور جمعیۃ علمائے ہند کے نائب صدر چیور کے سائی اسپتال میں زیر علاج تھے، جسد خاکی بذریعہ ایمبولنس شری وردھن لے جایا گیا، وہیں تدفین عمل میں آئی

آگ
اتوار ۵/ جولائی ۲۰۲۰ء

مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال پر جمعیۃ کا خراج عقیدت

مولانا نے مختصر علالت کے بعد ۶۸ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا

05 July 2020 (4)
روزنامہ
ناندیڑ ٹائمز
NANDED TIMES URDU DAILY

معروف عالم دین اور جمعیۃ علما ہند کے نائب صدر مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

جمعیۃ کی طرف سے خراج عقیدت اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی

روزنامہ
تہلکہ ٹائمز
www.tahalkatimes.blogspot.com
TAHALKA TIMES DAILY,NANDED
05.07.2020

کوہ کن کے معروف عالم دین مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

جمعیۃ کی طرف سے خراج عقیدت اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی

دہلی اور پٹنہ سے ایک ساتھ شائع ہونے والا اردو روزنامہ
Published Simultaneously from Delhi and Patna
Daily HAMARA SAMAJ Delhi
روزنامہ ہمارا سماج دہلی
हमारा समाज
05.07.2020

کوہ کن کے معروف عالم دین اور جمعیۃ علما ہند کے نائب صدر مولانا امان اللہ قاسمی کا انتقال

جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے خراج عقیدت اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی

مطبوعات مکتبۃ النظیر (یوکے)

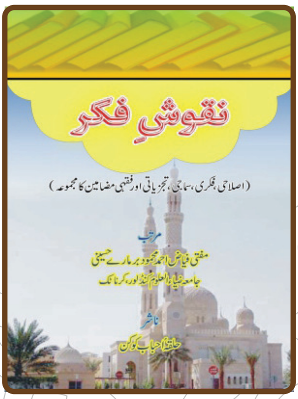

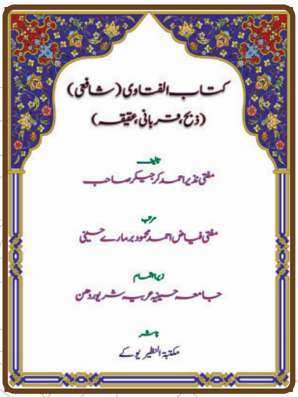

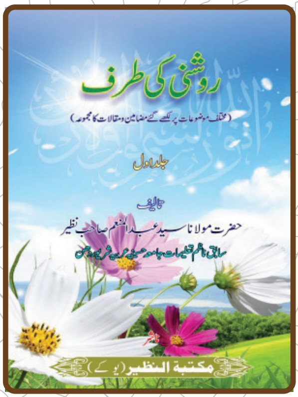

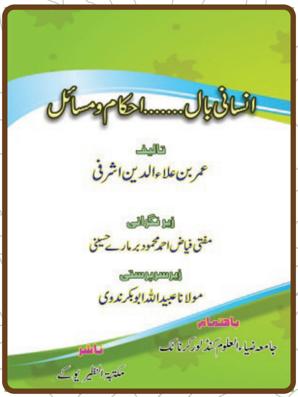

ناشر

مکتبۃ النظیر (یوکے)